BNEC301DET

صنعتی معاشیات کی مبادیات

(Fundamentals of Industrial Economics)

بی۔اے۔(آنرس)

چار سالہ پروگرام

تیسرا سمسٹر (معاشیات)

مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

حیدرآباد۔32، تلنگانہ، بھارت

Copyright © 2026, Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad
All right reserved. No part of this publication may be reproduced or transmitted in any form or by any means, electronically or mechanically, including photocopying, recording or any information storage or retrieval system, without prior permission in writing form the publisher (registrar@manuu.edu.in)

ISBN : 978-81-689664-9-9
Course : Fundamentals of Industrial Economics
First Edition : July 2026
Copies : 300
Price : 205/- (The price of the book is included in admission fee of distance mode students)

Course Coordinator

Dr. Fasalurahman P. K., Asst. Prof. (Economics), CDOE, MANUU

Editorial Board/Editors

Dr. Fasalurahman P.K., Assistant Professor, Economics, CDOE, MANUU

Mr. Mohd Waseem, Assistant Professor (C), CDOE, MANUU

Dr. Shahid Jamal Ansari, Head, Department of Economics, Pune College of Arts, Science and Commerce

Language Editor

Mr. Mohd Waseem, Assistant Professor (C), CDOE, MANUU

Production

Prof. Nikhath Jahan,
Professor (Urdu),
CDOE MANUU

Mr. P Habibulla
Assistant Registrar, Purchase & Stores Section, MANUU

Dr. Mohd Akmal Khan,
Assistant Professor (C), CDOE MANUU

Mohd Abdul Naseer
Section Officer, CDOE MANUU

Shaik Ismail,
UDC, CDOE, MANUU

Syed Faheemuddin, LDC
Purchase & Stores Section, MANUU

On behalf of the Registrar, Published by:

Centre for Distance and Online Education
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad-500032 (TG), India
Director: dir.dde@manuu.edu.in *Publication:* ddepublication@manuu.edu.in
Phone number: 040-23008314 Website: manuu.edu.in

CRC Prepared by Mohd Waseem, Faculty of Economics, CDOE, MANUU, Hyderabad

Printed at: Print Time & Business Enterprises, Hyderabad

فہرست

پیغام	وائس چانسلر، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی	5
پیغام	ڈائریکٹر، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم	6
کورس کا تعارف	کورس کوآرڈی نیٹر (معاشیات)	7

اکائی نمبر	اکائی کا نام	مصنف	صفحہ نمبر
بلاک I:	**صنعت اور معاشی ترقی**		
.1	صنعت کاری کا تعارف	جناب غفران برکاتی	9
.2	صنعتی نمو کے تعین کنندہ عوامل	جناب غفران برکاتی	22
.3	صنعت کاری کے مسائل	ڈاکٹر محمد ارشاد	33
.4	پلانٹ، فرم اور صنعت کے تصورات	ڈاکٹر محمد ارشاد	47
بلاک I:	**صنعتی تنظیم اور ملکیت کا ڈھانچہ**		
.5	تنظیمی ہیئت	ڈاکٹر محمد ارشاد	64
.6	ملٹی نیشنل کارپوریشنز اور ان کا کردار	ڈاکٹر فضل الرحمان پی۔ کے۔	76
.7	صنعتی شعبے کے اجزائے ترکیبی	ڈاکٹر شاہد جمال	94
.8	ہندوستان کی صنعتی پالیسیاں	ڈاکٹر محمد ارشاد	114
	نمونہ امتحانی پرچہ		126

مصنفین کی تفصیلات

(Writer's Details)

Mohd Gufran Barkati, Assistant Professor, Centre for Distance and Online Education, Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad	جناب محمد غفران برکاتی، اسسٹنٹ پروفیسر، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدر آباد
Dr. Mohd Irshad, Assistant Professor (Contractual), Department of Economics, Maulana Azad National Urdu University Hyderabad	ڈاکٹر محمد ارشاد، اسسٹنٹ پروفیسر (کانٹریکچول)، شعبہ معاشیات، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد
Dr. Shahid Jamal Ansari, Head, Department of Economics, Pune College of Arts, Science and Commerce, Pune	ڈاکٹر شاہد جمال انصاری، صدر شعبہ معاشیات، پونے کالج آف آرٹس، سائنس اینڈ کامرنس، پونے
Dr. Fasalurrahman P. K., Assistant Professor (Economics), Centre for Distance and Online Education, Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad	ڈاکٹر فضل الرحمان پی۔ کے۔، اسسٹنٹ پروفیسر (معاشیات)، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

پروف ریڈرس(Proofreaders):

جناب محمد وسیم، اسسٹنٹ پروفیسر (کانٹریکچول)، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

ڈاکٹر فضل الرحمان پی۔ کے۔، اسسٹنٹ پروفیسر (معاشیات)، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

ٹائٹل پیج(Title Page):

جناب ابراہم اکرم صدیقی

پیغام

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی (MANUU) 1998 میں پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے ذریعے قائم کی گئی۔ یہ ایک مرکزی جامعہ ہے جس نے این اے اے سی کی جانب سے گریڈ +A حاصل کیا ہے۔ اس جامعہ کے قیام کے مقاصد ہیں: (1) اردو زبان کا فروغ، (2) پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم کو اردو میڈیم میں قابل رسائی اور دستیاب بنانا، (3) روایتی اور فاصلاتی طریقۂ تعلیم کے ذریعے تعلیم فراہم کرنا، اور (4) خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ دینا۔ یہ وہ نکات ہیں جو اس مرکزی جامعہ کو دیگر تمام مرکزی جامعات سے ممتاز کرتے ہیں اور اسے ایک انفرادیت بخشتے ہیں۔ قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں بھی مادری زبانوں اور علاقائی زبانوں میں تعلیم حاصل کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

اردو کے ذریعے علم کے فروغ کا مقصد یہی ہے کہ اردو جاننے والے طبقے کے لیے عصری علوم اور مضامین تک رسائی آسان بنائی جائے۔ ایک طویل عرصے تک اردو میں درسی مواد کی کمی رہی ہے۔ اردو یونیورسٹی کے پاس اب اردو میں 350 سے زیادہ کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے اور ہر سمسٹر کے ساتھ اس تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

اردو یونیورسٹی این ای پی 2020 کے وژن کے مطابق مادری / گھریلو زبان میں تعلیمی مواد فراہم کرنے کے قومی مشن کا حصہ بننے کو اپنے لیے ایک اعزاز سمجھتی ہے۔ مزید یہ کہ اردو بولنے والا طبقہ اردو میں مطالعے کے مواد کی عدم دستیابی کے سبب نئے اُبھرتے شعبوں اور جدید تر معلومات کے موجودہ میدانوں میں تازہ ترین معلومات و اطلاعات کے حصول سے محروم نہیں رہے گا۔ مذکورہ بالا میدانوں میں مواد کی دستیابی کی بدولت حصولِ معلومات کا نیا شعور بیدار ہوا ہے جو یقیناً اردو داں طبقے کی دانشورانہ ترقی پر اثر انداز ہو گا۔

فاصلاتی اور آن لائن طلبہ کے لیے تعلیم و تدریس کے عمل کو سہل بنانے کے لیے یونیورسٹی کا سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) اردو اور متعلقہ مضامین میں خود اکتسابی مواد (SLM) کی تیاری کو یقینی بناتا ہے۔

MANUU فاصلاتی اور آن لائن لرننگ کے طلبہ کے لیے SLM بلا معاوضہ فراہم کرتا ہے۔ یہ مواد اُردو کے ذریعے علم حاصل کرنے میں دلچسپی رکھنے والے ہر شخص کے لیے برائے نام قیمت پر دستیاب ہے۔ تعلیم تک رسائی کے دائرے کو مزید پھیلانے کے مقصد سے، اردو / ہندی / انگریزی / عربی میں eSLM یونیورسٹی کی ویب سائٹ پر مفت ڈاؤن لوڈ کے لیے دستیاب رکھا گیا ہے۔

مجھے بے حد خوشی ہے کہ متعلقہ فیکلٹی کی محنت اور مصنفین کے مکمل تعاون کی بدولت FYUG بی۔اے، بی۔ایس سی اور بی۔کام کی کتابوں کی اشاعت کا عمل بڑے پیمانے پر شروع ہو گیا ہے۔ فاصلاتی اور آن لائن لرننگ کے طلبہ کی سہولت کے لیے خود اکتسابی مواد (SLM) کی تیاری اور اشاعت کا عمل یونیورسٹی کے لیے اہمیت رکھتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم اپنے خود تعلیمی مواد کے ذریعے اردو جاننے والے ایک بڑے طبقے کی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل ہوں گے اور اس یونیورسٹی کے مقصدِ قیام کو پورا کریں گے اور اپنے ملک میں اپنی موجودگی کو جائز ٹھہرا سکیں گے۔

نیک تمناؤں کے ساتھ!

پروفیسر سید عین الحسن
شیخ الجامعہ، مانو

پیغام

موجودہ دور میں فاصلاتی تعلیم کو دنیا بھر میں ایک نہایت مؤثر اور مفید طریقۂ تعلیم کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے اور بڑی تعداد میں لوگ اس طریقۂ تعلیم سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے بھی اردو زبان بولنے والے عوام کی تعلیمی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے قیام کے وقت سے ہی فاصلاتی تعلیم کا طریقہ متعارف کرایا۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے 1998 میں ڈائریکٹوریٹ آف ڈسٹنس ایجوکیشن (نظامتِ فاصلاتی تعلیم) کے ساتھ کام کا آغاز کیا اور 2004 سے باقاعدہ پروگرام شروع ہوئے، اس کے بعد مختلف شعبہ جات قائم کیے گئے۔

یو جی سی نے ملک میں نظام تعلیم کو مؤثر طور پر منظم کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ اوپن اینڈ ڈسٹنس لرننگ (ODL) موڈ کے تحت چلنے والے مختلف پروگرام، جو سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) میں چل رہے ہیں، یو جی سی-ڈی ای بی کے منظور شدہ ہیں۔ یو جی سی-ڈی ای بی نے فاصلاتی اور باقاعدہ تعلیم کے نصاب کو ہم آہنگ کرنے پر زور دیا ہے تاکہ فاصلاتی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے معیار کو بہتر بنایا جاسکے۔ چونکہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی ایک دُہرے طرز (ڈوئل موڈ) کی یونیورسٹی ہے جو فاصلاتی اور روایتی دونوں طریقۂ تعلیم کی خدمات فراہم کرتی ہے، اس لیے اپنے مقاصد کو یو جی سی-ڈی ای بی کے رہنما خطوط کے مطابق حاصل کرنے کے لیے اس نے چوائس بیسڈ کریڈٹ سسٹم (CBCS) متعارف کرایا گیا جس کا خود اکتسابی مواد (Self Learning Materials) یو جی سی کے قوانین اور کریڈٹ فریم کے مطابق نئے سرے سے تیار کیے جاچکا ہے۔

سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) کل انیس (19) پروگرام پیش کرتا ہے جن میں یو جی، پی جی، بی ایڈ، ڈپلومہ اور سرٹیفکیٹ پروگرام شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تکنیکی مہارتوں پر مبنی پروگرام بھی شروع کیے جارہے ہیں۔ سی ڈی او ای نے جولائی 2025 سے این ای پی-2020 کے مطابق چار سالہ یو جی پروگرام کا آغاز کیا ہے۔ بی اے، بی ایس سی اور بی کام کے آنرز پروگراموں کو این سی ایف کے مطابق ڈیزائن کیا گیا ہے جس سے طلبہ کو آنرز ڈگری حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔ سال 2025-2026 سے ایم بی اے پروگرام او ڈی ایل موڈ میں متعارف کرایا گیا ہے۔

مانو نے طلبہ کی سہولت کے لیے نو ریجنل سنٹرز (بنگلورو، بھوپال، دربھنگہ، دہلی، کولکاتا، ممبئی، پٹنہ، رانچی اور سری نگر) اور چھ سب ریجنل سنٹرز (حیدرآباد، لکھنؤ، جموں، نوح، وارانسی اور امراوَتی) کا ایک وسیع نیٹ ورک قائم کیا ہے۔ اس کے علاوہ وجے واڑا میں ایک ایکسٹینشن سنٹر بھی قائم کیا گیا ہے۔ ان ریجنل اور سب ریجنل سنٹروں کے تحت ایک سو پچاس سے زیادہ لرنر سپورٹ سنٹر (LSCs) اور بیس پروگرام سنٹر بیک وقت چلائے جارہے ہیں تاکہ طلبہ کو تعلیمی اور انتظامی سہولیات فراہم کی جاسکیں۔ سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن اپنی تعلیمی اور انتظامی سرگرمیوں میں آئی سی ٹی کا بھرپور استعمال کرتا ہے اور اپنے تمام پروگراموں میں صرف آن لائن موڈ کے ذریعے ہی داخلے فراہم کرتا ہے۔

طلبہ کے لیے سیلف لرننگ میٹیریل (SLM) کی سوفٹ کاپی سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن کی ویب سائٹ پر دستیاب کرائی جاتی ہیں اور آڈیو و ویڈیو ریکارڈنگ کے لنک بھی ویب سائٹ پر فراہم کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ طلبہ کو ای۔ میل اور واٹس ایپ گروپ کی سہولت بھی فراہم کی جارہی ہے جن کے ذریعے انہیں پروگرام کے مختلف پہلوؤں جیسے کورس رجسٹریشن، اسائنمنٹ، کاؤنسلنگ، امتحانات وغیرہ کے بارے میں مطلع کیا جاتا ہے۔ باقاعدہ کاؤنسلنگ کے علاوہ گزشتہ دو برسوں سے طلبہ کے تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لیے زائد تدارکی (Remedial) آن لائن کاؤنسلنگ بھی فراہم کی جارہی ہے۔

امید کی جاتی ہے کہ سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن تعلیمی اور معاشی طور پر پسماندہ آبادی کو عصری تعلیم کے دھارے میں شامل کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرے گا۔ تعلیمی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے نئی تعلیمی پالیسی (NEP-2020) کے مطابق مختلف پروگرامز میں تبدیلیاں کی گئی ہیں اور توقع ہے کہ اس سے اوپن اینڈ ڈسٹنس لرننگ کے نظام کو مزید مؤثر اور کارآمد بنانے میں مدد ملے گی۔

پروفیسر محمد رضا اللہ خان

ڈائرکٹر، سی ڈی او ای، مانو

کورس کا تعارف

پیارے طلباء وطالبات،

آپ سب کو صنعتی معاشیات کی مبادیات کے کورس میں خوش آمدید۔ یہ کورس بی اے معیشت کے طلبا کے لیے نیشنل ایجوکیشن پالیسی (NEP) 2020 کے تحت چار سالہ انڈر گریجویٹ پروگرام کے تیسرے سمسٹر کا ایک انتخابی مضمون ہے، جو 2 کریڈٹس پر مشتمل ہے۔ یہ کورس آپ کو صنعتی معاشیات کے بنیادی تصورات، اصولوں سے متعارف کراتا ہے۔ صنعتی معاشیات کا مطالعہ معیشت، ترقی، اور ماحولیات جیسے اہم موضوعات کو سمجھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

یہ کورس آپ کو صنعتی معاشیات کے اہم تصورات اور ان کے معاشی اثرات کو سمجھنے میں مدد دے گا، جو آپ کے تعلیمی اور پیشہ ورانہ سفر میں اہم کردار ادا کریں گے۔ میں آپ سب کو اس کورس میں کامیابی کی دعا دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ یہ کورس آپ کے لیے معلوماتی اور دلچسپ ثابت ہو گا۔

ڈاکٹر فضل الرحمان پی۔ کے۔

کورس کوآرڈی نیٹر (معاشیات)

صنعتی معاشیات کی مبادیات

بلاک I: صنعت اور معاشی ترقی

اکائی 1: صنعت کاری کا تعارف

(Introduction to Industrialization)

اکائی کے اجزا:

1.0 تمہید (Introduction)

1.1 مقاصد (Objectives)

1.2 صنعت کاری کے معنی اور تعریف (Meaning and Definition of Industrialization)

1.3 صنعت کاری کا ارتقا (Evolution of Industrialization)

1.3.1 عالمی سطح پر صنعت کاری کا ارتقا (Evolution of Industrialization at Global Level)

1.3.2 قومی سطح پر صنعت کاری کا ارتقا
(Evolution of Industrialization at National Level)

1.4 صنعت کاری کی خصوصیات (Characteristics of Industrialization)

1.5 زراعت اور صنعت کاری کا باہم تعلق
(Interrelationship between Agriculture and Industrialization)

1.5.1 زراعت کا صنعت کاری میں کردار (Role of Agriculture in Industrialization)

1.5.2 صنعت کاری کا زراعت میں کردار (Role of Industrialization in Agriculture)

1.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

1.7 فرہنگ (Glossary)

1.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

1.8.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1.8.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1.8.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1.0 تمہید (Introduction)

صنعت کاری نے دنیا بھر میں معیشتوں، معاشرتوں اور ثقافتوں کو تبدیل کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں معیشت زرعی بنیادوں سے ہٹ کر صنعتوں کی طرف منتقل ہوتی ہے، جہاں زراعت کے بجائے صنعت، مشینری اور تکنیکی جدت طرازی معیشت کا مرکزی حصہ بن جاتے ہیں۔ مشہور مؤرخ فلس ڈین (Phyllis Deane) کے مطابق، اس عمل میں پیداوار کے لیے جدید سائنس کا باقاعدہ استعمال، آبادی کی دیہات سے شہروں کی طرف ہجرت اور انسانی محنت کے متبادل کے طور پر سرمائے کا وسیع استعمال شامل ہوتا ہے۔

تاریخی طور پر صنعت کاری کا آغاز اٹھارہویں صدی کے آخر میں برطانیہ کے صنعتی انقلاب سے ہوا، جسے ماہرِ معاشیات ڈبلیو۔ ڈبلیو۔ روسٹو (W. W. Rostow) نے معاشی ترقی کا "ٹیک آف (Take-off)" قرار دیا ہے۔ ہندوستان کے تناظر میں، صنعتی ترقی نو آبادیاتی دور میں شروع ہوئی، لیکن اس کا زیادہ تر مقصد استحصالی اور یہ برطانوی معاشی مفادات کی خدمت تھا۔ معروف ماہرِ معاشیات امیا کمار باگچی (Amiya Kumar Bagchi) کے مطابق، ہندوستان میں ڈی-انڈسٹریلائزیشن برطانوی نو آبادیاتی حکمرانی کا ایک دانستہ نتیجہ تھی جس کا اصل مقصد برطانوی معیشت کو فائدہ پہنچانا تھا۔

آزادی کے بعد، ہندوستان نے ایک منصوبہ بند معاشی ماڈل اپنایا تاکہ صنعتی ترقی کو فروغ دیا جا سکے۔ 1948 اور پھر 1956 کی انڈسٹریل پالیسی ریزولیوشن کے ذریعے ہندوستان نے ایک مخلوط معاشی ماڈل کی بنیاد رکھی، جس میں خود کفالت اور بھاری صنعتوں (جیسے اسلحہ سازی، ایٹمی توانائی اور ریلوے) کو ریاستی کنٹرول میں رکھ کر صنعتی ترقی کو تیز کرنے پر توجہ دی گئی۔ 1991 میں معاشی بحران کے بعد معاشی اصلاحات اور آزاد منڈی کی پالیسیوں نے صنعتی ترقی کو مزید تیز کیا اور بھارت کو عالمی معیشت کا ایک اہم حصہ بنا دیا۔

آج، بھارت دنیا کی تیزی سے ترقی کرتی ہوئی صنعتی معیشتوں میں سے ایک ہے، جہاں آئی ٹی، آٹو موبائل، ٹیکسٹائل اور دواسازی جیسے شعبے نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر، ہندوستان کی دواسازی کی صنعت اس وقت مضبوط ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور عالمی سطح پر جینرک ادویات کی فراہمی کا 20 فیصد پورا کر کے دنیا کی فارمیسی کا کردار ادا کر رہی ہے۔

1.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- صنعت کاری کو بیان کر سکیں گے۔
- معاشی ترقی میں صنعت کاری کی اہمیت کو واضح کر سکیں گے۔
- عالمی اور قومی سطح پر صنعت کاری کی ترقی سے واقفیت حاصل کر سکیں گے۔
- زراعت اور صنعت کاری کے باہمی تعلق کو سمجھ سکیں گے۔

- صنعت کاری میں زراعت کے کردار کو واضح کر سکیں گے۔

1.2 صنعت کاری کے معنی اور تعریف (Meaning and Definition of Industrialization)

صنعت کاری ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے معیشت زرعی پیداوار سے مشینی اور صنعتی پیداوار کی جانب منتقل ہو جاتی ہے۔ اس عمل میں مشینری کے بڑھتے ہوئے استعمال، بڑے پیمانے پر پیداوار اور مختلف صنعتی شعبوں کی ترقی شامل ہوتی ہے۔

کَور (1997) کے مطابق، صنعت کاری معاشی ترقی کا مرکز ہے، کیونکہ یہ روزگار کے مواقع فراہم کرتی ہے، قومی و بین الاقوامی معیشت کو فروغ دیتی ہے، اور پیداواری عوامل کی کارکردگی میں اضافہ کرتی ہے، جس کے نتیجے میں فی کس آمدنی اور معیارِ زندگی بہتر ہوتا ہے۔

1963 میں، اقوام متحدہ کی اقتصادی اور سماجی کونسل (UNESCO) نے صنعت کاری کو معاشی ترقی کے ایک ایسے نظام کے طور پر بیان کیا جو معاشی ترقی کو فروغ دینے کے لیے قومی وسائل کا زیادہ تر حصہ پیداواری تکنیکوں کو جدید بنانے، متنوع معیشت کی تشکیل کرنے، اعلیٰ نمو حاصل کرنے اور معاشی و سماجی پسماندگی کو دور کرنے میں استعمال کرتا ہے۔

مذکورہ بالا تعریفات سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ صنعت کاری نہ صرف معیشت کو زرعی بنیادوں سے جدید مشینی پیداوار کی جانب منتقل کرتی ہے بلکہ یہ روزگار، آمدنی، اور معیارِ زندگی میں بہتری کے ذریعے مجموعی معاشی و سماجی ترقی کا اہم ذریعہ بھی بنتی ہے۔ اس طرح صنعت کاری قومی وسائل کو مؤثر طریقے سے استعمال کر کے پائیدار اور متنوع معیشت کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔

1.3 صنعت کاری کا ارتقا (Evolution of Industrialization)

1.3.1 عالمی سطح پر صنعت کاری کا ارتقا (Evolution of Industrialization at Global Level)

صنعت کاری مختلف ممالک میں مختلف اوقات میں وقوع پذیر ہوئی۔ یہ 17ویں صدی میں یورپ سے شروع ہوئی، 18ویں صدی میں امریکہ پہنچی، اور بعد میں دنیا کے دیگر حصوں میں پھیل گئی۔ گزشتہ دو صدیوں کے دوران، یورپ اور امریکہ کے پہلے صنعتی ممالک کے تجربات، اور اس کے بعد انڈونیشیا، ملائیشیا، تھائی لینڈ، چین، بھارت، اور ویتنام جیسے مشرقی ایشیائی ممالک میں ہونے والی صنعتی ترقی نے صنعت کاری کے انقلابی اثرات کو واضح کیا ہے۔ بین الاقوامی و قومی سطح پر صنعت کاری کے ارتقا کو مختلف ادوار میں تقسیم کر کے بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔

1. پہلا صنعتی انقلاب (1760-1840)

برطانیہ میں جیمز واٹ (James Watt) کے بھاپ کے انجن کی ایجاد سے شروع ہوا۔ اس صنعتی انقلاب کو کپڑے، لوہے اور بھاپ سے چلنے والی ٹیکنالوجیز کے ارتقا کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ اس دور میں مشینوں کے استعمال سے پیداوار کو تیز اور آسان بنایا گیا۔ نتیجتاً کپڑے، لوہے، کوئلے اور اسٹیل کی صنعتوں کو غیر معمولی ترقی حاصل ہوئی، فیکٹریوں کے قیام سے کام کے روایتی طریقوں میں بڑی تبدیلی

آئی، اور دیہات سے شہروں کی طرف نقل مکانی میں اضافہ ہوا۔ اس انقلاب کی ایک نمایاں مثال مانچسٹر کی ٹیکسٹائل انڈسٹری ہے جو دنیا میں کپڑے کی پیداوار کا ایک اہم مرکز بنی۔

2. دوسرا صنعتی انقلاب (1870-1914)

امریکہ اور جرمنی کی قیادت میں ہوا۔ اس صنعتی انقلاب کو اسٹیل، بجلی، اور آٹو موبائل صنعتوں کی ترقی سے منسوب کیا جاتا ہے۔ یہ دور اپنے ساتھ مزید جدید ایجادات لے کر آیا۔ اس دور میں اسٹیل، بجلی، کیمیکل اور ٹرانسپورٹ کے شعبوں میں نمایاں ترقی ہوئی۔ اس دور کی اہم ایجادات میں تھامس ایڈیسن (Thomas Edison) کا تخلیق کردہ بلب، الیگزینڈر گراہم بیل (Alexander Graham Bell) کا ٹیلیفون اور اندرونی دہن انجن شامل ہیں۔ ان ایجادات نے بڑے پیمانے پر پیداوار، ریلوے نیٹ ورک کی توسیع اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کے قیام کی راہ ہموار کی۔ فورڈ موٹر کمپنی نے اسمبلی لائن کا نظام متعارف کرایا، جس سے گاڑیاں اور دیگر اشیا تیزی سے اور کم لاگت میں تیار ہونے لگیں۔

3. تیسرا صنعتی انقلاب (1950-2000)

تیسرے صنعتی انقلاب کا آغاز بیسویں صدی کے نصف آخر میں ہوا، جو ابتدا میں ایشیا کے چار چھوٹے ممالک—ہانگ کانگ، سنگاپور، تائیوان اور جنوبی کوریا (جنہیں 'ایشیائی ٹائیگرز' کہا جاتا ہے)—سے شروع ہو کر لاطینی امریکا کے ممالک، جیسے ارجنٹینا، میکسیکو اور برازیل، اور دیگر ایشیائی ممالک مثلاً چین، بھارت اور ملائیشیا تک پھیل گیا۔ اس دور کو جدید ترین ٹیکنالوجیز، خصوصاً کمپیوٹرز، روبوٹکس اور ڈیجیٹل ایجادات کا عہد مانا جاتا ہے، جس نے صنعتی عمل کو نمایاں طور پر تبدیل کر دیا۔ اس انقلاب کی نمایاں خصوصیات میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کا عروج، ٹیلی کمیونیکیشن کا انقلابی ارتقاء، اور سیمی کنڈکٹر انڈسٹری کی غیر معمولی ترقی شامل ہیں۔ اس دور کی اہم ترین ایجادات مثلاً کمپیوٹرز، مائیکروپروسیسرز، انٹرنیٹ اور جدید ڈیجیٹل نیٹ ورکس نے نہ صرف صنعتی پیداوار کو مکمل طور پر خودکار بنا دیا بلکہ پوری دنیا کو ایک مربوط معاشی نظام میں پرو دیا۔ اس ٹیکنالوجیکل انقلاب کا سب سے روشن مظہر امریکہ کے سلیکون ویلی کا عروج تھا، جو کمپیوٹر ٹیکنالوجی اور سافٹ ویئر ڈویلپمنٹ کا عالمی مرکز بنا۔ یہاں سے شروع ہونے والی ڈیجیٹل تحریک نے پوری دنیا میں معلوماتی انقلاب کی بنیاد رکھی اور جدید دور کی علم پر مبنی معیشت کو جنم دیا جس نے ہماری روزمرہ زندگی کے ہر پہلو کو تبدیل کر دیا۔

4. چوتھا صنعتی انقلاب (2011 تاحال)

21ویں صدی میں ٹیکنالوجی کے انضمام اور ڈیجیٹل تبدیلی کا دور ہے، جو مصنوعی ذہانت، روبوٹکس، انٹرنیٹ آف تھنگز (IoT) اور بائیو ٹیکنالوجی جیسی جدید تکنیک پر مبنی ہے۔ اس انقلاب نے سمارٹ فیکٹریوں، خودکار مشینری، 3D پرنٹنگ اور حقیقی وقت میں ڈیٹا کا تجزیہ جیسی تبدیلیوں کو جنم دیا ہے، جس کے تحت جرمنی کا 'انڈسٹری 4.0'، چین کی 'میڈ ان چائنا 2025' اور بھارت کا 'ڈیجیٹل انڈیا' جیسے اہم اقدامات سامنے آئے ہیں۔ یہ انقلاب پیداواری کارکردگی میں اضافہ، نئے کاروباری ماڈلز اور ماحولیاتی پائیداری کو فروغ دے رہا ہے، لیکن ساتھ ہی ڈیجیٹل تقسیم، ملازمتوں کے بدلتے تقاضوں اور ڈیٹا سیکیورٹی جیسے چیلنجز بھی پیدا کر رہا ہے، جس کے لیے حکومتوں، صنعتوں اور

تعلیمی اداروں کے باہمی تعاون کی ضرورت ہے۔

جدول 1.1: عالمی سطح پر صنعت کاری کا ارتقا

انقلاب	دورانیہ	قیادت کرنے والے ممالک	کلیدی صنعتیں	اہم ایجادات
پہلا	1700-1870	برطانیہ	ٹیکسٹائل، لوہا، کوئلہ	بھاپ کا انجن، مکینیکل کرگھا
دوسرا	1870-1914	امریکہ، جرمنی	اسٹیل، بجلی، آٹوموبائل	بجلی کا بلب، ٹیلی فون، اندرونی دہن انجن، فورڈ اسمبلی لائن
تیسرا	1950-2000	ایشیائی ٹائیگرز (ہانگ کانگ، سنگاپور، تائیوان، جنوبی کوریا)، لاطینی امریکہ (ارجنٹینا، میکسیکو، برازیل) اور دیگر ایشیائی ممالک (چین، بھارت، ملائیشیا)	الیکٹرانکس، سیمی کنڈکٹرز، ڈیجیٹل ٹکنالوجی	ٹرانزسٹر، انٹیگریٹڈ سرکٹ، کمپیوٹر، انٹرنیٹ، ڈیجیٹل نیٹ ورکس
چوتھا	2011 تاحال	جرمنی، چین، بھارت، امریکہ	AI، روبوٹکس، بائیوٹیک	3D پرنٹنگ، کلاؤڈ کمپیوٹنگ

1.3.2 قومی سطح پر صنعت کاری کا ارتقا (Evolution of Industrialization at National Level)

ہندوستان میں صنعتی ارتقا بھی دنیا کے صنعتی انقلابات کی طرح مختلف ادوار پر مشتمل ہے، جو نہ صرف معاشی ڈھانچے میں تبدیلی کا باعث بنا بلکہ زرعی نظام کے ساتھ اس کا تعلق بھی بتدریج گہرا ہوتا گیا۔ ہر دور میں صنعت و زراعت کی باہمی وابستگی نئی صورت میں سامنے آئی۔

1. نوآبادیاتی دور (1850–1947)

ہندوستان میں صنعتی ترقی کا آغاز برطانوی نوآبادیاتی نظام کے تحت ہوا، جہاں صنعت کاری کا مقصد مقامی ترقی کے بجائے برطانوی مفادات کو فروغ دینا تھا۔ اس دور میں صنعت کا محور خام مال کی برآمد تھا، جس میں کپاس، پٹ سن اور معدنیات سرفہرست تھے۔ بمبئی (اب ممبئی) میں ٹیکسٹائل ملز اور کلکتہ (اب کولکتہ) میں جوٹ ملز قائم کی گئیں، لیکن ان کا فائدہ بنیادی طور پر برطانوی صنعتوں کو پہنچتا تھا۔ اس کے باوجود، کچھ ہندوستانی صنعتکاروں نے صنعتی بنیاد ڈالنے کی کوشش کی، جن میں 1907 میں قائم ہونے والی ٹاٹا آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی (TISCO) ایک نمایاں مثال ہے۔ اگرچہ اس دور میں زراعت اور صنعت دو الگ الگ دائرے دکھائی دیتے تھے، لیکن خام مال کی مسلسل فراہمی نے ان کے درمیان ایک غیر رسمی رشتہ استوار کر دیا تھا۔

2. آزادی کے بعد کا دور (1947–1991)

قیامِ پاکستان و ہندوستان کے بعد آزاد بھارت نے صنعت کو قومی ترقی کی بنیاد قرار دیا۔ پنڈت جواہر لال نہرو کی قیادت میں ملک نے خود کفالت اور منصوبہ بند معیشت کو اپنایا، جس کا مقصد مقامی صنعتوں کو فروغ دینا اور زراعت کے ساتھ متوازن ترقی کو یقینی بنانا تھا۔ اس دور میں پانچ سالہ منصوبوں کے تحت بھاری صنعتوں، اسٹیل پلانٹس اور انفراسٹرکچر جیسے ڈیمز کی تعمیر پر زور دیا گیا، جن میں بھاکڑا ننگل، بھلائی اور راؤرکیلا جیسے منصوبے شامل تھے۔ 1960 کی دہائی میں سبز انقلاب نے زرعی پیداوار میں غیر معمولی اضافہ کیا، جس سے نہ صرف خوراک میں خود کفالت حاصل ہوئی بلکہ زراعت سے وابستہ صنعتوں کو بھی فروغ ملا۔ یہ وہ دور تھا جب صنعت اور زراعت کے درمیان انحصاری رشتہ

باضابطہ شکل اختیار کرنے لگا، اور دیہی معیشت میں صنعتی سرگرمیوں کی شمولیت بڑھی۔

3. معاشی اصلاحات اور آزاد معیشت کا دور (1991-2010)

1991 میں بھارت نے معاشی اصلاحات کا آغاز کیا، جس نے ملک کی معیشت کو عالمی سطح پر کھول دیا۔ اس دور میں لبرلائزیشن، نجکاری اور عالمی کاری جیسے اقدامات نے صنعت کو نئی جِلا بخشی۔ بیرونی سرمایہ کاری میں اضافہ ہوا، اور نجی شعبے کو ترقی کی نئی راہیں فراہم ہوئیں۔ بنگلور اور حیدرآباد جیسے شہروں میں آئی ٹی صنعت کا فروغ اس بات کا غماز ہے کہ بھارت نے ڈیجیٹل میدان میں نمایاں مقام حاصل کر لیا ہے۔ فارماسیوٹیکل، آٹو موبائل اور سروس سیکٹر میں تیزی سے ترقی نے ملک کی صنعتی شناخت کو عالمی سطح پر مستحکم کیا۔ اس تبدیلی کا زراعت پر بھی مثبت اثر پڑا؛ زرعی مصنوعات کی پراسیسنگ، کولڈ اسٹوریج، اور زرعی ای-کامرس جیسی صنعتیں وجود میں آئیں، جنہوں نے دیہی علاقوں میں معاشی سرگرمیوں کو نئی جہت بخشی۔

4. ڈیجیٹل اور جدید صنعتی دور (2010 تاحال)

موجودہ صدی ڈیجیٹل اور جدید صنعتی دور کی نمائندگی کرتی ہے، جس میں مصنوعی ذہانت، روبوٹکس اور بایوٹیکنالوجی جیسی جدید تکنیکیں صنعتی نظام کو نئی جہتیں فراہم کر رہی ہیں۔ اس تیز رفتار تبدیلی میں بھارت بھی فعال کردار ادا کر رہا ہے۔ ڈیجیٹل انڈیا، میک اِن انڈیا اور اسٹارٹ اپ انڈیا جیسے حکومتی اقدامات نے ٹیکنالوجی کو عوامی سطح تک عام کیا ہے۔ اس پیش رفت کے اثرات زرعی شعبے میں بھی واضح طور پر دیکھے جاسکتے ہیں، جہاں ڈرون فارمنگ، سیٹلائٹ امیجنگ اور سمارٹ زرعی ایپلیکیشنز جیسے ذرائع تیزی سے فروغ پا رہے ہیں۔ یہ رجحان صنعت اور زراعت کے درمیان باہمی انضمام کو مضبوط بناتا ہے اور پیداوار میں جدت لاتا ہے۔ تاہم، اس ترقی کے ساتھ ساتھ ڈیجیٹل تقسیم، بدلتی ہوئی مہارتوں کے تقاضے اور ڈیٹا کے تحفظ جیسے مسائل بھی سامنے آ رہے ہیں، جن سے نمٹنے کے لیے حکومتی پالیسی، تعلیمی اداروں کی مؤثر تربیت اور صنعتی قیادت کے درمیان مضبوط ہم آہنگی ناگزیر ہے۔

جدول 1.2: ملکی سطح پر صنعت کاری کا ارتقا

دور	کلیدی تبدیلیاں	اثرات
نوآبادیاتی دور	برطانوی حکومت کے تحت محدود صنعت کاری	استحصالی نوآبادیاتی پالیسیاں
(1850-1947)	خام مال (روئی، کپاس، معدنیات) کے نکالنے پر زور	کچھ صنعتوں جیسے ٹاٹا آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی (1907) کی ترقی
آزادی کے بعد منصوبہ بند ترقی کا دور	بمبئی میں ٹیکسٹائل ملز اور کلکتہ میں جوٹ ملز کا قیام	صنعتی پیداوار میں خود انحصاری
(1947–1991)	منصوبہ بند معیشت کا نفاذ۔	بنیادی ڈھانچے کی ترقی

1.4 صنعت کاری کی خصوصیات (Characteristics of Industrialization)

صنعت کاری ایک ایسا معاشی و معاشرتی عمل ہے جس میں زرعی معیشت سے صنعتی معیشت کی طرف منتقلی ہوتی ہے۔ اس عمل کی کچھ اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

1. **تکنیکی ایجادات** (Technical Innovations)

صنعت کاری کی سب سے اہم خصوصیت نئی ٹیکنالوجیز اور مشینری کا استعمال ہے۔ جدید مشینری اور پیداواری طریقوں کو اپنانے سے پیداواری صلاحیت اور معیار میں اضافہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، بھاپ کے انجن، کمپیوٹر اور روبوٹکس جیسی ایجادات نے صنعتی ترقی کو نئی راہیں دکھائی ہیں۔

2. **شہری کاری** (Urbanization)

صنعت کاری کے نتیجے میں دیہی آبادی روزگار، بہتر سہولیات اور بہتر معیارِ زندگی کی تلاش میں شہروں کی طرف منتقل ہوتی ہے۔ اس نقل مکانی کے باعث شہروں کی آبادی میں تیزی سے اضافہ ہوتا ہے اور شہروں کی توسیع ہوتی ہے۔ اس طرح، شہری کاری نہ صرف معاشی سرگرمیوں میں وسعت پیدا کرتی ہے بلکہ مزدور طبقے کی تشکیل اور شہری انفراسٹرکچر کی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔

3. **تقسیمِ محنت** (Division of Labour)

صنعتی معیشت میں کام کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ ہر کارکن مخصوص کام کرتا ہے، جس سے مہارت اور کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ نظام پیداواری عمل کو زیادہ منظم اور موثر بناتا ہے۔

4. **سرمایہ کی کثافت** (Capital Formation)

صنعت کاری میں بڑے پیمانے پر سرمایہ کاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ مشینری، فیکٹریوں، ٹرانسپورٹ اور انفراسٹرکچر پر بھاری سرمایہ کاری کی جاتی ہے۔ یہ سرمایہ کاری معاشی ترقی کو تیز کرتی ہے۔

5. **معاشی ترقی** (Economic Development)

صنعتی پیداوار میں اضافے سے ملک کی مجموعی ملکی پیداوار (GDP) اور فی کس آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ صنعتی شعبہ معیشت کو مستحکم بنانے اور روزگار کے نئے مواقع پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

صنعت کاری کی نمایاں خصوصیات میں ٹیکنالوجی کا استعمال، شہروں کی طرف نقل مکانی، محنت کی تقسیم، زیادہ سرمائے کا استعمال، اور معاشی ترقی شامل ہیں۔ یہ تمام تر خصوصیات باہم مل کر ایک مربوط معاشی و سماجی نظام کی تشکیل کرتی ہیں اور معیشت کو مزید مستحکم بناتی ہیں۔

1.5 زراعت اور صنعت کاری کا باہم تعلق

(Interrelationship between Agriculture and Industrialization)

زراعت اور صنعت کاری کسی بھی ملک کی معاشی ترقی کے دو بنیادی محرک ہیں، جو ایک دوسرے کے ساتھ گہرے معاشی ربط رکھتے ہیں۔ خاص طور پر ہندوستان جیسے ترقی پذیر ملک میں، جہاں آبادی کا ایک بڑا حصہ زراعت و صنعت سے وابستہ ہے وہاں ان دونوں شعبوں کے باہمی تعلق کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ زراعت اور صنعت کے درمیان دو طرفہ ربط پایا جاتا ہے۔ ایک جانب زراعت، صنعتی ترقی کے

لیے ضروری عوامل مثلاً خام مال کی فراہمی، سرمایہ کی تشکیل، لیبر فورس کی منتقلی اور مارکیٹ کی توسیع میں اہم کردار ادا کرتی ہے، تو دوسری جانب صنعتی شعبہ زراعت کو جدید ترین ٹیکنالوجی، مشینری، کیمیائی ادویات اور بنیادی ڈھانچے کی فراہمی کے ذریعے اس کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ کرتا ہے۔ اس طرح، ان دونوں شعبوں کے درمیان باہمی ربط معیشت کی ہمہ جہت ترقی کے لیے راہ ہموار کرتا ہے۔

1.5.1 زراعت کا صنعت کاری میں کردار (Role of Agriculture in Industrialization)

زراعت اور صنعت کاری کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ تاریخی طور پر دیکھا جائے تو صنعتی انقلاب سے پہلے زراعت ہی معیشت کی بنیاد ہوا کرتی تھی۔ آج بھی، خاص طور پر ہندوستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں، زراعت صنعتی ترقی کی راہ ہموار کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

1. خام مال کی فراہمی

زراعت صنعتوں کو خام مال مہیا کرتی ہے۔ کپاس، گنا، تمباکو، تیل، اناج، اور دودھ جیسی زرعی پیداوار کئی صنعتوں کی بنیاد ہیں۔ مثال کے طور پر، کپاس کی فصل ٹیکسٹائل صنعت کی ضروریات پوری کرتی ہے، گنے سے چینی کی صنعت ترقی پاتی ہے، اور دودھ سے تیار ہونے والی چیزوں سے ڈیری صنعت فروغ پاتی ہے۔

2. سرمایہ کی فراہمی

زرعی شعبے سے حاصل ہونے والی آمدنی صنعتی سرمایہ کاری کے لیے استعمال کی جا سکتی ہے۔ برطانوی دور میں بھی ہندوستان سے حاصل ہونے والے زرعی فوائد نے برطانیہ کی صنعتی ترقی میں مدد دی کی۔ آزادی کے بعد، ہندوستان کی سبز انقلاب سے حاصل ہونے والی زرعی ترقی نے صنعتی شعبے کو تقویت بخشی۔

3. مارکیٹ کی فراہمی

ایک خوشحال زرعی طبقہ صنعتی مصنوعات کی طلب بھی پیدا کرتا ہے۔ جب کسانوں کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے، تو وہ صنعتی مصنوعات جیسے کپڑے، سائیکل، ٹریکٹر، کھاد، اور دیگر صنعتی مصنوعات خریدتے ہیں، جس سے صنعتی پیداوار کو فروغ ملتا ہے اور صنعتوں کو نئی منڈیاں میسر آتی ہیں۔

4. افرادی قوت کی فراہمی

زرعی شعبے میں بعض اوقات مزدوروں کی تعداد ضرورت سے زیادہ ہوتی ہے، جنہیں صنعتوں میں روزگار کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جیسے جیسے زرعی شعبہ جدید ہوتا ہے، اضافی مزدور صنعتی شعبے کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ یہی مزدور شہروں کی طرف ہجرت کر کے صنعتی ترقی کا حصہ بنتے ہیں۔ یہ عمل شہری کاری کو فروغ دیتا ہے، صنعتوں کو سستے داموں پر مزدور فراہم کرتا ہے اور اس سے دیہی بے روزگاری بھی کم ہوتی ہے۔

5. غذا کی فراہمی

صنعتی مزدوروں کو غذا کی دستیابی کا دارومدار زراعت کی کارکردگی پر ہوتا ہے۔ جب زراعت ترقی کرتی ہے تو غذا کی پیداوار میں

اضافہ ہوتا ہے، قیمتوں میں استحکام آتا ہے، اور مزدور طبقے کو مناسب غذا میسر آتی ہے۔ اس سے مزدوروں کی صحت بہتر ہوتی ہے، کام کرنے کی صلاحیت بڑھتی ہے، اور مجموعی پیداواری قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ لہٰذا، غذائی تحفظ کے بغیر صنعتی ترقی ممکن نہیں۔

6. زرمبادلہ کی فراہمی

زراعت کی ترقی سے ملک کو زرعی مصنوعات جیسے چاول، چائے، کپاس، پھل اور سبزیاں کی برآمدات کے ذریعے قیمتی زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ غیر ملکی کرنسی صنعتی ترقی کے لیے نہایت اہم ہے، کیونکہ اس سے مشینری، صنعتی خام مال اور جدید ٹیکنالوجی درآمد کی جاتی ہے۔

1.5.2 صنعت کاری کا زراعت میں کردار (Role of Industrialization in Agriculture)

1. زرعی اوزار اور مشینری کی تیاری

صنعت کاری کے ذریعے زراعت میں استعمال ہونے والے جدید اوزار، مشینیں، ٹریکٹر، ہارویسٹر، اور پمپ سیٹ تیار کیے جاتے ہیں، جو زرعی سرگرمیوں میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ ان صنعتی مصنوعات کی مدد سے کاشت کاری کے مختلف مراحل جیسے زمین کی جتائی، فصل کی بوائی اور کٹائی وغیرہ زیادہ مؤثر اور کم وقت میں مکمل ہوتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں نہ صرف زرعی محنت میں کمی آتی ہے بلکہ پیداوار کے معیار اور مقدار میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے۔

2. کھاد، بیج اور کیمیکل کی فراہمی

زراعت کی ترقی براہِ راست کھاد، بیج اور کیمیکل تیار کرنے والی صنعتوں سے منسلک ہے، جو فصلوں کی نشوونما میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔ اعلیٰ معیار کے بیج اور مؤثر کیڑے مار ادویات کی صنعتی پیداوار فصلوں کی بیماریوں سے حفاظت کرتی ہے اور پیداوار بڑھاتی ہے۔ یہ تمام اشیا اگر بروقت کسانوں کو میسر آئیں تو وہ زمین سے بہتر نتائج حاصل کر سکتے ہیں، جو مجموعی زرعی نظام کو مضبوط بناتا ہے۔

3. زرعی پیداوار کی پراسیسنگ

صنعت کاری زرعی پیداوار کو خام مال سے تیار شدہ اشیا میں بدلنے کو ممکن بناتی ہے، جیسے گندم سے آٹا یا دودھ سے پنیر وغیرہ۔ یہ صنعتی پراسیسنگ نہ صرف زرعی مصنوعات کی قدر میں اضافہ کرتی ہے بلکہ کسانوں کو بہتر منافع بھی فراہم کرتی ہے۔ اس سے زرعی معیشت کو تقویت ملتی ہے کیونکہ کسان صرف خام اجناس تک محدود نہیں رہتے بلکہ ویلیو ایڈڈ اشیا کی پیداوار کا بھی حصہ بن جاتے ہیں۔

4. روزگار کے مواقع اور دیہی ترقی

جب زرعی بنیاد پر صنعتیں دیہی علاقوں میں قائم ہوتی ہیں تو وہ نہ صرف کسانوں کو اضافی روزگار فراہم کرتی ہیں بلکہ زراعت سے منسلک نوجوانوں کو بھی صنعتی مہارتوں سے آراستہ کرتی ہیں۔ ایسی صنعتیں مثلاً دودھ پروسیسنگ، فوڈ پیکجنگ، یا زرعی آلات کی مرمت کی ورکشاپس، زراعت کے گرد ہی گھومتی ہیں اور کسانوں کے روزمرہ مسائل کا حل مقامی سطح پر ممکن بناتی ہیں۔ اس طرح صنعت کاری، زراعت کو سہارا دینے والا ایک مضبوط ستون بن جاتی ہے۔

1.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی میں ہم نے سیکھا کہ:

- صنعت کاری ایک ایسا عمل ہے جس میں معیشت زرعی بنیادوں سے صنعتوں کی طرف منتقل ہوتی ہے۔
- یہ عمل مشینری و ٹیکنالوجی کے ذریعے زراعت کی پیداوار میں اضافہ کرتا ہے۔
- صنعت کاری نے عالمی سطح پر معیشتوں، معاشروں اور ثقافتوں کو تبدیل کیا ہے۔
- صنعت کاری کا عمل برطانیہ میں اٹھارہویں صدی کے آخر میں صنعتی انقلاب کے ساتھ شروع ہوا اور وقت کے ساتھ پوری دنیا میں پھیل گیا
- ہندوستان میں صنعتی ترقی نو آبادیاتی دور سے شروع ہوئی، لیکن آزادی کے بعد منصوبہ بند معیشت اور 1991 کی معاشی اصلاحات نے اسے مزید تقویت بخشی۔
- صنعتی ترقی کے مختلف ادوار اور عالمی و قومی معیشت پر ان کے اثرات کا تجزیہ کرنا۔
- صنعت کاری کی اہم خصوصیات میں تکنیکی ایجادات، شہری کاری، تقسیمِ محنت، سرمایہ کی کثافت اور معاشی ترقی شامل ہیں۔
- زراعت اور صنعت کا گہرا تعلق ہے، جہاں زراعت صنعت کو خام مال، سرمایہ، مارکیٹ اور مزدور فراہم کرتی ہے، تو وہیں صنعت زراعت کو جدید مشینری، کھاد اور پراسیسنگ کی سہولیات مہیا کرتی ہے۔

1.7 فرہنگ (Glossary)

تیار شدہ مال :Finished Goods-خام مال کو صنعتی عمل سے گزار کر تیار کی گئی وہ مصنوعات جو صارفین کے استعمال کے لیے تیار ہوتی ہیں، مثلاً کپاس سے کپڑا اور چینی سے گنا وغیرہ۔

خام مال :Raw Material-وہ بنیادی مواد یا اشیا جو کسی چیز کی تیاری میں استعمال ہوتی ہ مثلاً کپڑے کی تیاری میں کپاس کا خام مال کے طور پر استعمال۔

شہری کاری :Urbanization-صنعتی ترقی کے نتیجے میں دیہی آبادی کا روزگار اور بہتر سہولیات کی تلاش میں شہروں کی طرف منتقل ہونے کا عمل۔

صنعت کاری :Industrialization-معیشت کا زرعی بنیادوں سے صنعتی بنیادوں پر منتقل ہونے کا عمل، جس میں مشینری، فیکٹریاں اور بڑے پیمانے پر پیداوار مرکزی اہمیت رکھتے ہیں۔

معاشی اصلاحات Economic Reforms-:حکومتی پالیسیاں جو معیشت کے ڈھانچے کو بہتر بنانے کے لیے نافذ کی جاتی ہیں، مثلاً ہندوستان کی نئی صنعتی پالیسی 1991 جس کے نتیجے میں آزادیانہ، نجکاری اور عالمگیریت جیسی معاشی صلاحات وجود میں

آئیں۔

1.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

1.8.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. زراعت صنعت کو فراہم کرتی ہے۔

(a) مزدور (b) خام مال

(c) سرمایہ (d) یہ سبھی

2. صنعت کاری کی کون سی خصوصیت شہروں کی آبادی بڑھانے کا سبب بنتی ہے؟

(a) تقسیم محنت (b) شہر کاری

(c) سرمایہ کثافت (d) تکنیکی ایجادات

3. ہندوستان میں صنعت کاری کا نو آبادیاتی دور تھا۔

(a) خود کفالت پر مبنی (b) زراعت پر مرکوز

(c) ٹیکنالوجی پر مرکوز (d) برطانوی مفادات پر مرکوز

4. اگر کسی ملک میں زرعی پیداوار میں کمی ہو جائے تو صنعتی ترقی پر اس کا کون سا اثر سب سے پہلے ظاہر ہو گا؟

(a) صنعتی مصنوعات کی طلب کم ہو گی (b) خام مال کی قلت ہو جائے گی

(c) بیرونی سرمایہ کاری بڑھ جائے گی (d) شہری کاری رک جائے گی

5. کون سی صنعت سبز انقلاب کے بعد ہندوستان میں سب سے زیادہ مستفید ہوئی؟

(a) آٹو موبائل (b) کھاد اور زرعی آلات

(c) ٹیکسٹائل (d) الیکٹرانکس

6. صنعت کاری کا زراعت پر سب سے اہم مثبت اثر کیا ہے؟

(a) کسانوں کی تعداد میں کمی آتی ہے (b) زرعی پیداوار کے لیے مشینری دستیاب ہوتی ہے

(c) دیہی علاقوں سے نقل مکانی رک جاتی ہے (d) خوراک کی پیداوار مکمل طور پر بند ہو جاتی ہے

7. 1991 کی معاشی اصلاحات کا ہندوستان کی صنعت پر کیا اثر ہوا؟

(a) سرکاری شعبے کی صنعتوں میں اضافہ ہوا (b) صنعتی ترقی کی رفتار سست ہو گئی

(c) نجی اور غیر ملکی سرمایہ کاری میں اضافہ ہوا (d) زرعی شعبہ مکمل طور پر ختم ہو گیا

8. صنعت کاری کے عمل میں سب سے اہم بنیادی تبدیلی کیا ہوتی ہے؟

(a) زرعی زمینوں کا رقبہ بڑھتا ہے

(b) معیشت کی بنیاد زراعت سے صنعت کی طرف منتقل ہوتی ہے

(c) بیرونی تجارت مکمل طور پر بند ہو جاتی ہے

(d) دیہی علاقوں کی آبادی میں تیزی سے اضافہ ہوتا ہے

9. صنعتی انقلاب کے بعد سب سے نمایاں سماجی تبدیلی کیا رونما ہوئی؟

(a) خاندانی نظام مکمل طور پر ختم ہو گیا

(b) شہروں کی طرف بڑے پیمانے پر نقل مکانی ہوئی

(c) مذہبی رسومات میں تیزی سے اضافہ ہوا

(d) دیہی علاقوں کی اہمیت مزید بڑھ گئی

10. صنعت کاری کے عمل میں سرمایہ کی کثافت سے کیا مراد ہے؟

(a) صارفین کی قوت خرید میں اضافہ

(b) مزدوروں کی اجرت میں مسلسل کمی

(c) زرعی شعبے میں سرمایہ کاری کا فقدان

(d) صنعتوں کے لیے بڑے پیمانے پر مالی وسائل کی ضرورت

جوابات	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
	d	b	d	b	b	b	c	b	b	d

1.8.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. صنعت کاری سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ بیان کریں۔
2. صنعت کاری کی اہم خصوصیات بیان کریں۔
3. ہندوستان میں صنعت کاری کے تاریخی ارتقا پر ایک مختصر نوٹ تحریر کریں۔
4. شہری کاری اور صنعت کاری کے درمیان کیا تعلق ہے؟ مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔
5. صنعتی ترقی میں زراعت کے کردار کو واضح کریں۔
6. 1991 کی معاشی اصلاحات کا ہندوستان کی صنعتی ترقی پر کیا اثر پڑا؟ مختصراً بیان کریں۔

1.8.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. زراعت اور صنعت کے باہمی تعلق کی وضاحت کریں۔
2. زراعت اور صنعت ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ مثالوں کے ساتھ واضح کریں۔
3. صنعتی انقلاب کے مختلف ادوار کی نمایاں ایجادات اور عالمی معیشت پر اس کے اثرات کا تجزیہ کریں۔

1.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Barthwal, R. R. (2022). *Industrial economics: An introductory textbook* (4th ed.). New Age International Publishers.
2. Bhalerao, N., & Desai, S. S. M. (1997). *Industrial economy of India*. Himalaya Publishing House.
3. Datt, G., & Mahajan, A. (2023). *Indian economy*. S. Chand & Company.
4. Mishra, S. K., & Puri, V. K. (2024). *Indian economy* (42nd ed.). Himalaya Publishing House.

اکائی 2: صنعتی نمو کے تعین کنندہ عوامل

(Determinants of Industrial Growth)

اکائی کے اجزا:

2.0 تمہید (Introduction)

2.1 مقاصد (Objectives)

2.2 صنعتی نمو کا مفہوم اور معنی (Concept and Meaning of Industrial Growth)

2.3 صنعتی نمو کی اقسام (Types of Industrial Growth)

2.4 صنعتی نمو کے تعین کنندہ عوامل (Determinants of Industrial Growth)

2.5 معاشی نمو میں صنعت کا کردار (Role of Industrialization in Economic Growth)

2.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

2.7 فرہنگ (Glossary)

2.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

2.8.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

2.8.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

2.8.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

2.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

2.0 تمہید (Introduction)

صنعت کو اکثر معاشی ترقی کا انجن قرار دیا جاتا ہے، کیونکہ یہ نہ صرف مجموعی ملکی پیداوار (GDP) میں براہِ راست حصہ ڈالتی ہے بلکہ زراعت، خدمات، اور ٹیکنالوجی جیسے دیگر شعبہ جات کو بالواسطہ طور پر متحرک کرنے میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ صنعتی ترقی کسی بھی ملک کی معیشت میں پیداواری صلاحیت، روزگار کے مواقع، برآمدات کے حجم، اور ٹیکنالوجی کے اطلاق کو فروغ دے کر اسے ایک جامع، متوازن، اور پائیدار بنیاد فراہم کرتی ہے۔

ہندوستان نے 1947 میں آزادی حاصل کرنے کے بعد مخلوط معیشت کی راہ اپنائی، جس میں ریاستی مداخلت اور نجی شعبے، دونوں کو

ترقی کے مواقع فراہم کیے گئے۔ 1950 سے 1980 کی دہائی کے آخر تک صنعتی ترقی زیادہ تر لائسنس راج اور ریاستی کنٹرول پر مبنی تھی۔ اس دوران اگرچہ بنیادی ڈھانچے، بھاری صنعتیں، اور سرکاری شعبہ جات میں کچھ پیش رفت ہوئی، تاہم نجی سرمایہ کاری کی شرح کمزور رہی اور صنعت کا مجموعی مزاج محدود اور غیر مسابقتی رہا۔

سال 1991 میں حکومتِ ہند نے معاشی اصلاحات کا اعلان کیا جسے آزادیانہ، نجکاری، اور عالمگیریت (Liberalization, Privatization and Globalization) کی اصطلاحات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان اصلاحات نے صنعتی پالیسی میں بنیادی تبدیلیاں متعارف کروائیں، جس سے نجی و غیر ملکی سرمایہ کاری میں اضافہ ہوا، پیداواری صلاحیت بڑھی، اور صنعتوں کو عالمی منڈی سے ہم آہنگ ہونے کے مواقع میسر آئے۔ نتیجتاً، خام ملکی پیداوار میں نہ صرف مینوفیکچرنگ سیکٹر کا حصہ 15 فیصد سے بڑھ کر 17 فیصد تک پہنچا، بلکہ انفارمیشن ٹیکنالوجی، بایو ٹیکنالوجی، اور الیکٹرانکس جیسی جدید صنعتوں نے ہندوستان کو عالمی سطح پر ایک ابھرتی ہوئی صنعتی معیشت کے طور پر متعارف کروایا۔ آج صنعتی شعبہ نہ صرف خام ملکی پیداوار میں تقریباً 27 فیصد حصہ ادا کر رہا ہے بلکہ یہ ملک میں بنیادی ڈھانچے کی تعمیر، ہنر مند افرادی قوت کی تربیت، برآمدات میں وسعت، اور ٹیکنالوجیکل اپ گریڈیشن کے ذریعے معیشت کے استحکام میں مرکزی کردار ادا کر رہا ہے۔

2.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- صنعتی نمو کو بیان کر سکیں گے۔
- صنعتی نمو کی اقسام کی وضاحت کر سکیں گے۔
- صنعتی نمو کے تعین کنندہ عوامل کی شناخت کر سکیں گے۔
- معاشی ترقی میں صنعتی نمو کے کردار کو واضح کر سکیں گے۔

2.2 صنعتی نمو کا مفہوم اور معنی (Concept and Meaning of Industrial Growth)

1. صنعتی نمو کا مفہوم

صنعتی نمو سے مراد صنعتی شعبے میں وقت کے ساتھ ساتھ ہونے والی ترقی، پیداوار میں اضافہ، نئی صنعتوں کا قیام، سرمایہ کاری میں وسعت، اور جدید ٹیکنالوجی کا استعمال ہے۔ جب کسی ملک کی معیشت میں صنعتوں کا دائرہ بڑھتا ہے، روزگار میں اضافہ ہوتا ہے، اور برآمدات میں وسعت آتی ہے، تو اسے صنعتی ترقی کہا جاتا ہے۔ یہ ترقی صرف مقدار کی نہیں بلکہ معیار، مہارت، اور تکنیکی بہتری پر بھی مشتمل ہوتی ہے۔

2. صنعتی نمو کے معنی

صنعتی نمو ایک ایسا مسلسل عمل ہے جس کے ذریعے پیداواری شعبہ، معاشی سرگرمیوں میں توسیع، اور تکنیکی ارتقا کے ذریعے

معیشت کو متحرک کرتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں، صنعتی نمو سے مراد صنعتی شعبے میں منظم توسیع اور اس کا دیگر معاشی شعبوں کے ساتھ متوازن انضمام ہے، تاکہ خود کفالت اور روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع حاصل کیے جاسکیں۔

نتیجتاً، صنعتی نمو ایک مسلسل اور منظم عمل ہے، جو پیداوار، سرمایہ کاری، اور جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کے ذریعے معیشت کو متحرک بناتا ہے اور اس کے ساتھ ہی صنعتی شعبے کا دیگر معاشی شعبوں کے ساتھ متوازن انضمام کو بھی یقینی بناتا ہے تاکہ ملک میں خود کفالت حاصل ہو اور پائیدار روزگار کے مواقع کو فروغ دیا جاسکے۔

2.3 صنعتی نمو کی اقسام (Types of Industrial Growth)

1. مقدار پر مبنی نمو (Quantity Based Growth)

اس قسم کی صنعتی ترقی کا تعلق پیداواری وسائل کی مقدار میں اضافے سے ہوتا ہے۔ یعنی جب صنعتوں کی تعداد، مشینری، فیکٹریاں، اور مزدوروں کی تعداد بڑھتی ہے تو مجموعی پیداوار میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر کسی علاقے میں نئی فیکٹریاں قائم کی جاتی ہیں یا پہلے سے موجود فیکٹریوں میں مزید مزدور بھرتی کیے جاتے ہیں تو پیداوار میں فطری طور پر اضافہ ہوتا ہے۔ اس قسم کی ترقی عموماً ابتدائی صنعتی مراحل میں دیکھی جاتی ہے، جب توجہ زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے پر ہوتی ہے، چاہے کارکردگی یا معیار محدود ہو۔

2. معیار پر مبنی نمو (Quality Based Growth)

اس قسم کی ترقی کا زور پیداواری عمل کے معیار اور کارکردگی کو بہتر بنانے پر ہوتا ہے۔ یعنی صنعتیں نہ صرف زیادہ بلکہ بہتر اور جدید اشیا و خدمات تیار کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اس میں جدید ٹیکنالوجی کا استعمال، تحقیق و ترقی اور مزدوروں کی مہارت میں اضافہ شامل ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر کسی صنعت میں جدید مشینری نصب کی جائے جو کم وقت میں زیادہ اور بہتر معیار کی اشیا تیار کرے، یا اگر انسانی وسائل کو تربیت دے کر ان کی مہارتوں میں اضافہ کیا جائے، تو یہ معیار پر مبنی صنعتی نمو کہلائے گی۔ اس قسم کی ترقی صنعت کو بین الاقوامی مسابقت کے قابل بناتی ہے، ٹیکنالوجی کے بہتر استعمال کو فروغ دیتی ہے، اور کم وسائل میں زیادہ پیداوار کو ممکن بناتی ہے۔

مقدار پر مبنی ترقی پیداوار کی مقدار بڑھانے پر مرکوز ہوتی ہے، جبکہ معیار پر مبنی ترقی پیداوار کے طریقے، معیار اور جدیدیت پر زور دیتی ہے۔ لہٰذا، ایک کامیاب صنعتی نظام میں دونوں اقسام کا توازن ضروری ہوتا ہے تاکہ نہ صرف زیادہ بلکہ بہتر اور مسابقتی پیداوار حاصل کی جاسکے۔

2.4 صنعتی نمو کے تعین کنندہ عوامل (Determinants of Industrial Growth)

صنعتی نمو کے تعین کنندہ عوامل کو عمومی طور پر معاشی اور غیر معاشی عوامل میں تقسیم کر بیان کیا جاسکتا ہے۔

1. معاشی عوامل

صنعتی نمو کے تعین کنندہ معاشی عوامل درج ذیل ہیں:

a. سرمایہ کی دستیابی

سرمایہ صنعتی ترقی کے لیے ایک بنیادی محرک کی حیثیت رکھتا ہے، کیونکہ صنعتوں کے قیام، مشینری کی خریداری، خام مال کی فراہمی، اور پیداواری سرگرمیوں کے آغاز کے لیے مالی وسائل درکار ہوتے ہیں۔ جب صنعتی اداروں کو مالی وسائل آسان شرائط پر میسر آتے ہیں تو وہ نہ صرف نئی فیکٹریاں قائم کرتے ہیں بلکہ موجودہ پیداواری صلاحیت کو بھی بہتر بناتے ہیں۔ حکومت کی طرف سے سبسڈی، ٹیکس میں چھوٹ، اور کم شرحِ سود پر قرضے، سرمایہ کاری کو فروغ دینے کے لیے نہایت مؤثر ثابت ہوتے ہیں۔ حالیہ برسوں میں پروڈکشن لنکڈ انسینٹیو (PLI) اور اسٹارٹ اپ انڈیا جیسے اقدامات نے صنعت سمیت کئی اہم شعبوں میں سرمایہ کاری کو فروغ دیا ہے۔

b. افرادی قوت کی فراہمی

صنعتی ترقی کے لیے ہنر مند اور نیم ہنر مند افراد کی دستیابی نہایت اہم ہے۔ مزدوروں کی صلاحیت، تربیت، اور پیداواری رجحان صنعتی کارکردگی کو براہِ راست متاثر کرتا ہے۔ ملک میں اگر ہنر مند اور تربیت یافتہ افرادی قوت دستیاب ہو تو صنعتیں اپنی پیداواری صلاحیت، معیار، اور کارکردگی میں نمایاں بہتری لا سکتی ہیں۔ اس کے برعکس، اگر مزدور غیر تربیت یافتہ ہو تو مشینری اور وسائل کا مکمل استعداد کے ساتھ استعمال نہیں ہو پاتا۔۔ نیز، مزدوروں کے لیے بہتر حالاتِ کار اور اجرتی نظام بھی صنعتی استحکام میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ حکومتِ ہند کا اسکل انڈیا مشن صنعتوں کو ہنر مند افراد اور تربیت یافتہ افرادی قوت کی فراہمی میں ایک اہم قدم ثابت ہو سکتا ہے۔

c. ٹکنالوجی

ٹیکنالوجی صنعتی ترقی کا ایک بنیادی عنصر ہے، جو صنعتوں کی کارکردگی کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ٹیکنالوجی کی بدولت صنعتیں جدید مشینری کا استعمال کر کے کم وقت میں زیادہ مقدار میں اشیا تیار کر سکتی ہیں، جس سے نہ صرف پیداواری عمل تیز ہوتا ہے بلکہ فی یونٹ لاگت میں بھی کمی آتی ہے اور منافع میں اضافہ ہوتا ہے۔ ٹیکنالوجی وسائل کے مؤثر استعمال کو فروغ دیتی ہے، جس سے وقت، محنت اور سرمایہ بہتر طریقے سے استعمال ہوتے ہیں۔ عالمی مسابقت کے دور میں ٹیکنالوجی سے لیس صنعتیں معیار اور مقدار دونوں میں بہتر کارکردگی دکھا کر برآمدات میں اضافہ کرتی ہیں۔ اس طرح ٹیکنالوجی ایسا عنصر ہے جو صنعتی نمو کو پائیدار، مؤثر اور بین الاقوامی سطح پر کامیاب بناتا ہے۔

d. بنیادی ڈھانچہ

صنعتوں کے لیے ایک مستحکم اور ترقی یافتہ انفراسٹرکچر، جیسے سڑکیں، بندرگاہیں، ریلوے، بجلی، پانی اور ٹیلی کمیونیکیشن، ناگزیر حیثیت رکھتا ہے۔ مؤثر نقل و حمل کی سہولیات اور بلا تعطل توانائی کی فراہمی صنعتوں کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ خام مال آسانی سے حاصل کریں اور تیار شدہ مصنوعات کو بروقت منڈی تک پہنچا سکیں۔ ہندوستان میں صنعتی راہداریاں (Industrial Corridors)، خصوصی معاشی زونز (SEZs)، اور توانائی کے شعبے میں کی جانے والی اصلاحات صنعتی نمو کے لیے ایک سازگار ماحول فراہم کر رہی ہیں۔

e. وسیع منڈی

وسیع منڈی کی دستیابی صنعتی نمو کا ایک اہم معاشی عنصر ہے، کیونکہ کسی بھی صنعت کی ترقی کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ وہاں

مصنوعات کے فروخت کے لیے کس قدر وسیع اور مستحکم منڈی دستیاب ہے۔ جب کسی ملک میں آبادی زیادہ ہو اور متوسط طبقہ مسلسل ترقی کر رہا ہو، تو صارفین کی تعداد اور خریداری کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے، جو صنعتوں کو پیداوار اور سرمایہ کاری میں اضافہ کی ترغیب دیتا ہے۔ ایک وسیع منڈی نہ صرف مصنوعات کی فوری فروخت کو ممکن بناتی ہے بلکہ صنعتوں کو طویل مدتی منصوبہ بندی اور تحقیق وترقی کی جانب بھی مائل کرتی ہے۔ ہندوستان جیسے ممالک میں بڑی آبادی اور صارفین کی بڑھتی ہوئی طلب کی بدولت ایک پائیدار اور متحرک منڈی دستیاب ہے، جو صنعتی نمو کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہے۔

2. غیر معاشی عوامل

صنعتی نمو کے تعین کنندہ غیر معاشی عوامل درج ذیل ہیں:

a. سیاسی استحکام

سیاسی ماحول کا استحکام اور پالیسیوں میں تسلسل صنعتی سرمایہ کاروں کے اعتماد میں اضافہ کرتے ہیں۔ اگر حکومت کی صنعتی پالیسی واضح، دیرپا، اور سرمایہ کار دوست ہو، اور قانونی نظام مضبوط ہو تو نجی اور بیرونی سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس، سیاسی بے یقینی، کرپشن، یا پالیسیوں میں بار بار تبدیلی صنعتی نمو میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہیں۔

b. ثقافتی رویے

معاشرے کا ثقافتی رویہ بھی صنعتی نمو پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ وہ قومیں جو جدت، محنت، اور کاروباری پیش رفت کو اہمیت دیتی ہیں، وہاں صنعتی نمو زیادہ تیز ہوتی ہے۔ کاروباری ذہنیت، وقت کی قدر، اور اختراعی سوچ جیسے عناصر بعض ریاستوں مثلاً گجرات، مہاراشٹر ااور تمل ناڈو میں صنعتی پھیلاؤ کا باعث بنے ہیں۔

c. تعلیمی نظام

ایک ایسا تعلیمی نظام جو صرف نصابی تعلیم پر نہیں بلکہ عملی اور تکنیکی مہارتوں کی فراہمی پر بھی زور دیتا ہو، صنعتی ترقی کے لیے مفید ثابت ہوتا ہے۔ فنی تربیت، انجینئرنگ اور پولی ٹیکنک ادارے صنعتوں کو وہ ہنر مند افرادی قوت فراہم کرتے ہیں جو پیداواری عمل کو مؤثر بناتی ہے۔ اس ضمن میں حکومت ہند کی نیشنل اسکل ڈیولپمنٹ کارپوریشن (NSDC) اور صنعتی تربیتی ادارے (ITIs) کی خدمات قابلِ ذکر ہیں۔

d. ماحولیاتی پالیسیاں

ماحولیاتی پالیسیاں صنعتی نمو کو پائیدار بنانے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ صنعتوں کو ماحول دوست ٹیکنالوجی اپنانے، آلودگی کم کرنے اور متبادل توانائی استعمال کرنے کی ترغیب دیتی ہیں، جس کے نتیجے میں نہ صرف بین الاقوامی معیار پورا ہوتا ہے بلکہ صنعتیں طویل مدتی ترقی کی راہ پر گامزن ہوتی ہیں۔

2.5 معاشی نمو میں صنعت کا کردار (Role of Industrialization in Economic Growth)

صنعت کاری صرف معاشی ترقی کا ذریعہ نہیں بلکہ یہ معاشرتی تبدیلیوں کا بھی باعث بنتی ہے۔ ہندوستان جیسے ترقی پذیر ملک میں صنعت کاری نے کئی شعبوں میں نمایاں بہتری پیدا کی ہے، جن میں روزگار، پیداوار، سرمایہ کاری اور انفراسٹرکچر وغیرہ شامل ہیں۔

1. روزگار میں اضافہ

ہندوستان میں صنعتی شعبہ روزگار کی فراہمی میں ایک کلیدی کردار ادا کرتا رہا ہے، خاص طور پر معاشی اصلاحات کے بعد اس کا دائرہ مسلسل وسیع ہوتا گیا۔ سال 91-1990 کے دوران صنعتی شعبے کا مجموعی روزگار میں حصہ 14.3 فیصد تھا، جو 05-2004 میں بڑھ کر 18.7 فیصد اور 12-2011 میں 24.3 فیصد تک پہنچ گیا۔ یہ اضافہ صنعتی سرگرمیوں، شہری کاری اور تعمیراتی شعبے میں بہتری کی عکاسی کرتا ہے۔ سال 20-2019 میں، ملک میں کل منظم روزگار کا تقریباً 24 فیصد صنعتی شعبے سے وابستہ تھا۔ خاص طور پر خرد، چھوٹی اور درمیانی صنعتوں نے 11 کروڑ سے زائد افراد کو روزگار فراہم کیا، جو مجموعی روزگار کا تقریباً 30 فیصد بنتا ہے۔ تاہم، کووڈ-19 کے دوران 21-2020 میں صنعتی روزگار کو شدید دھچکا پہنچا، مگر 24-2023 میں حکومت کی پالیسیاں اور پروڈکشن لنکڈ انسینٹیو (PLI) اسکیم جیسے اقدامات کے تحت صنعتی شعبے نے بحالی کی، جس سے روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوئے۔ یہ رجحان معیشت میں صنعتی شعبے کے پائیدار اور لچک دار کردار کو ظاہر کرتا ہے۔

2. پیداوار میں اضافہ

صنعتی شعبہ ملک کی معاشی ترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ وزارت شماریات و پروگرام عملدرآمد کے اعداد و شمار کے مطابق، 91-1990 میں ملک کی خام ملکی پیداوار میں صنعتی شعبے کا حصہ 24.6 فیصد تھا، جو معاشی اصلاحات کے آغاز کے ساتھ بڑھنا شروع ہوا۔ 05-2004 تک یہ حصہ بڑھ کر 27.9 فیصد ہو گیا، 12-2011 میں یہ 27.2 فیصد رہا، جبکہ کووڈ-19 کے اثرات کی وجہ سے 2020-21 میں یہ اور کم ہو کر 25.9 فیصد ہو گیا۔ لیکن کاروباری اداروں کی مسلسل جدوجہد اور حکومتی اقدامات کے نتیجے میں 24-2023 تک یہ حصہ دوبارہ بڑھ کر 27.6 فیصد تک پہنچ گیا۔ اس دوران، حکومتِ ہند نے عالمی سطح پر پیداواری صلاحیت کو بہتر بنانے کے لئے PLI اسکیم متعارف کرائی، جس نے الیکٹرانکس، فارماسیوٹیکلز، اور آٹو موبائل سیکٹرز میں نمایاں اضافہ کیا۔ معاشی سروے 25-2023 کے مطابق، ہندوستان اب عالمی سطح پر موبائل فون مینوفیکچرنگ کا دوسرا سب سے بڑا مرکز بن چکا ہے، جو صنعتی پیداوار میں اضافے کی ایک واضح مثال ہے۔

جدول 2.1: صنعت کا خام ملکی پیداوار میں حصہ

سال	خام ملکی پیداوار میں حصہ داری (فیصد میں)
1990-1991	24.6
2004-2005	27.9
2011-2012	27.2
2020-2021	25.9
2023-2024	27.6

ماخذ: وزارت شماریات و پروگرام عملدرآمد (MoSPI)

1. سرمایہ کاری میں اضافہ

سرمایہ کاری معاشی ڈھانچے کو مضبوط بنانے اور ملک کو عالمی معاشی نظام سے جوڑنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ 'میک ان انڈیا' مہم کے دوران، 2020 سے 2024 تک بھارت میں 280 ارب ڈالر سے زائد کا غیر ملکی سرمایہ ہندوستان میں آیا، جس سے فیکٹریوں، پلانٹس اور انفراسٹرکچر کے قیام کو فروغ ملا، اشیا و خدمات کی پیداوار بڑھی، نئی ملازمتوں اور کاروباری مواقع میں بھی اضافہ ہوا۔ مزید براں، اس سرمایہ کاری نے ہندوستان کو عالمی سپلائی چین کا حصہ بنانے میں اہم کردار ادا کیا، جیسا کہ ایپل اور سیمسنگ جیسی کمپنیوں نے ہندوستان میں اپنی مینوفیکچرنگ یونٹس قائم کئے۔ اس کے علاوہ، نیشنل انفراسٹرکچر پائپ لائن (NIP) کے تحت 25-2020 کے دوران 1.4 ٹریلین ڈالر کی سرمایہ کاری کا منصوبہ بنایا گیا، جس نے صنعتی ڈھانچے کو مزید مضبوط کرنے میں مدد فراہم کی۔

2. بیلنس آف پیمنٹس میں بہتری

صنعت کاری نے ملک کے بیلنس آف پیمنٹس کو بہتر بنانے میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ صنعتی پیداوار میں اضافے اور برآمدات کے فروغ کی بدولت، ہندوستان کا کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ 23-2022 میں جی ڈی پی کے 2 فیصد سے کم ہو کر 24-2023 میں 0.7 فیصد پر آ گیا۔ صنعتی برآمدات کے علاوہ خدمات کی برآمدات اور ترسیلات زر نے بھی اس بہتری میں حصہ ڈالا۔ مزید برآں، صنعتی شعبے میں غیر ملکی سرمایہ کاری نے ملک کے زرمبادلہ ذخائر کو مستحکم کرنے میں مدد کی، جو 24-2023 تک 650 بلین ڈالر سے تجاوز کر گئے۔

3. ایکسپورٹ پروموشن

ایکسپورٹ پروموشن سے مراد یہ ہے کہ ہم اپنے ملک میں تیار کی گئی اشیا کو زیادہ سے زیادہ دوسرے ممالک کو فروخت کریں۔ صنعت کاری نے بھارت کی برآمدات کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ صنعتی شعبے کی ترقی کے نتیجے میں 24-2023 میں بھارت کی کل برآمدات میں تیار شدہ مصنوعات کا حصہ 65 فیصد سے زائد ہو گیا۔ خاص طور پر ٹیکسٹائل، کیمیکلز اور الیکٹرانک آلات کی برآمدات میں نمایاں اضافہ ہوا۔ مثال کے طور پر، الیکٹرانک آلات کی برآمدات 23-2022 میں 23.6 ارب ڈالر سے بڑھ کر 2-42023 میں 29.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ ''میک اِن انڈیا'' اور برآمدات کے فروغ سے متعلق اسکیموں نے عالمی منڈیوں میں ہندوستانی مصنوعات کی مسابقت کو مضبوط کیا، جس کے نتیجے میں ملک عالمی سپلائی چین کا ایک اہم حصہ بن چکا ہے۔

4. امپورٹ سبسٹی ٹیوشن

امپورٹ سبسٹی ٹیوشن سے مراد یہ ہے کہ جو اشیا ہم پہلے بیرونِ ملک سے درآمد کرتے تھے، اب انہیں اپنے ملک میں خود تیار کیا جائے۔ صنعت کاری نے بھارت میں اس عمل کو فروغ دیا، جس کے نتیجے میں غیر ملکی انحصار میں کمی آئی۔ پروڈکشن لنکڈ انسینٹیو (PLI) اسکیم کے تحت مقامی مینوفیکچرنگ کو تقویت دی گئی، جس کی بدولت الیکٹرانکس، دفاعی سازوسامان اور فارماسیوٹیکلز جیسے شعبوں میں درآمدات پر انحصار کم ہوا۔ مثال کے طور پر، 24-2023 میں بھارت نے اپنی دفاعی ضروریات کا تقریباً 70 فیصد مقامی سطح پر پورا کیا، جو 2014 کے مقابلے میں تقریباً 30 سے 35 فیصد زیادہ ہے۔ اس کے نتیجے میں نہ صرف زرمبادلہ کی بچت ہوئی بلکہ مقامی صنعتوں کو بھی مضبوطی حاصل ہوئی۔

5. بنیادی ڈھانچے کی ترقی

صنعت کاری نے ہندوستان کا بنیادی ڈھانچہ (سڑک، ریلوے، بندر گاہ اور ایئرپورٹ) جو کہ معاشی ترقی کا اہم ستون ہے، کی ترقی کو تیز کیا ہے۔ نیشنل انفراسٹرکچر پائپ لائن اور گتی شکتی پروگرام کے تحت کئی لاکھ کروڑ کے انفراسٹرکچر پروجیکٹس شروع کیے گئے، جن میں سڑکیں، ریلوے، بندر گاہیں، اور ایئرپورٹس شامل ہیں۔ اس کے علاوہ، صنعتی کوریڈورز جیسے کہ دہلی- ممبئی انڈسٹریل کوریڈور نے صنعتی پیداوار اور لاجسٹکس کی کارکردگی کو بہتر بنایا، جس سے صنعتی شعبے کی ترقی میں مزید اضافہ ہوا۔

صنعت کاری نے ہندوستان کی معاشی ترقی میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ اس عمل کے نتیجے میں نہ صرف روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوئے، بلکہ پیداواری صلاحیت میں اضافہ، سرمایہ کاری کا فروغ، اور بنیادی ڈھانچے کی بہتری بھی ممکن ہوئی۔ صنعتی ترقی کے سبب برآمدات میں اضافہ اور درآمدات پر انحصار میں کمی واقع ہوئی۔ حکومت کی پالیسیاں، خصوصاً "میک ان انڈیا" اور پیداوار پر مبنی اسکیموں نے صنعتی شعبے کو مزید استحکام بخشا۔

2.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی میں ہم نے سیکھا کہ:

- صنعتی نمو سے مراد صنعتی شعبے میں پیداوار، سرمایہ کاری، اور ٹیکنالوجی کے استعمال کے ذریعے معیشت کو مضبوط بنانا ہے۔
- صنعتی نمو کی دو اقسام ہیں: مقدار پر مبنی نمو (پیداوار میں اضافہ) اور معیار پر مبنی نمو (جدید ٹیکنالوجی اور کارکردگی میں بہتری)۔
- ہندوستان میں صنعتی ترقی معاشی اصلاحات 1991 کے بعد تیزی سے بڑھی، جس میں نجی و غیر ملکی سرمایہ کاری کو فروغ ملا۔
- صنعتی نمو کے تعین کنندہ عوامل میں سرمایہ، افرادی قوت، ٹیکنالوجی، بنیادی ڈھانچہ، اور سیاسی استحکام شامل ہیں۔
- صنعتی شعبہ ہندوستان کی خام ملکی پیداوار میں تقریباً 27 فیصد حصہ ڈالتا ہے اور روزگار، برآمدات، اور بنیادی ڈھانچے کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔
- میک ان انڈیا اور پروڈکشن لنکڈ انسینٹیو اسکیم جیسے اقدامات نے مقامی صنعتوں اور برآمدات کو فروغ دیا۔
- صنعتکاری نے مصنوعات کی وسیع دستیابی اور کم قیمتوں پر ان کی فراہمی کے ذریعے صارفین کو مناسب قیمتوں پر بہترین مصنوعات منتخب کرنے کا موقع فراہم کیا گیا ہے۔
- صنعتی شعبے میں تحقیق و ترقی نے نئی ٹیکنالوجیز کو جنم دیا ہے، جو دیگر شعبوں (جیسے زراعت، صحت، تعلیم) میں بھی انقلابی تبدیلیوں کا باعث بنی ہیں۔
- صنعتوں کے پھیلاؤ سے پسماندہ علاقوں میں ترقی کے مواقع پیدا ہوئے ہیں، جس سے علاقائی عدم توازن کو کم کرنے میں مدد ملی ہے۔
- صنعتی مصنوعات کی برآمدات نے ہندوستان کو عالمی منڈی میں ایک ممتاز مقام حاصل کرنے میں مدد فراہم کی، جس سے زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ ہوا ہے۔

- صنعتوں کے قیام سے متعلقہ علاقوں میں نقل و حمل، توانائی، اور مواصلاتی نظام میں بہتری آئی ہے۔
- صنعتی شعبے نے ملک کے نوجوانوں کو ہنر مند بنانے کے لئے تعلیمی اداروں کے ساتھ اشتراک کو فروغ دیا ہے، جس سے معیاری افرادی قوت تیار ہوئی ہے۔
- صنعتی مراکز کے گرد نئے شہروں اور ٹاؤن شپس کی تعمیر نے شہری بنیادی ڈھانچے اور سہولیات کو بہتر بنایا ہے۔

2.7 فرہنگ (Glossary)

PLI اسکیم :PLI Scheme-پیداواری صلاحیت بڑھانے کے لیے مراعات

افرادی قوت :Labour Force- ہنر مند اور غیر ہنر مند مزدوروں کی دستیابی۔

بیلنس آف پیمنٹس :Balance of Payments-برآمدات اور درآمدات کا توازن۔

سرمایہ کاری :Investment-صنعتوں کے لیے مالی و مادی وسائل کی دستیابی۔

صنعتی نمو :Industrial Growth-صنعتی شعبے میں پیداوار اور سرمایہ کاری میں اضافہ۔

لائسینس راج :1947-License Raj تا 1991 تک ہندوستان میں صنعتی کنٹرول کی پالیسی۔

معاشی اصلاحات :1991-Economic Reforms میں LPG یعنی آزادیانہ، نجکاری اور عالمگیریت کی پالیسیاں۔

میک ان انڈیا :Make in India- قومی سطح پر مینوفیکچرنگ کو فروغ دینے کی حکومتی مہم۔

2.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

2.8.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. ہندوستان میں صنعتی شعبے نے 2023-24 میں جی ڈی پی میں کتنا حصہ ڈالا؟

(a) 25.9 فیصد (b) 24.6 فیصد

(c) 27.6 فیصد (d) 27.2 فیصد

2. پروڈکشن لنکڈ انسینٹو (PLI) اسکیم کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

(a) زرعی برآمدات بڑھانا (b) سرکاری ملازمتوں میں اضافہ کرنا

(c) مقامی مینوفیکچرنگ اور عالمی مسابقت کو فروغ دینا (d) درآمدات کو سستا کرنا

3. 1991 کی معاشی اصلاحات سے قبل ہندوستان کی صنعتی پالیسی کس پر مبنی تھی؟

(a) آزادانہ سرمایہ کاری (b) لائسنس راج اور سرکاری کنٹرول

(c) صرف غیر ملکی سرمایہ کاری (d) صرف زرعی ترقی

4. صنعتی نمو کے تعین کنندہ معاشی عوامل میں سے کون سا شامل ہے؟

(a) سیاسی استحکام (b) ثقافتی رویے

(c) سرمائے کی دستیابی (d) ماحولیاتی پالیسیاں

5. صنعتی نمو کی کون سی قسم پیداواری وسائل کی مقدار میں اضافے سے متعلق ہے؟

(a) معیار پر مبنی (b) مقدار پر مبنی

(c) تکنیکی نمو (d) مسابقتی نمو

6. صنعتی نمو کا کون سا غیر معاشی عامل سرمایہ کاروں کے اعتماد کو بڑھاتا ہے؟

(a) افرادی قوت کی فراہمی (b) سیاسی استحکام

(c) بنیادی ڈھانچہ (d) وسیع منڈی

7. صنعتی شعبے نے ہندوستان میں کس مہم کے تحت غیر ملکی سرمایہ کاری کو فروغ دیا؟

(a) سکل انڈیا (b) میک ان انڈیا

(c) اسٹارٹ اپ انڈیا (d) ڈیجٹل انڈیا

8. صنعتی نمو کے تعین کنندہ معاشی عوامل میں سے کون سا شامل ہے؟

(a) سیاسی استحکام (b) ثقافتی رویے

(c) سرمائے کی دستیابی (d) ماحولیاتی پالیسیاں

9. صنعتی شعبے نے 2019-20 میں ہندوستان کے کل منظم روزگار کا کتنا حصہ فراہم کیا؟

(a) 18.7 فیصد (b) 24 فیصد

(c) 30 فیصد (d) 14.3 فیصد

10. صنعتی ترقی نے ہندوستان کے کس شعبے میں انحصار کو کم کیا؟

(a) درآمدات (b) برآمدات

(c) زرعی پیداوار (d) خدمات

جوابات	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
	c	c	b	c	b	b	b	c	b	a

2.8.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. صنعتی نمو کے معنی و مفہوم کو وبیان کریں۔
2. صنعتی نمو کی مختلف اقسام کو مثالوں کے ساتھ واضح کریں۔
3. صنعتی نمو کے تعین کنندہ معاشی عوامل پر ایک مختصر نوٹ لکھیں۔
4. غیر معاشی عوامل صنعتی نمو کو کیسے متاثر کرتے ہیں؟ واضح کریں۔
5. سیاسی استحکام صنعتی نمو کو کیسے متاثر کرتا ہے؟ مدلل بیان کریں۔
6. ہندوستان کی معاشی ترقی میں صنعتی نمو کی کیا اہمیت ہے؟ مختصر بیان کریں۔

2.8.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. مقدار پر مبنی صنعتی نمو اور معیار پر مبنی صنعتی نمو کے مابین فرق واضح کریں۔
2. صنعتی نمو کے تعین کنندہ معاشی و غیر معاشی عوامل پر ایک تفصیلی نوٹ تحریر کریں۔
3. 1991 کی معاشی اصلاحات نے ہندوستان کی صنعتی ترقی کو کس طرح تبدیل کیا؟ واضح کریں۔

2.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Barthwal, R. R. (2022). *Industrial economics: An introductory textbook* (4th ed.). New Age International Publishers.
2. Bhalerao, N., & Desai, S. S. M. (1997). *Industrial economy of India*. Himalaya Publishing House.
3. Datt, G., & Mahajan, A. (2023). *Indian economy*. S. Chand & Company.
4. Mishra, S. K., & Puri, V. K. (2024). *Indian economy* (42nd ed.). Himalaya Publishing House.

اکائی 3: صنعت کاری کے مسائل

(Problems of Industrialization)

اکائی کے اجزا:

3.0 تمہید (Introduction)

3.1 مقاصد (Objectives)

3.2 آزاد کاری (Liberalization)

3.3 قبل از وقت ڈی انڈسٹریلائزیشن (Premature De-industrialization)

3.4 ہندوستان میں صنعتی مسائل (Industrial Problems in India)

3.4.1 سرمایہ اور سرمایہ کاری کا فقدان (Scarcity of Capital and Investment)

3.4.2 بنیادی ڈھانچے کا فقدان (Lack of Infrastructure)

3.4.3 فرسودہ مشنیری اور تکنیک (Outdated Machinery and Techniques)

3.4.4 غیر ہنر مند افرادی قوت (Unskilled Workforce)

3.4.5 سخت ماحولیاتی ضوابط (Strict Environmental Regulation)

3.4.6 مقدمات اور قانونی رکاوٹیں (Litigations and Legal Barriers)

3.4.7 درآمدات اور عالمگیریت سے مسابقت
(Competition from Imports and Globalizations)

3.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

3.6 فرہنگ (Glossary)

3.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

3.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

3.8 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

3.9 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

3.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

3.0 تمہید (Introduction)

ہندوستان نے آزادی کے بعد سے قابل ذکر معاشی ترقی حاصل کی ہے۔ اس صدی کی پہلی دہائی نے 1991 کی معاشی اصلاحات کی بدولت 8 فیصد سے زیادہ معاشی نمو کو بھی عبور کیا۔ تاہم معاشی نمو ہر سیکٹر میں یکساں نہیں تھی، مثال کے طور پر خدمات ایک غالب شعبے کے طور پر ابھری ہیں جس کا کل جی ڈی پی میں تقریباً 55 فیصد حصہ ہے۔ تاہم زراعت میں سست روی حیران کن تھی جبکہ صنعتی شعبہ جمود کا شکار ہے۔ صنعتی شعبے کا حصہ کل جی ڈی پی میں کبھی 30 فیصد سے تجاوز نہیں کر سکا۔ صنعتی شعبے کا سب سے بڑا جزو مینوفیکچرنگ بھی جمود کا شکار ہے۔ اس کی وجہ سے محقق نے اس طرح کے رجحان کو "قبل از وقت ڈی انڈسٹریلائزیشن (Premature Deindustrialization) کہا۔ قبل از وقت ڈی انڈسٹریلائزیشن پر تفصیلی نوٹ مندرجہ ذیل صفحات پر دیا گیا ہے۔ اس نے کلارک-فشر سہ سیکٹر ماڈل کو چیلنج کیا ہے جہاں یہ دلیل دی گئی ہے کہ جیسے جیسے معیشتیں ترقی کرتی ہیں معیشت میں ابتدائی طور پر پرائمری (زراعت) سے ثانوی سیکٹر اور بعد میں Tertiary کی اہمیت بڑھتی ہے۔ اسی طرح افرادی قوت کا حصہ ابتدائی طور پر پرائمری (زراعت) سے سیکنڈری سیکٹر اور بعد میں Tertiary شعبے میں منتقل ہوتا ہے۔ تاہم ہندوستانی معیشت میں ایسا دیکھنے کو نہیں ملا بلکہ محنت بازار میں یہ ساختی تبدیلی نہ ہی سست رہی بلکہ اس کے برعکس لوگ زرعی شعبے میں واپس جا رہیں ہیں۔ ہندوستان میں صنعتی پسماندگی کے کئی عوامل ذمہ دار ہیں۔ صنعتی مسائل کو بیان کرنے سے پہلے چند اصطلاح آزاد کاری (Liberalization) اور قبل از وقت ڈی انڈسٹریلائزیشن کی وضاحت ضروری ہے۔ درج ذیل نکات میں ان کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

3.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- ہندوستان میں صنعتی مسائل پر تبادلہ خیال کرنا۔

3.2 آزاد کاری (Liberalization)

1991 میں ہندوستانی معیشت میں لبرلائزیشن (آزاد کاری) کا آغاز ایک تاریخی معاشی اصلاح کے طور پر کیا گیا۔ اس کا بنیادی مقصد معیشت کو سرکاری کنٹرول اور لائسنس راج سے آزاد کر کے اسے بازار پر مبنی اور مسابقتی نظام کی طرف لے جانا تھا۔ 1991 سے پہلے ہندوستانی معیشت سخت حکومتی پابندیوں کے تحت تھی۔ صنعتوں کے قیام، پیداوار میں اضافہ، درآمد و برآمد اور غیر ملکی سرمایہ کاری کے لیے سرکاری اجازت ضروری تھی، جس کے نتیجے میں معاشی ترقی کی رفتار سست ہو گئی تھی۔ اسی دوران ہندوستان کو شدید ادائیگیوں کے توازن (Balance of Payments) کے بحران کا سامنا کرنا پڑا اور زرِ مبادلہ کے ذخائر خطرناک حد تک کم ہو گئے۔

ان حالات میں حکومتِ ہند نے وزیرِ خزانہ ڈاکٹر منموہن سنگھ کی قیادت میں معاشی اصلاحات متعارف کرائیں۔ لبرلائزیشن کے تحت زیادہ تر صنعتوں سے صنعتی لائسنس ختم کر دیے گئے، نجی شعبے کو فروغ دیا گیا، غیر ملکی سرمایہ کاری (FDI) کی اجازت دی گئی، اور تجارتی

پابندیوں میں نرمی کی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ مالیاتی اور بینکنگ نظام میں بھی اصلاحات کی گئیں۔

لبرلائزیشن کے نتیجے میں معاشی ترقی کی رفتار میں اضافہ ہوا، صنعتی پیداوار بڑھی، غیر ملکی سرمایہ اور جدید ٹیکنالوجی ملک میں آئی، اور روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوئے۔ تاہم، اس پالیسی پر یہ تنقید بھی کی گئی کہ اس سے معاشی عدم مساوات میں اضافہ ہوا اور چھوٹی صنعتوں کو سخت مسابقت کا سامنا کرنا پڑا۔

3.3 قبل از وقت ڈی انڈسٹریلائزیشن (Premature De-industrialization)

ہندوستان کی آزادی کے بعد ابتدائی دہائیوں میں صنعتی ترقی کو معاشی ترقی کا بنیادی ذریعہ سمجھا گیا۔ منصوبہ بند معیشت، سرکاری شعبے کی قیادت، بھاری صنعتوں پر زور اور درآمدی متبادل کی پالیسی کے ذریعے صنعتی بنیاد مضبوط کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس دور میں مینوفیکچرنگ سیکٹر نے روزگار، آمدنی اور پیداواری صلاحیت میں اہم کردار ادا کیا۔ تاہم 1991 کے بعد معاشی اصلاحات، لبرلائزیشن، پرائیویٹائزیشن اور گلوبلائزیشن کے عمل نے معیشت کی سمت بدل دی، جس کے نتیجے میں خدمات کا شعبہ تیزی سے پھیلا جبکہ صنعت، خاص طور پر مینوفیکچرنگ، نسبتاً کمزور پڑتی چلی گئی۔

قبل از وقت غیر صنعتی کاری سے مراد وہ معاشی عمل ہے جس میں کسی ملک کی معیشت میں صنعت کا حصہ اُس مرحلے پر کم ہونا شروع ہو جاتا ہے جب وہ ملک ابھی مکمل صنعتی ترقی حاصل نہیں کر پایا ہوتا۔ ترقی یافتہ ممالک میں غیر صنعتی کاری ایک قدرتی عمل سمجھا جاتا ہے، کیونکہ وہاں صنعت کا مرحلہ مکمل ہو چکا ہوتا ہے اور معیشت خدمات کے شعبے کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ لیکن ہندوستان جیسے ترقی پذیر ملک میں صنعت کا حصہ کل GDP میں 25 تک بھی نہ پہنچ سکا پہلے ہی کم ہونا شروع ہو گیا، اور خدمات غیر ضروری انداز سے بڑھنے لگی۔ ترقی یافتہ ممالک میں یہ کمی اُس وقت آئی ہے جب فی کس آمدنی بہت زیادہ تھی، لیکن ہندوستان میں یہ رجحان کم فی کس آمدنی کے مرحلے پر ہی ظاہر ہو گیا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستانی معیشت نے صنعتی مرحلہ مکمل کیے بغیر ہی خدمات کے شعبے پر زیادہ انحصار شروع کر دیا۔

قبل از وقت ڈی انڈسٹریلائزیشن ہندوستانی معیشت کی لیے ایک للکار کے طور پر ابھرا ہے۔ صنعتوں کا کمزور ہونا بڑے پیمانے پر روزگار کے مواقع کی کمی کا باعث بنتا ہے، جس سے بے روزگاری اور غیر رسمی شعبے میں روزگار بڑھتا ہے۔ ہندوستان میں پہلے ہی غیر رسمی شعبہ بہت بڑا ہے، جہاں کم اجرت، عدم تحفظ اور سماجی تحفظ کی کمی پائی جاتی ہے۔ اگر صنعتی روزگار میں اضافہ نہ ہو تو غربت میں کمی اور آمدنی کی مساوی تقسیم کے اہداف حاصل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

خدمات کا شعبہ، خاص طور پر آئی ٹی اور فنانس، زیادہ تر ہنر مند اور تعلیم یافتہ افراد کے لیے مواقع فراہم کرتا ہے، جس سے غیر ہنر مند یا نیم ہنر مند مزدور پیچھے رہ جاتے ہیں۔ خدمات کا شعبہ زیادہ تر شہری اور میٹرو علاقوں تک محدود ہے، جس سے دیہی اور پسماندہ علاقوں میں ترقی کے مواقع کم رہ جاتے ہیں۔ اس طرح علاقائی ناہمواری اور معاشی عدم مساوات میں اضافہ ہوتا ہے۔

قبل از وقت غیر صنعتی کاری کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ خدمات کے شعبے کی ترقی ہمیشہ مضبوط پیداواری بنیاد فراہم نہیں کرتی۔ اگرچہ

خدمات جی ڈی پی میں بڑا حصہ ڈالتی ہیں، لیکن وہ وسیع روزگار اور پیداواری روابط پیدا نہیں کرتیں جو مینوفیکچرنگ سیکٹر فراہم کرتا ہے۔ صنعت نہ صرف براہ راست روزگار دیتی ہے بلکہ زراعت، خدمات اور دیگر شعبوں کے ساتھ مضبوط ربط قائم کرتی ہے، جسے معاشی ترقی کے لیے ضروری سمجھا جاتا ہے۔

3.4 ہندوستان میں صنعتی مسائل (Industrial Problems in India)

آزادی کے بعد سے ہی ہندوستان نے صنعتی شعبے کو مضبوط بنانے کے لیے کئی پالیسیاں اور منصوبے شروع کیے، لیکن اس کے باوجود صنعتی عمل کو متعدد مسائل کا سامنا رہا ہے۔ یہ مسائل نہ صرف صنعتی ترقی کی رفتار کو سست کرنے کا باعث بنے ہیں بلکہ متوازن اور پائیدار ترقی کی راہ میں بھی رکاوٹ بنے ہیں۔ صنعتی مسائل میں قابل ذکر سرمائے کی کمی، توانائی کی قلت، تکنیکی پسماندگی، خام مال کی قلت، بنیادی ڈھانچہ کی کمی، ہنر مند افرادی قوت کی کمی قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ صنعتی مسائل میں سخت لیبر قوانین، اداریاتی و قانونی رکاوٹ جیسے سخت ماحولیاتی قوانین، ضابطہ پرستی اور رشوت کے شواہد بھی ملتے ہیں۔ درج ذیل میں ہر ایک مسئلے کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

3.4.1 سرمایہ اور سرمایہ کاری کا فقدان (Scarcity of Capital and Investment)

مالیات کا کردار معاشی ترقی میں بالعموم اور صنعتی ترقی میں بالخصوص خاص اہمیت کا حامل ہے۔ ہندوستان میں مالی وسائل کی عدم دستیابی صنعتی پسماندگی کی خاص وجہ ہے۔ مالیات کی کمی کے کئی پہلو ہیں۔ جیسے کے مالی وسائل تک رسائی، دستیابی، سرمایہ کے دام وغیرہ۔ مندرجہ ذیل نکات میں ان سب پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

1. رسائی (Access)

کسی بھی فیکٹری کو شروع کرنے کے لیے مالی معاونت بنیادی ضرورت ہے۔ اگرچہ کچھ ادارے اب بھی طویل مدتی مالیات کاری (Financing) خدمات مہیا کرتے ہیں، لیکن تجارتی بینکوں کے ذریعہ فراہم کردہ ورکنگ کیپیٹل اب مقامات، خطوں اور صنعت کے سائز میں یکساں طور پر تقسیم نہیں ہوتا ہے۔ مالیاتی آزادی کے تناظر میں کریڈٹ پلاننگ پروگرام (Credit Planning Programme) کی بے ضابطگی کی وجہ سے ناہمواری زیادہ بڑھ گئی ہے۔ ایس-کے-داس (2021) کی تحقیق کے مطابق صنعتی شعبے کے لیے بینک قرضوں کا گھٹتا ہوا حصہ آزاد کاری (Liberalization) کی ابھرتی ہوئی خصوصیات یا نتائج میں سے ایک ہے۔ پورے صنعتی شعبے کو بینک کا قرضہ 1980 میں تقریباً 57 فیصد سے کم ہو کر 2018 میں تقریباً 35 فیصد رہ گیا۔ یہ کمی 1997 اور 2008 کے درمیان زیادہ تھی۔ یہ کمی چھوٹے شعبے کی صنعت (Small Sector Industry) کے لیے بڑے شعبے کی نسبت بہت زیادہ ہے۔

دیہی علاقوں میں بینک برانچ دفاتر کی تعداد 2015 میں کل شاخوں کے فیصد کے طور پر کم ہو کر 38.5 فیصد رہ گئی، جو آزاد کاری کے ابتدائی مرحلے کے دوران تقریباً 55 فیصد اور آزاد کاری سے قبل تقریباً 60 فیصد تھی۔ بینکاری اصلاحات کے چلتے بہت سے بینکوں کو یا تو کسی دوسرے کے ساتھ ضم کر دیا گیا یا بند کر دیا گیا۔ کچھ کو یہاں تک کہ اپنی غیر قابل عمل دیہی شاخوں کو سیٹلائٹ دفاتر میں تبدیل کرنے کا مشورہ دیا گیا۔ علاقائی دیہی بینکوں کو دیہی علاقوں سے باہر جانے کے اختیار کے ساتھ اپنی خسارے میں جانے والی شاخوں کو منتقل کرنے کی

اجازت دی گئی۔ دیہی علاقوں میں بینک کی شاخوں کا کم ہونا یقینی طور پر تشویش کا باعث رہا کیونکہ اس سے آبادی کا ایک بڑا حصہ بینک کے بغیر رہا، جس سے دیہی صنعت کی ترقی متاثر ہوئی۔ جہاں ایک طرف دیہی علاقوں میں شاخیں کم ہوئیں، وہیں دوسری طرف نیم شہری، شہری اور میٹروپولیٹن علاقوں میں بینکوں کی شاخوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ تاہم حالیہ سالوں میں حکومت ہندوستان کی جانب سے نئی شاخیں کھلوانے پر زور دیا جارہا ہے۔

دیہی علاقوں میں بینک کی شاخیں کم ہونے کے ساتھ، دیہی قرضوں کا حصہ نمایاں طور پر کم ہوا ہے۔ یہ 1990 میں تقریباً 15 فیصد سے کم ہو کر 2014 میں 10 فیصد سے نیچے آگیا ہے۔ نیم شہری علاقوں میں بھی ایسا ہی دیکھنے کو ملتا ہے۔ یعنی اس کی کریڈٹ حصہ داری 1990 میں تقریباً 17 فیصد سے کم ہو کر 2013 میں تقریباً 9 فیصد اور 2014 میں 11.5 فیصد رہ گئی۔ دوسری طرف میٹروپولیٹن علاقوں کی کریڈٹ حصہ داری 1990 میں تقریباً 45 فیصد سے بڑھ کر 2013 میں 69 فیصد پہنچ گئی۔ ترجیحی شعبے (Priority Sectors) کے گرتے ہوئے حصہ کی وجہ سے یہ مسئلہ زیادہ عام ہوا ہے۔

سائز کے لحاظ سے قرضوں کی تقسیم سے پتہ چلتا ہے کہ، وقت کے ساتھ ساتھ، چھوٹی رقم کے قرضوں میں کمی آئی ہے اور یہ کمی آزادکاری کے بعد کی مدت میں نمایاں طور پر ظاہر ہے۔ ہندوستان میں کل بینک کریڈٹ میں چھوٹی رقم کے قرضوں (25,000 روپے اور اس سے کم) کا حصہ 1981 میں تقریباً 18 فیصد سے گھٹ کر 2002 میں تقریباً چھ فیصد اور 2014 میں ایک فیصد سے بھی کم رہ گیا۔ دوسری طرف بڑے رقم کے قرضوں (10 کروڑ روپے اور اس سے زیادہ) کا حصہ نمایاں طور پر بڑھا ہے۔ کل قرضہ میں 10 کروڑ روپے اور اس سے زیادہ کے قرضوں کا حصہ 1981 میں 14 فیصد سے بڑھ کر 1995 میں تقریباً 21 فیصد اور 2014 میں تقریباً 55 فیصد تک پہنچ گیا ہے۔ چھوٹی رقم کے قرضوں کی کمی اس بات کو واضح کرتی ہے کہ چھوٹے و درمیانے پیمانے کی صنعتوں کی لیے کم قرضہ ہے جس سے گھریلو بازار میں اجارہ داری کو فروغ ملتا ہے اور عالمی مسابقت پر منفی اثر پڑتا ہے۔

2. دستیابی (Availability)

جہاں مالیات تک رسائی صنعتی ترقی کے لیے اہم ہے، وہیں صنعت کاری کے نقطہ نظر سے دستیابی بھی اتنی ہی اہم ہے۔ ہندوستان میں بینک کریڈٹ اور سرمایہ کا بازار (Capital Market) صنعتی شعبے کے مالیات کے بہترین ذرائع ہیں۔ اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ خطہ، علاقہ اور سیکٹر مالیات کی دستیابی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

مختلف شعبوں اور خطوں میں قرض اور قابل سرمایہ کاری فنڈ (Investible Fund) کی غیر مساوی تقسیم آزادکاری کے بعد کے دور کی خصوصیت ہے۔ میٹروپولیٹن علاقوں کے بعد شہری اور نیم شہری علاقے کریڈٹ بہاؤ کے لیے ترجیحی شعبے ہیں۔ میٹروپولیٹن علاقوں میں قرضوں کا بہاؤ نمایاں طور پر 1990 میں تقریباً 37 فیصد سے بڑھ کر 2017 میں تقریباً 62 فیصد تک پہنچ گیا۔ یہ واضح ہے کہ زیادہ تر قرضے میٹروپولیٹن علاقوں میں گئے ہیں۔ شاید اسی لیے امیٹروپولیٹن اور ان کے ارد گرد معاشی سرگرمی اپنے بہترین مراحل میں ہے۔ یہ رجحان بتاتا ہے کہ دیہی اور نیم دیہی علاقوں کے لیے کم قرضہ دستیاب ہے جس کی وجہ سے یہ علاقے معاشی استحصال کا شکار ہیں۔ یہ دیہی اور

نیم شہری علاقوں میں واقع فرموں یا ممکنہ فرموں کی حوصلہ شکنی کی تصویر پیش کرتا ہے۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ کاروباری افراد، چھوٹی صنعتوں اور دستکاری کی صنعتوں کو ان کی توسیع یا نئے اسٹارٹ اپ (Start-up) کے لیے بینک کریڈٹ میسر نہیں ہے۔

حالیہ اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ 2018 میں دیہی علاقوں میں صنعتی شعبے کو دیے گئے کل بینک کریڈٹ کا صرف 1.9 فیصد ملا۔ دوسرے علاقوں جیسے نیم شہری اور شہری علاقوں میں بھی صنعتی قرضہ میں کمی درج کی گئی ہے۔ جب کہ میٹروپولیٹن علاقوں یہ شرح تقریباً 79 فی صد ہے۔ علاقوں اور خطوں میں صنعتی قرضوں کی غیر مساوی تقسیم کے ساتھ ساتھ، آزادکاری کے نتائج کی ایک اور ابھرتی ہوئی خصوصیت بڑے قرضوں کے حق میں کریڈٹ کا استحکام ہے۔مالیات کی عدم دستیابی کی وجہ سے نہ صرف صنعتوں پر اثر پڑتا ہے بلکہ اس سے پیداوار کی مانگ بھی کم ہوتی ہے جو کہ کل معاشی ترقی کو سست کرتی ہے۔

3. اسٹاک مارکیٹ کی طرف سے فنڈز کی ناکافی نقل و حرکت (Insufficient Fund Mobilisation by Stock Market)

اسٹاک مارکیٹ صنعتی شعبے کے لیے مالیات کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ کمپنیاں آئی پی او (Initial Public Offering) اور ڈیبینچر جاری کر کے وسائل اکٹھا کرتی ہیں۔ اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ صنعتی مالیات کے نقطہ نظر سے اسٹاک مارکیٹ کے ذریعے سرمایہ کو متحرک کرنا مناسب نہیں ہے۔

کیونکہ لوگ مالی اثاثوں کے بجائے سونا اور جائیداد میں بچت کرتے ہیں۔ نیز سرمایہ کاروں کا مارکیٹ پر اعتماد کم ہونا، حصص بازار میں قیاس آرائی کا رجحان، عوام میں مالی آگاہی کی کمی، آمدنی کی غیر مساوی تقسیم کے باعث سرمایہ کاروں کی محدود تعداد، محفوظ سرمایہ کاری جیسے بینک ڈپازٹس کو ترجیح دینا، سرمایہ بازار کا ترقی یافتہ نہ ہونا اور حصص جاری کرنے کے اخراجات اور قانونی پیچیدگیاں سرمایہ کو اسٹاک مارکیٹ سے غیر متحرک بناتی ہیں۔ڈیبینچر مارکیٹ کی بھی کہانی کافی ملتی جلتی ہے۔ اسٹاک مارکیٹ سے جمع کیا گیا سرمایہ بھی شعبوں میں غیر مساوی طور پر تقسیم ہے۔ پرائمری مارکیٹ سے جمع ہونے والے سرمائے بینکنگ اور مالیاتی اداروں (Banking and Financial Institution) کے حق میں چلا جاتا ہے۔ 2017 میں پرائمری مارکیٹ سے اکٹھا کیا گیا کل سرمائے کا 55 فیصد سے زیادہ حصہ بینکنگ اور مالیاتی اداروں کو گیا۔ جو اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ پیداواری شعبوں اور صنعتوں کی لیے تھوڑا حصہ دستیاب ہے۔ ایک مضبوط کارپوریٹ بانڈ بازار کی غیر موجودگی کی وجہ سے صنعتی شعبے طویل مدتی قرضوں کی لیے کمرشل بینکوں، زیادہ تر سرکاری بینکوں پر منحصر کرتی ہیں۔

4. سرمائے کی لاگت (Cost of Capital)

صنعت کاری کے عمل میں سرمائے کی لاگت کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ چونکہ سستے سرمائے کی عدم دستیابی صنعتوں پر منفی اثرات کا سبب بنتی ہے۔ سرمائے کی لاگت بڑی اور چھوٹی دونوں فرموں کو مختلف طریقوں سے متاثر کرتی ہے۔ اگرچہ زیادہ سود کی لاگت بڑی فرموں کی توسیع کو محدود کرتی ہے، یہ چھوٹی فرموں کے لیے خاص طور پر اسٹارٹ اپ (Start-up) کے لیے زندہ رہنا ہی مشکل بناتی ہے۔ یہ دلیل دی گئی تھی کہ مالیاتی آزادی کے بعد سرمائے کی لاگت میں نمایاں کمی آئے گی کیونکہ بچتوں کو زیادہ متحرک کرنے اور سرمایہ کاری میں بچت کو

مؤثر طریقے سے منتقل کرنے کی وجہ سے سرمایہ کاری کے قابل فنڈز کا حجم بڑھنے کا امکان ہے۔ تاہم توقع کے بالکل برعکس سرمائے کی لاگت جیسا کہ کمرشل بینکوں کے قرض دینے کی شرح سے ظاہر ہوتا ہے، آزادکاری کے بعد کی مدت کے ابتدائی سالوں کے دوران اتنی نمایاں کمی دیکھنے میں نہیں آئی۔ 1990 اور 2000 کی دہائیوں کے دوران سود کی حقیقی شرح (یعنی سود کی برائے نام شرح تفریق افراط زر کی شرح) زیادہ تھی۔ شرح سود نہ صرف مسلسل بلند رہتی ہے بلکہ شرح سود کی ساخت بھی ایسی ہے کہ چھوٹے قرض لینے والے بڑے قرض لینے والوں کے مقابلے میں زیادہ شرح سود ادا کرتے ہیں۔ سود کی شرح کی جانب سے قرضوں کی تقسیم سے پتہ چلتا ہے کہ چھوٹے قرضوں کے زیادہ تر قرضے بہت زیادہ شرح سود پر دیے جاتے ہیں۔ 20 فیصد یا اس سے زیادہ شرح سود پر دیے گئے کل قرضوں میں سے 40 فیصد سے زیادہ چھوٹے قرضے ہیں۔

5. کم گھریلو بچت اور سرمایہ کاری

ترقی کے رسمی حقائق میں سے ایک یہ ہے کہ ہر وہ ملک جس نے پائیدار صنعت کاری کی ہے اس نے اپنی بچت اور سرمایہ کاری کی شرح کو جی ڈی پی کے 40 فیصد کے قریب بڑھا کر ایسی پائیدار صنعت کاری حاصل کی ہے۔ ہندوستان نے کچھ عرصہ پہلے تک براعظم ایشیا کی طرح ایسا راستہ اختیار کیا تھا۔ 2000 کی دہائی کے دوران پیداوار اور برآمدات میں بھڑوتری ان شرحوں میں تیزی سے اضافے کی وجہ سے تھی۔ تاہم یہ رجحانات 2010 کی دہائی میں بدل گئے۔ شاید یہ رجحانات پیداوار میں کمی اور قبل از وقت صنعتی تخریب کا سبب بنے۔ چین میں پچھلے 35 سال سے زیادہ بچتیں اور سرمایہ کاری ہندوستان کے مقابلے زیادہ ہے۔ اور دونوں ممالک کے درمیان فاصلہ کم نہیں ہوا ہے۔ عالمی بینک کے مطابق 2020 میں ہندوستان میں گھریلو کریڈٹ جی ڈی پی کا 55 فیصد ہے جبکہ یہ ایشیائی ممالک میں 148 فیصد ہے۔

6. بیرونی ذرائع (External Resources)

ہندوستان میں کم قیمت پر مالیات کی عدم دستیابی نے نجی شعبے کو مالیات کے بیرونی ذرائع پر انحصار کرنے پر مجبور کیا ہے۔ ہندوستان میں عام طور پر چالو کھاتہ خسارہ (Current Account Deficit) میں ہوتا ہے جس کی مالی اعانت غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری اور پورٹ فولیو سرمایہ کاری کے علاوہ دوسرے قسم کے قرضوں جیسے کے بیرونی تجارتی قرضے، پورٹ فولیو کے بہاؤ اور سرکاری قرضے سے ہوتی ہے۔ 1990 کی دہائی سے بیرونی شعبے کے انتظام میں اہم تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔

a. محدود غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری (Foreign Direct Investment)

براہِ راست غیر ملکی سرمایہ کاری 01-2000 میں GDP کا ایک فی صد تھی جو کہ بڑھ کر 08-2007 میں 3.4 فی صد ہو گئی۔ جبکہ غیر ملکی پورٹ فولیو سرمایہ کاری (ایف پی آئی) 08-2007 میں 2 فی صد ہو گئی۔ اور اس کے بعد اس میں کمی واقع ہوئی۔ مطلق سائز میں، سالانہ FPI کی آمد FDI سے کم ہے۔ سالانہ FDI کی آمد GDP کا ایک معمولی تناسب بنی ہوئی ہے۔ مثال کی طور پر سال 2010 کی دہائی میں اوسطاً 2.5 فیصد تھا۔ اصولی طور پر ایف ڈی آئی کارخانوں اور فرموں میں گرین فیلڈ سرمایہ کاری پر مشتمل ہے جو اپنے ساتھ ضروری سرمایہ کے ساتھ ساتھ، ٹیکنالوجی، اور انتظامی طریقوں کو ساتھ لاتا ہے۔ لیکن حقیقت کچھ اور ہے۔ ہندوستان ہیں زیادہ تر FDI پرائیویٹ

ایکویٹی (PE) اور وینچر کیپیٹل (VC) فنڈز سے آتا ہے۔ ایسے فنڈز موجودہ فرموں، فیکٹریوں اور برانڈ میں حصص حاصل کرتے ہیں۔ لہٰذا، معیشت کے لیے ایسی براؤن فیلڈ سرمایہ کاری کی مثبت خارجی خصوصیات گرین فیلڈ سرمایہ کاری کے مقابلے میں محدود ہیں۔ 70٪ FDI پرائیویٹ ایکویٹی (PE) پر مشتمل ہے۔ اور ان کا حصہ پچھلی دو دہائیوں کے دوران مسلسل بڑھ رہا ہے۔ اس لیے گرین فیلڈ ایف ڈی آئی کو ترجیح دینی چاہیے جو انتہائی ضروری ٹیکنالوجی اور مارکیٹ تک رسائی فراہم کراتا ہے۔

3.4.2 بنیادی ڈھانچے کا فقدان (Lack of Infrastructure)

ہندوستانی صنعتی شعبے کو درپیش بنیادی مسائل میں سے ایک ناکافی انفراسٹرکچر ہے۔ سڑک اور ریل کی ترقی میں پیش رفت کے باوجود، ہندوستان کا بنیادی انفراسٹرکچر خاص طور پر لاجسٹکس، بجلی کی فراہمی، اور صنعتی پارک ترقی یافتہ نہیں ہے۔ موثر نقل و حمل کے نظام کی کمی اور کلیدی صنعتی مرکزوں سے ناقص رابطے کے نتیجے میں لاجسٹکس کے زیادہ اخراجات، ترسیل میں تاخیر، اور عالمی سطح پر صنعتوں کی مسابقت میں کمی واقع ہوئی ہے۔ مزید، غیر مسلسل بجلی کی فراہمی اور کم ترقی یافتہ گودام کی سہولیات آپریشنل ناکاریوں (Operational Inefficiencies) کو بڑھاوا دیتی ہیں۔

1. بجلی کے وسائل کی کمی

بجلی کی ناقص فراہمی صنعتوں کی ترقی اور پیداواری صلاحیت میں ایک اہم رکاوٹ ہے۔ سنتوش کمار داس 2020 لکھتے ہیں کے بجلی کی قلت جنریٹر زوالے پلانٹوں کے لیے وقت کے ساتھ بدلتے درآیدہ ٹیکس (Time Varying Input Tax) کی طرح کام کرتی ہے۔ جنریٹر کے بغیر پلانٹ Outage (وہ مُدّت جب بجلی گئی ہوئی ہو) کے دوران پیداوار بند کر دیتے ہیں۔ یہ درآیدہ ٹیکس کا اثر' تمام پلانٹوں کے سکڑنے کا سبب بنتا ہے۔ جنریٹر کے بغیر والے پلانٹوں پر یہ اثر زیادہ خطرناک ہو جاتا ہے۔ ہندوستان میں اوسط بجلی کی قلت کی وجہ سے اوسط صنعتی پلانٹ کی سالانہ آمدنی اور توفیر پیداکاران (Producer Surplus) میں 5-10% کمی واقع ہوتی ہے۔ جب بجلی کی قلت بڑھ جاتی ہے تو حد سے زیادہ بجلی پر منحصر صنعتوں میں فرم کے داخل ہونے کا امکان کم ہوتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ بجلی کی قلت ہندوستانی صنعت کی ساخت پر گہرے اثرات مرتب کر سکتی ہے۔

2. کمزور ٹرانسپورٹ نیٹ ورک

نقل و حمل کا ناقص نظام کرایہ باربَرداری (Freight) کی یونٹ لاگت کو بڑھا کر صنعتی مسابقت کو بری طرح متاثر کرتا ہے۔ ناقص نقل و حمل عبور (Transit)، کل محضورات (Inventory)، اور آرڈرنگ اور بالواسطہ اخراجات میں ہونے والے نقصانات کو بھی بڑھاتا ہے۔ بدتر یہ کہ یہ سپلائی چین میں ناکارہیاں اور نامُعتبری کو متعارف کروا کر عدم کفایات (Diseconomies) کا سبب بنتی ہیں جس سے اسمبلر کے لیے Lean پیداوار کو لاگو کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ عدم کفایات صنعتی کارکردگی پر منفی اثر ڈالتی ہیں۔ ہندوستان میں نقل و حمل کی رکاوٹیں اسمبلر کو کلسٹرز بنانے پر مجبور کر رہی ہیں جو کہ مختلف علاقوں میں صنعتی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بن رہی ہے اور علاقائی عدم مساوات کو جنم دیتی ہیں۔

تاہم بنیادی ڈھانچے میں بہتری، میک ان انڈیا جیسے پروگراموں اور لاجسٹک سپلائی چین میں تکنیکی اور ڈیجیٹل بہتری کی وجہ سے ہندوستان کا ایل پی آئی (Logistics Performance Index) میں مقام بڑھا ہے۔ لیکن ابھی بھی ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے بہت کم ہے۔ مثال کے طور عالمی بینک کے مطابق ہندوستان 2018 میں LPI میں 3.18 نمبرات کے ساتھ 44 ویں نمبر پر ہے جبکہ جرمنی کا سب سے زیادہ اسکور 4.2 ہے۔ Logistics Performance Index عالمی بینک کی جانب سے شائع ہوتا ہے جو چھ اہم جہتوں پر مشتمل ہے۔ کسٹم، بنیادی ڈھانچہ، ترسیل کے بندوبست میں آسانی، لاجسٹک خدمات کا معیار، ٹریکنگ اور ٹریسنگ، اور بروقت۔ حالیہ عالمی بینک کی رپورٹ کے مطابق لاجسٹکس پرفارمنس انڈیکس میں ہندوستان کا رینک 22 ہے۔

3.4.3 فرسودہ مشنیری اور تکنیک (Outdated Machinery and Techniques)

بہت سے ہندوستانی صنعتکار خاص طور پر چھوٹے پیمانے کی صنعت اب بھی قدیم آلات اور عمل پر انحصار کر رہی ہیں۔ جدید تکنیک جیسے کہ انڈسٹری 4.0 تکنیک جیسے آٹومیشن، روبوٹکس، اور کلاؤڈ کمپیوٹنگ کو نہ اپنانے کی وجہ سے چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کی پیداواری صلاحیت میں کمی کے ساتھ ساتھ معیار کے مسائل اور ترقی کی صلاحیت محدود ہو جاتی ہے۔

1. محدود تحقیق اور ترقی (Limited Research & Development)

ہندوستان میں صنعتکاری کے سب سے اہم مسائل میں سے ایک تحقیق اور ترقی میں سرمایہ کاری کی کمی ہے۔ ٹیکنالوجی اور تحقیق و ترقی (Research & Development) میں ناکافی سرمایہ کاری پیداواری نمو میں ایک اہم رکاوٹ ہے۔ نیتی آیوگ کی مطابق چین کے 2.68 فی صد کے مقابلے ہندوستان R&D میں اپنی GDP کا 0.7 فیصد سے بھی کم سرمایہ کاری کرتا ہے۔ اس کے علاوہ تکنیکی جدید کاری میں سرمایہ کاری کم ہے۔ یہ کم سرمایہ کاری خاص طور پر پیداواری صلاحیت اور عالمی مسابقت کو بڑھانے کے لیے مشینری کی اصلاح میں رکاوٹ ہے۔

1960 کی دہائی کے وسط سے 1991 کے درمیان اختیار کی گئی درآمدی متبادل (Import Substitution) صنعتی پالیسیوں کے نتیجے میں، بھاری مشینری اور اثاثہ جات سرمایہ کے لیے درآمدات پر ہندوستان کا مجموعی انحصار کم رہا۔ تاہم صنعتی لائسنسنگ اور اعلیٰ محصولات اور درآمدات پر مقداری پابندیاں مجازی اجارہ داریوں کی تخلیق کا باعث بنی جس کے نتیجے میں ہندوستانی صارفین کے لیے زیادہ قیمتیں، ناقص معیار اور محدود قسموں نے جنم لیا۔ جدت پر کم توجہ دینے کی وجہ سے صنعتوں کا انحصار پرانی تکینک پر رہا جس کی وجہ سے صنعتوں کی بین الاقوامی مسابقت پر منفی اثر پڑا۔ کمزور مسابقت کی وجہ سے بہت سی ہندوستانی کمپنیاں 1991 کے بعد غیر ملکی مسابقت کے سامنے کاروبار میں قائم نہیں رہ سکیں۔ ان میں سے بہت سی کمپنیوں نے اپنی ٹیکنالوجی کو جدید ترین بنانے کے لیے ملٹی نیشنل انٹرپرائزز (MNEs) کے ساتھ مشترکہ اقدام کیے اور چند کو بیرون ممالک کمپنیوں نے مکمل طور پر خرید لیا۔

1996 میں چین اور ہندوستان R&D پر جی ڈی پی کا 0.6 فیصد خرچ کرتے تھے۔ 2020 تک، ہندوستان کا تناسب اسی سطح کے آس پاس منڈلا رہا ہے۔ جبکہ چین جی ڈی پی کا 2.24 فیصد خرچ کر رہا ہے۔ R&D سرمایہ کاری کی کمی کی وجہ سے ہندوستان کی صنعتی قابلیت کم ہے

۔مثال کے طور پر فوربس اور ریڈی (2023) کہتے ہیں کہ پندرہ سال پہلے ہندوستان کی دواسازی (Pharmaceutical) کی صنعت جدت میں چین سے بہت آگے تھی۔ آج یہ 10 سال پیچھے ہے۔

2. غیر ملکی ٹیکنالوجی پر انحصار (Dependence on Foreign Technology)

ایک تحقیق کے مطابق 2010 کی دہائی میں معاشی سست روی کا ایک اہم عنصر قبل از وقت غیر صنعتی کاری اور اہم صنعتی شعبوں جیسے الیکٹرانکس ہارڈویئر، روایتی سرمایہ اور درمیانی اشیا کے لیے چین پر بڑھتا ہوا انحصار ہے۔ یہاں تک کہ ہندوستانی مالیاتی تکنیک کا انحصار چین پر ہے۔2016 میں بڑی قیمتوں کی کرنسی کے اِسقاط زر (Demonetization) کے بعد ڈیجیٹل انڈیا کی مہم اور ڈیجیٹل ادائیگی (Digital Payment) کا فروغ سستی الیکٹرانک ہارڈویئر اور چینی ڈیجیٹل ادائیگی کے نظام پر منحصر ہے۔

3.4.4 غیر ہنر مند افرادی قوت (Unskilled Workforce)

ہنر مند مزدوروں کی کمی ہندوستانی صنعتی شعبے کے لیے ایک اور اہم مسئلہ ہے۔ اگرچہ ہندوستان میں ایک وسیع افرادی قوت ہے، لیکن اکثریت جدید مینوفیکچرنگ کے عمل کے لیے درکار جدید مہارتوں سے محروم ہے۔ چونکہ صنعتیں تیزی سے آٹومیشن اور ڈیجیٹل تکنیک کو اپنا رہی ہیں، روبوٹکس، ڈیٹا اینالیٹکس (Data Analytics) اور مشین لرننگ (Machine Learning) جیسے شعبوں میں انتہائی ہنر مند کارکنوں کی ضرورت بڑھ رہی ہے۔ یہ مہارت کی کمی صنعت 4.0 تکنیک کو مکمل استعمال کرنے کی صلاحیت میں رکاوٹ ہے اور اس کی ترقی کی صلاحیت کو محدود کرتی ہے۔ ہندوستان میں STEM گریجویٹس کی کافی تعداد ہے، لیکن ابھرتی ہوئی تکنیک میں قیادت کرنے کے لیے اعلیٰ ہنر کی کمی ہے۔ ناسکوم (Nasscom) کی 2022 کی رپورٹ 'Reskill and Upskill Now: The Mantra of Future-fitting the Technology Workforce'، کے مطابق ہندوستان کی 50 فی صد افرادی قوت تقریباً 150 ملین افراد کو Reskilling یا Upskilling کی ضرورت ہو گی۔

3.4.5 سخت ماحولیاتی ضوابط (Strict Environmental Regulation)

پائیداری اور ماحولیاتی تحفظ پر بڑھتا ہوا زور ہندوستانی صنعتی شعبے کے لیے چیلنجز اور مواقع دونوں پیش کر رہا ہے۔ صنعتوں پر صاف ستھرے اور پائیدار طریقوں کو اپنانے کے لیے دباؤ بڑھ رہا ہے۔ اگرچہ بہت ساری صنعتیں اب بھی سبز تکنیک کو اپنانے کے اعلیٰ اخراجات سے دوچار ہیں ماحولیاتی تعمیل کی ضرورت بہت سی کمپنیوں کو اپنے کاموں پر دوبارہ غور کرنے پر مجبور کر رہی ہے۔ اس کی وجہ سے خاص طور پر مینوفیکچرنگ اور تعمیرات جیسی صنعتوں کے لیے پیداواری لاگت میں اضافہ ہوا ہے۔ تاہم ان نئے ضوابط کو اپنانے میں ناکامی ساکھ کو نقصان، جرمانے، یا یہاں تک کہ بند ہونے کا باعث بن سکتی ہے جس سے صنعتوں کے لیے منافع اور پائیداری کے درمیان صحیح توازن تلاش کرنا ضروری ہو گا۔

3.4.6 مقدمات اور قانونی رکاوٹیں (Litigations and Legal Barriers)

قانونی مقدمات کا سب سے بڑا بوجھ انفراسٹرکچر سیکٹر برداشت کر رہا ہے۔ لین دین کے دوسرے مراحل بھی اس بوجھ سے مستثنیٰ

نہیں ہیں۔ مختلف اقسام کے 45 ملین سے زیادہ مقدمات زیر التوا ہونے کے ساتھ یہ تاخیر کاروباری لین دین کو روکتی ہے۔ جس سے تجارت اور تجارت کے نظام پر اثر پڑتا ہے۔ قانونی مقدمات سے پاک کاروباری ماحول جدت، ترقی اور پیداوار کی راہ ہموار کرتا ہے جو ملک کی ترقی کے لیے اہم ہے۔

عالمی بینک کی کاروبار کرنے میں آسانی (Ease of Doing Business) کی 2020 رپورٹ کے مطابق ہندوستان میں معاہدہ کے تنازعہ کو حل کرنے میں اوسطاً 1,445 دن لگتے ہیں، جس سے ہمارے ملک کو اس زمرے میں عالمی سطح پر سب سے نچلی سطح والے ممالک میں شامل کیا جاتا ہے۔ یہ نااہلی براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی کرتی ہے اور صنعتی ترقی کو روکتی ہے۔ خاص طور پر ان شعبوں میں جن کے لیے پہلے سے بڑے سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے۔ طویل قانونی لڑائیاں سرمایہ کاری پر منافع کو کم کرتی ہیں اور غیر یقینی صورتحال کو بڑھاتی ہیں۔ جس سے ممکنہ سرمایہ کار کہیں اور مواقع تلاش کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ستمبر 2024 تک 12,000 سے زیادہ دیوالیہ پن کے مقدمات نیشنل کمپنی لاٹریبونلز (NCLTs) کے سامنے زیر التوا تھے۔ چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری ادارے (SMEs) جن کا گنجائش منافع کم ہوتا ہے ان کو بھی ان ناکاریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور طویل قانونی چارہ جوئی کے ناقابل برداشت اخراجات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ہندوستان میں حکومت سے متعلق تنازعات میں کل زیر التوا مقدمات میں سے تقریباً 50 فی صد ہیں۔ جن میں زمین کے حصول اور ٹیکس کے مقدمات بھی شامل ہیں۔ یہ حل نہ ہونے والے تنازعات اربوں روپے سے منسلک ہیں جو دوسری صورت میں ترقیاتی سرگرمیوں کے لیے مختص کیے جاسکتے ہیں۔ مزید قانونی لڑائیوں کی وجہ سے تاخیر کا شکار ہونے والے بنیادی ڈھانچے کے منصوبے براہ راست سرکاری خزانے پر اثر انداز ہوتے ہیں، معاشی ترقی کو کم کرتے ہیں اور شہریوں کو ضروری خدمات سے محروم کرتے ہیں۔

3.4.7 درآمدات اور عالمگیریت سے مسابقت (Competition from Imports and Globalizations)

ہندوستانی صنعتیں چین اور دیگر ممالک سے سستی درآمدات کے مقابلہ سے دوچار ہیں۔ ہندوستان کی قبل از وقت غیر صنعت کاری نے اسے درآمدات پر منحصر معیشت بنا دیا ہے، کیونکہ گھریلو پیداوار اور صلاحیتیں صرف میں اضافے کی نسبت کم ہو گئی ہیں۔ ناگاراج، آر (2025) کی تحقیق کے مطابق 06-2005 اور 22-2021 کے درمیان چین سے ہندوستان کی برائے نام ڈالر کی درآمدات میں سات گنا اضافہ ہوا جبکہ اس کی برآمدات میں صرف دوگنا اضافہ ہوا۔ چین کے ساتھ تجارتی خسارہ 2018 میں 63.3 بلین امریکی ڈالر سے بڑھ کر 2024 میں 85.1 بلین ڈالر ہو گیا۔ چین کے تجارتی اعداد و شمار زیادہ خسارے کو ظاہر کرتے ہیں۔ اگر ہانگ کانگ کے راستے درآمدات کو بھی شامل کیا جائے تو یہ خسارہ اس سے بھی زیادہ ہو گا۔ حالیہ شواہد بتاتے ہیں کہ کاغذ اور سٹیل کی صنعت سستی درآمد کی وجہ سے مشکلات کا شکار ہے۔

مسلسل خسارے کی وجہ سے گھریلو مینوفیکچرنگ اور صنعتی شعبے میں کمی ہوتی ہے کیونکہ گھریلو صنعتیں سستی یا اعلیٰ معیار کی درآمدات کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ تجارتی خسارہ غیر ملکی کرنسی کی مانگ میں اضافے کا باعث بنتا ہے، جس سے ہندوستانی روپیہ کمزور ہوتا ہے۔ روپیہ کی قدر تخفیف (Depreciation) درآمدات کو مہنگی بناتی ہے جس سے غیر ملکی آدانوں پر منحصر صنعتوں کی پیداواری لاگت

میں اضافہ ہوتا ہے۔ درآمدی مشینری، خام مال اور تکنیک پر زیادہ انحصار گھریلو صنعتوں کو کمزور کرتا ہے۔ ہندوستانی صنعت کار سستی اور اعلیٰ معیار کی غیر ملکی مصنوعات کا مقابلہ کرنے میں ناکام نظر آتے ہیں۔

3.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی میں صنعتوں کو درپیش مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔

- جیسے کہ سرمایہ اور فرمایہ کاری کا فقدان، بنیادی ڈھانچہ بشمول لاجسٹک کی لاگت، عالمگیریت و درآمدات کا اثر، ماحولیاتی و سماجی رکاوٹ، صنعتوں کو درپیش مقدمات اور قانونی رکاوٹیں کو تازہ اعداد و شمار کے ساتھ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔
- اس کے علاوہ صنعت 4.0 اور عالمی مقابلہ کو بھی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

3.6 فرہنگ (Glossary)

اِسقاط زر :Demonetization- حکومت کی جانب سے کسی کرنسی کے موجودہ نوٹوں کو قانونی طور پر ناجائز قرار دے دینا ہے، جس کے بعد وہ نوٹ عام لین دین کے لیے استعمال نہیں ہو سکتے۔

ترجیحی شعبے :Priority Sectors-معاشی شعبے جنہیں حکومت اور مرکزی بینک (RBI) قومی ترقی کے لیے اہم سمجھتے ہیں اور انہیں قرضوں، سبسڈیز اور دیگر مالی مراعات دی جاتی ہیں۔ ان شعبوں کو ترجیح دینے کا مقصد معاشی توازن، روزگار میں اضافہ اور سماجی ترقی کو یقینی بنانا ہے۔

قدر تخفیف :Depreciation-روپے یا کسی کرنسی کی قدر میں۔ اس کا مطلب ہے کہ اب ایک ڈالر خریدنے کے لیے آپ کو پہلے سے زیادہ روپے خرچ کرنے پڑیں گے۔

نفع صارف :Producer Surplus-وہ اضافی منافع جو پیداوار (Producers) کو اس وقت ملتا ہے جب وہ اپنی مصنوعات کو مارکیٹ قیمت پر فروخت کرتے ہیں، جو ان کی کم سے کم قبولیت کی قیمت سے زیادہ ہوتی ہے۔

3.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

3.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. ہندوستان میں Demonetization کب ہوئی۔

(a) 2016 (b) 2017
(c) 2018 (d) 2019

2. کرنسی کا Depreciation اس کا نتیجہ ہوتا ہے۔

(a) سرکار کی پالیسیوں کا (b) بازار قوتوں کا

(c) عالمی بینک کی پالیسیوں کا (d) آئی ایم ایف کی پالیسیوں کا

3. کاروبار کرنے میں آسانی (Ease of Doing Business) کی رپورٹ کون شائع کرتا ہے؟

(a) عالمی بینک (b) ریزرو بینک آف انڈیا

(c) آئی ایم ایف (d) ان میں سے کوئی نہیں

4. Logistics Performance Index ---------- سے شائع ہوتا ہے۔

(a) عالمی بینک (b) ریزرو بینک آف انڈیا

(c) آئی ایم ایف (d) ان میں سے کوئی نہیں

5. آئی پی او کا فل فارم ---ہے۔

(a) Initial Public Offering (b) Initial Public Officer

(c) Indian Problem Offering (d) ان میں سے کوئی نہیں

6. ہندوستان کی GDP میں سب سے زیادہ حصہ داری ---- کی ہے۔

(a) سروس (b) صنعت

(c) زراعت (d) ان میں سے کوئی نہیں

7. FDI کا مطلب ہے:

(a) Foreign Direct Investment (b) Foreign District Investment

(c) Foreign Direct Investigation (d) ان میں سے کوئی نہیں

8. Current Account Deficit سے کیا مراد ہے؟

(a) جب کسی ملک کی درآمدات، بیرونِ ملک ادائیگیاں اور اخراجات اس کی برآمدات اور بیرونی آمدنی سے کم ہو جائیں

(b) جب کسی ملک کی درآمدات، بیرونِ ملک ادائیگیاں اور اخراجات اس کی برآمدات اور بیرونی آمدنی سے زیادہ ہو جائیں

(c) (a) اور (b)

(d) ان میں سے کوئی نہیں

9. ترجیحی شعبہ جاتی قرض (Priority Sector Lending) اسکیم کب متعارف کروائی گئی؟

(a) 1978 (b) 1972

(c) 1980 (d) 2020

10. جب مارکیٹ کی طلب اور رسد کی وجہ سے کرنسی کی قدر خود بخود کم ہو جائے اسے -------- کہتے ہیں۔

(a) Devaluation (b) Depreciation

(c) Demonetization (d) ان میں سے کوئی نہیں

جوابات	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	8
	c	b	a	a	a	a	a	c	b	b	c

3.8 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

11. ہندوستان کی صنعتی پسماندگی میں عالمگیریت اور درآمدات کے کردار کو بیان کریں۔
12. ہندوستان کی صنعتی پسماندگی میں تکنیکی پسماندگی کے کردار کو بیان کریں۔
13. ہندوستان کے صنعتی مسائل کو بیان کریں۔
14. مالیات کی کمی صنعتی ترقی میں رکاوٹ ہے، بیان کریں۔
15. لاجسٹک لاگت کا صنعتی پسماندگی میں کردار بیان کریں۔

3.9 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. ہندوستان کے صنعتی مسائل کو تفصیل سے بیان کریں
2. 1991 کی پالیسیوں کا صنعتی ترقی پر اثرات بیان کریں۔
3. قبل از وقت ڈی انڈسٹریلائزیشن کی خصوصیات بیان کریں اور اس کے ہندوستانی معیشت پر اثرات قلم بند کریں۔

3.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Malik, S. K. (2020). *Foreign direct investment and innovation activities in Indian manufacturing industries* (ISID Working Paper No. 224). Institute for Studies in Industrial Development.
2. Nagaraj, R. (2025). India's premature deindustrialization and falling investment rate in the 2010s. *World Development, 191*, 106954. https://doi.org/10.1016/j.worlddev.2025.106954

اکائی 4: پلانٹ، فرم اور صنعت کے تصورات

(Concepts of Plants, Firm and Industry)

اکائی کے اجزا:

4.0 تمہید (Introduction)

4.1 مقاصد (Objectives)

4.2 پلانٹ، فرم اور انڈسٹری کی تعریف (Definitions of Plant, Firm and Industry)

4.3 صنعتی درجہ بندی (Industrial Classification)

4.3.1 قامت اور پیمانے کی بنیاد پر صنعتوں کی درجہ بندی
(Industrial Classification Based on Size and Scale)

4.3.2 خام مال کی بنیاد پر درجہ بندی
(Industrial Classification Based on Size and Scale)

4.3.3 ملکیت کی بنیاد پر صنعتی درجہ بندی
(Industrial Classification Based on Ownership)

4.4 قومی صنعتی درجہ بندی (National Industrial Classification)

4.5 ہندوستان میں روایتی اور جدید صنعتیں
(Traditional and Modern Industries in India)

4.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

4.7 فرہنگ (Glossary)

4.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

4.8.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

4.9 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

4.10 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

4.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

4.0 تمہید (Introduction)

کسی بھی ملک کی معیشت کئی شعبوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر، زرعی شعبہ یا بنیادی شعبہ (Primary Sector)، صنعتی شعبہ یا ثانوی شعبہ (Secondary Sector)، اور خدماتی شعبہ (Tertiary Sector)۔ اسی طرح کسی معیشت کی سرگرمیوں کو کئی طریقوں سے تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ معیشت کی اس تقسیم کے بے شمار فوائد ہیں۔ مثال کے طور پر شعبوں کی سطح پر مواد جمع کرنا اور پالیسی تشکیل دینا، سیکٹر کے متعلق قوانین وضوابط بنانا وغیرہ۔

اس تقسیم کو صنعتی درجہ بندی (Industrial Classification) کہا جاتا ہے۔ صنعتی درجہ بندی معاشی سرگرمیوں کو منظم طریقے سے ترتیب دینے کو کہتے ہیں۔ تاکہ تجزیہ پالیسی سازی، اور کاروباری فیصلہ سازی میں آسانی ہو۔ صنعتوں کو ان کے بنیادی افعال اور معاشی تعاون کی بنیاد پر گروہ بندی کر کے صنعتی درجہ بندی معیشت کی پیچیدگیوں کو سمجھنے اور ان کے انتظام کے لیے ایک معیاری طریقہ کار فراہم کرتی ہے۔ صنعتی درجہ بندی کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس کے ذریعے حکومتیں موثر معاشی پالیسیاں تیار کر سکیں۔ صنعتوں کو زمروں میں تقسیم کر کے پالیسی ساز معاشی نمو، روزگار، تجارت اور دیگر امور پر اثرات کا جائزہ لے سکتے ہیں، جس سے مخصوص مداخلتیں، وسائل کی تقسیم، اور معاشی ترقی کی حکمت عملیوں کو تشکیل دینے میں مدد ملتی ہے۔ یہ نظام ٹیکس، ریگولیٹری تعمیل، اور صنعت مخصوص پالیسیوں کے نفاذ میں بھی معاون ثابت ہوتا ہے۔ کاروبار اور سرمایہ کاروں کے لیے منڈی کے تجزیے اور اسٹریٹجک منصوبہ بندی کا ایک اہم آلہ ہے۔ یہ انہیں صنعت کے رجحانات کو سمجھنے کے ساتھ مسابقت کا جائزہ لینے اور منافع بخش مواقع کی نشاندہی کرنے میں مدد دیتی ہے۔ صنعتوں کو ان کی پیداواری عمل یا خدمات کی بنیاد پر درجہ بندی کر کے کاروباری ادارے اپنی کارکردگی کا موازنہ کر سکتے ہیں اور باخبر سرمایہ کاری کے فیصلے کر سکتے ہیں۔ تحقیق اور شماریاتی نقطہ نظر سے، صنعتی درجہ بندی معاشی ڈیٹا کے درست جمع کرنے اور موازنے کو یقینی بناتی ہے۔ یہ معاشی پیش گوئی، محنت بازار کے تجزیے اور تجارتی جائزوں میں مدد دیتی ہے، جس سے محققین اور تجزیہ کاروں کو صنعت کی کارکردگی اور مختلف علاقوں صنعتوں کا نفوذ کے مطالعہ کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

عالمی سطح پر، معیاری صنعتی درجہ بندی (Standardized Industrial Classification) بین الاقوامی تجارت اور معاشی موازنے کو آسان بناتے ہیں۔ ممالک ان درجہ بندیوں کا استعمال اپنے معاشی ڈیٹا کو عالمی معیارات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں جس سے شفافیت بہتر ہوتی ہے اور موثر تجارتی مذاکرات ممکن ہوتے ہیں۔

4.1 مقاصد (Objectives)

- پلانٹ، فرم اور انڈسٹری کے درمیان فرق جاننا۔
- صنعتوں کی مختلف درجہ بندی کو جاننا۔

4.2 پلانٹ، فرم اور انڈسٹری کی تعریف (Definitions of Plant, Firm and Industry)

پلانٹ، فرم اور صنعت (Industry) باہم مربوط تصورات ہیں جو معاشی تنظیم کے مختلف درجات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ معاشی اور کاروباری نظام کو سمجھنے کے لیے پلانٹ، فرم اور صنعت میں فرق کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ یہ تفریق معاشی تجزیے، پالیسی سازی، کاروباری انتظام اور حکومتی رپورٹوں کے تمام پہلوؤں کو منظم انداز میں سمجھنے میں مدد فراہم کرتی ہے۔ اس تفریق کو سمجھنا مارکیٹ ڈھانچے، مسابقت اور معاشی پالیسیوں کے تجزیے کے لیے نہایت اہم ہے۔ کسی صنعت میں فرموں کی تعداد قیمتوں، مارکیٹ رویے اور مسابقت کے درجے کو متاثر کرتی ہے۔ جبکہ متعدد پلانٹوں والی فرم پیمانے کی کفایت (Economies of Scale)، لاگت میں کمی اور مارکیٹ رسائی کے فوائد حاصل کر سکتی ہیں۔ حکومتیں صنعتوں اور انفرادی فرموں کو مختلف طریقے سے باضابطہ کرتی ہیں۔ کاروباری نقطہ نظر سے فرم حکمت عملی سے متعلق فیصلے کرتی ہیں مزید پلانٹوں کو شامل و دیگر فرموں کو حاصل کر کے یا نئی منڈی میں داخل ہو کر اپنا دائرہ کار بڑھاتی ہے۔ صنعت گیر رجحانات جیسے کہ تکنیکی پیش رفت یا صارفین کی طلب میں تبدیلی ان فیصلوں کو فرم کے ڈھانچے اور صلاحیت کے مطابق مختلف طریقے سے متاثر کرتے ہیں۔ اس تفریق کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب کسی ایک پلانٹ میں مسئلہ ہوتا ہے تو اس کا اثر محدود ہوتا ہے۔ لیکن اگر فرم کو نقصان پہنچے تو تمام پلانٹ متاثر ہو سکتے ہیں۔ اور جب پوری صنعت کسی بحران کا شکار ہو تو ملک کی معیشت پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ درج ذیل نکات میں پلانٹ، فرم اور صنعت کے معنی اور فرق کو واضح کیا گیا ہے۔

1. پلانٹ (Plant)

پلانٹ واحد مقام (Single Physical Location) پر واقع ہوتا ہے جہاں مال یا خدمات پیدا کی جاتی ہیں۔ یہ کسی فیکٹری (Factory)، کارخانہ (Mill)، مینوفیکچرنگ یونٹ (Manufacturing Unit) یا کسی اور جگہ کو کہا جا سکتا ہے جہاں پیداوار ہوتی ہو۔ سادہ لفظوں میں پلانٹ ایک مخصوص مقام یا سہولت ہے جہاں پیداوار یا مینوفیکچرنگ ہوتی ہے۔ یہ عام طور پر ایک فیکٹری یا پیداواری یونٹ ہوتا ہے جہاں مال یا خدمات تیار کی جاتی ہیں جو اکثر مکمل اشیا کا ایک حصہ بناتے ہیں۔ عام طور پر انہیں فیکٹری، مل یا اسٹیبلشمنٹ کہا جاتا ہے۔ ایک فرم مختلف مقامات پر متعدد پلانٹ کی مالک ہو سکتی ہے جو ایک مخصوص پیداواری عمل میں مہارت رکھتا ہو۔ پلانٹ کو درجہ بندی کرنے کا مقصد مقامی سطح پر پیداواری صلاحیت، آپریشنل کارکردگی اور وسائل کے استعمال کا جائزہ لینا ہے۔ حکومتیں اور انضباطی ادارے پلانٹ کی درجہ بندی کو ماحولیاتی قوانین، حفاظتی ضوابط اور لیبر قوانین نافذ کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ یہ علاقائی معاشی منصوبہ بندی میں بھی مدد کرتا ہے جیسے کہ صنعتی خوشہ بندی (Industrial Clusters)، انفراسٹرکچر کی ضروریات وغیرہ۔

2. فرم (Firm)

فرم ایک معاشی یونٹ ہے جو مال یا خدمات پیدا کرتا ہے۔ یہ ایک یا زیادہ پلانٹ یا سہولیات پر مشتمل ہو سکتا ہے اور عام طور پر ایک ہی ادارے کی ملکیت اور انتظام میں ہوتا ہے۔ فرم سے مراد کاروباری یونٹ یا ادارہ ہے جو پلانٹ کا انتظام کرتا ہے۔ یہ پلانٹوں کی مالک ہوتی ہے اور ان کی پیداوار اور فروخت کو منظم کرتی ہے۔ ایک فرم کے پاس ایک پلانٹ یا ایک سے زیادہ پلانٹ ہو سکتے ہیں جو ایک ہی شعبہ

پیداوار یا مختلف شعبوں سے تعلق رکھتے ہوں اور مختلف مقامات پر واقع ہوں۔ فرم کو درجہ بندی کرنے کا مقصد کاروباری کارکردگی، مالی استحکام و مسابقت اور کا تجزیہ کرنا ہے۔ اس سے یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ فرم وسائل کو کیسے مختص کرتی ہیں، خطرات سے بچاؤ کا انتظام کرتیں ہیں اور مختلف بازاروں میں مقابلہ کرتیں ہیں۔ انضباطی (Regulatory) نقطہ نظر سے فرم کو محصول کاری، قانونی ذمہ داریوں اور معاشی شراکت کا تعین کرنے کے لیے درجہ بند کیا جاتا ہے۔ یہ سرمایہ کاروں اور پالیسی سازوں کو بازاری ڈھانچے جیسے کہ اجارہ داری (Monopoly)، چند اجارہ داری (Oligopoly) اور مسابقتی بازار کا جائزہ لینے میں بھی مدد کرتا ہے۔

3. صنعت (Industry)

صنعت (Industry) ایک گروپ ہے جس میں وہ فرم شامل ہوتی ہیں جو ایک جیسی مصنوعات یا ایک جیسی خدمات انجام دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر، موٹر گاڑی صنعت میں متعدد فرمیں شامل ہیں جو گاڑیاں، ٹرک اور دیگر گاڑیاں بناتی ہیں۔ مماثل کاروباروں کو صنعتوں میں ان کی بنیادی کاروباری سرگرمیوں یا بنیادی مصنوعات کی بنیاد پر گروپ کیا جاتا ہے۔ یہ وسیع تر بازاری ڈھانچہ ظاہر کرتی ہے جس میں مختلف فرموں کے درمیان مقابلہ آور (Competitive) اور تعاون (Cooperative) پر مبنی تعلقات ہوتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں صنعت ایک گروپ ہے جس میں متعدد فرم شامل ہوتی ہیں جو ایک جیسی مصنوعات یا خدمات پیدا کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر آٹو موبائل صنعت میں ٹویوٹا، فورڈ اور BMW جیسی فرم شامل ہیں جو گاڑیاں بناتی ہیں۔ صنعت کو درجہ بندی کرنے کا مقصد معاشی رجحانات، محنت بازار (Labour Market) کی حرکیات اور صنعت سے مخصوص پالیسیوں کا مطالعہ کرنا ہے۔ صنعتوں کی درجہ بندی حکومتوں کو شعبہ جاتی ضوابط، تجارتی پالیسیاں اور معاشی ترقی کے لیے حکمت عملیاں بنانے میں مدد کرتی ہے۔ یہ کاروباروں کو صنعتوں کے معیار کے مطابق اپنی کارکردگی کا موازنہ کرنے اور سرمایہ کو صنعت کی ترقی و مسابقت اور منافع کا تجزیہ کرکے باخبر فیصلے کرنے میں بھی مدد کرتی ہے۔ درج ذیل جدول میں پلانٹ، فرم اور صنعتوں کے درمیان فرق واضح کیا گیا ہے۔

4. پلانٹ، فرم اور صنعتوں کے درمیان فرق (Difference between Plant, Firm and Industry)

جدول 4.1: پلانٹ، فرم اور صنعتوں کے درمیان فرق

فرق کا پہلو	پلانٹ (Plant)	فرم (Firm)	صنعت (Industry)
تعریف	پیداوار کی جگہ (فیکٹری، کارخانہ یا صنعتی یونٹ)	کاروباری ادارہ جو پیداوار یا خدمات فراہم کرتا ہے	ایک ہی قسم کی مصنوعات یا خدمات پیدا کرنے والے تمام کاروباری اداروں کا مجموعہ
قسم	مادی ڈھانچہ	تنظیمی ڈھانچہ	معاشی شعبہ
حجم	چھوٹا (ایک جگہ تک محدود)	درمیانہ (ایک یا زیادہ پلانٹ)	بڑا (کئی فرموں پر مشتمل)
ملکیت	کسی فرم کے زیر ملکیت	افراد، شراکت داروں یا شیئر ہولڈرز کی ملکیت	کسی ایک کی ملکیت نہیں / اجتماعی ملکیت / اینٹیٹی
تعداد	ایک فرم کے کئی پلانٹس ہو سکتے ہیں	ایک انڈسٹری میں کئی فرم ہو سکتی ہیں	ایک معیشت میں کئی صنعتیں ہوتی ہیں

مثال	ماروتی سوزوکی کا مانیسر پلانٹ (ہریانہ) ماروتی سوزوکی انڈیا کی ملکیت	ماروتی سوزوکی انڈیا لمیٹڈ سوزوکی موٹر کارپوریشن کی ذیلی کمپنی	ہندوستانی آٹو موبائل انڈسٹری
کردار	سوئفٹ، بیلینو وغیرہ تیار کرتا ہے	پیداوار، فروخت اور تحقیق کو کنٹرول کرتا ہے	ملک کی تمام گاڑی بنانے والی کمپنیاں
دائرہ کار	ایک پیداواری یونٹ	3 پلانٹس (گڑگاؤں، مانیسر، گجرات)	+100 کمپنیاں بشمول ٹاٹا موٹرس، مہیندرا
ریگولیشن	فیکٹریز ایکٹ کے تحت	کمپنیز ایکٹ کے تحت	SIAM (انڈسٹری ایسوسی ایشن) کے اصول
مقابلہ	ماروتی کے دوسرے پلانٹس	ہنڈائی، ٹاٹا موٹرس، کیا	عالمی آٹو موبائل انڈسٹری

یہ جدول ان تین اہم معاشی اکائیوں کے درمیان بنیادی فرق کو واضح طور پر پیش کرتا ہے۔

4.3 صنعتی درجہ بندی (Industrial Classification)

کسی بھی ملک کی معاشی سرگرمیاں بنیادی طور پر پیداوار، مینوفیکچرنگ اور خدمات فراہم کرنے پر مبنی ہوتی ہیں۔ معاشی سرگرمی کی بنیاد پر صنعتوں کو چار بڑے سیکٹر میں تقسیم میں کیا جاتا ہے، بنیادی، ثانوی، خدماتی اور چوتھا شعبہ (Quaternary)۔ یاد رہے کہ روایتی طور پر تین ہی سیکٹر پائے جاتے ہیں۔ تاہم وقت گذرنے کے ساتھ نئی صنعتوں کی اہمیت بڑی ہے جن میں تحقیق، ترقی، معلوماتی ٹیکنالوجی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اس لیے اس اکائی میں معاشی سرگرمی کی بنیاد پر صنعتوں کو چار بڑے حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ جدول 4.2 میں معاشی سرگرمی کی بنیاد پر صنعتوں کی درجہ بندی کا خلاصہ مثالوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

جدول 4.2: صنعتی درجہ بندی (Industrial Classification)

صنعتی زمرہ بندی	مثالیں ہندوستان کے حوالے سے
بنیادی سیکٹر (Primary Sector)	زراعت (گندم، دھان، کپاس کی کاشت)، ماہی گیری (مچھلی نکالنا اور اس سے جڑے کام)، جنگلات، شکار، کان کنی (کوئلہ، لوہا، تیل، سونا نکالنا)
ثانوی سیکٹر (Secondary sector)	خوراکی مصنوعات، مشروبات اور تمباکو، لبوسات، ملبوساتی مصنوعات، چمڑا اور جوتے لکڑی اور لکڑی سے بنی مصنوعات، گودا، کاغذ، کاغذی مصنوعات، طباعت اور اشاعت، کوک، ریفائنڈ پیٹرولیم مصنوعات اور نیوکلیئر فیول، کیمیاوی اور کیمیاوی مصنوعات، ربڑ اور پلاسٹک مصنوعات، دیگر غیر دھاتی معدنی مصنوعات۔ بنیادی، دھاتیں اور دھات سے بنی تیار مصنوعات، مشینری (دیگر جن کی علیحدہ درجہ بندی نہیں)۔ برقی اور بصری آلات، ٹرانسپورٹ آلات / ساز و سامان، تعمیراتی صنعتیں (Construction Industries)) (پل، سڑکیں، مکانات، ڈیم وغیرہ کی تعمیر)
خدماتی سیکٹر **(Tertiary Sector)**	تجارت، ہوٹل اور ریستوران، ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ کاری۔ ڈاک اور مواصلات۔ مالیاتی خدمات اور قرضہ فراہمی، کاروباری خدمات، سرکاری انتظامیہ اور دفاع؛ لازمی سماجی تحفظ، تعلیم، صحت اور سماجی بہبود، دیگر خدمات
چوتھری سیکٹر (Quaternary Sector)	آئی ٹی انڈسٹری، ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ (R&D)، ڈیٹا اینالسس، کنسلٹنسی خدمات، اور تحقیقاتی ادارے

1. بنیادی سیکٹر (Primary sector)

بنیادی صنعتیں قدرتی وسائل سے براہِ راست پیداوار حاصل کرتی ہیں۔ ان کا تعلق زمین، پانی، جنگلات اور معدنیات جیسے قدرتی عناصر سے ہوتا ہے۔ یہ صنعتیں باقی تمام صنعتوں کی بنیاد سمجھی جاتی ہیں کیونکہ یہ ثانوی صنعتوں کو خام مال فراہم کرتی ہیں۔ بنیادی سیکٹر کا مرکز

دیہی علاقوں ہوتے ہیں۔

2. ثانوی سیکٹر (Secondary Industries)

ثانوی سیکٹر خام مال کو استعمال کر کے مصنوعات تیار کرتی ہیں۔ بنیادی سیکٹر ثانوی سیکٹر کو خام مال مہیا کراتے ہیں۔ یعنی کچے مال کو قیمتی بنا کر فروخت کے قابل بناتی ہیں۔ اس سیکٹر کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

- ٹیکنالوجی اور مشینوں کا زیادہ استعمال۔
- شہری اور صنعتی علاقوں میں زیادہ ہوتی ہیں۔
- روزگار کے بڑے مواقع فراہم کرتی ہیں۔
- قومی آمدنی اور برآمدات میں اہم کردار ادا کرتیں ہیں۔

3. ثالثی یا خدماتی صنعتیں (Tertiary or Service Industries)

یہ صنعتیں اشیا تیار نہیں کرتیں بلکہ خدمات فراہم کرتی ہیں جو دوسری دونوں صنعتوں کی مدد کرتی ہیں اور معاشی سرگرمی کو چلائے رکھتی ہیں۔ اسے جدید معیشت کی ریڑھ کی ہڈی سمجھا جاتا ہے۔ اس سیکٹر کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

- خدمات پر مبنی سرگرمیاں
- شہری اور جدید علاقوں میں مرکوز
- علم و مہارت (Skills) کی ضرورت
- تیز رفتار ترقی رکھنے والا شعبہ

4. چوتھا سیکٹر (Quaternary Sector)

(Quaternary Sector) خدماتی شعبے کا ہی ایک اعلیٰ اور جدید حصہ ہے جو علم، تحقیق، معلومات اور ٹیکنالوجی پر مبنی سرگرمیوں سے منسلک ہے۔ اس شعبے کا بنیادی مقصد جدت، نئی تکنیک کی تخلیق، ڈیٹا کا تجزیہ اور علمی ترقی کو فروغ دینا ہے۔ یہ شعبہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ماہر افرادی قوت پر انحصار کرتا ہے اور جدید ترین ٹیکنالوجی کا استعمال کرتا ہے۔

4.3.1 قامت اور پیمانے کی بنیاد پر صنعتوں کی درجہ بندی

(Industrial Classification Based on Size and Scale)

قامت اور پیمانے کی بنیاد پر صنعتی درجہ بندی ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتی ہے کہ کون سی صنعتیں چھوٹی سرمایہ کاری سے چلتی ہیں، کون سی درمیانی نوعیت کی ہیں اور کون سی صنعتیں بڑے پیمانے پر سرمایہ، مشینری اور افرادی قوت کا استعمال کرتی ہیں۔ اس درجہ بندی سے حکومت کو بھی پالیسی سازی میں آسانی ہوتی ہے اور سرمایہ کاروں کو بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ کس سطح پر، کتنی سرمایہ کاری اور کس ٹیکنالوجی کی ضرورت ہے۔ جدول 4.3 میں قامت اور پیمانے کی بنیاد پر صنعتی درجہ بندی کی اقسام مثالوں کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

جدول4.3:امت اور پیمانے کی بنیاد پر صنعتی درجہ بندی(Industrial Classification Based on Size and Scale)

صنعتی زمرہ بندی	مثالیں ہندوستان کے حوالے سے
بڑے پیمانے کی صنعت(Large-Scale Industry)	اسٹیل، آٹو موبائل، دواسازی
درمیانے پیمانے کی صنعت(Medium-Scale Industries)	ڈیری اور فوڈ پروسیسنگ
چھوٹے پیمانے کی صنعت(Small-Scale Industry)	دستکاری، گاؤں کی صنعتیں
انتہائی چھوٹی صنعتیں (Micro Enterprises)	

درج ذیل نکات میں قامت اور پیمانے کی بنیاد پر صنعتی درجہ بندی کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

1. چھوٹے پیمانے کی صنعتیں (Small-Scale Industries)

چھوٹی صنعتیں ملک کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ کم سرمایہ، محدود جگہ اور سادہ مشینری کے ساتھ قائم کی جاتی ہیں۔ ان صنعتوں میں عام طور پر مقامی افراد کام کرتے ہیں اور زیادہ تر پیداوار گھریلو یا مقامی مارکیٹ میں فروخت ہوتی ہے۔ چھوٹی صنعتیں وہ ہوتی ہیں جن میں سرمایہ کاری کم ہوتی ہے، مزدوروں کی تعداد محدود ہوتی ہے، اور پیداوار کا حجم بھی بہت بڑا نہیں ہوتا۔ ان صنعتوں کے قیام کے لیے بڑے پلاٹ یا بڑی فیکٹریوں کی ضرورت نہیں پڑتی۔

چھوٹی صنعتوں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ جلد قائم ہو جاتی ہیں، ان کا اخراجات کا بوجھ کم ہوتا ہے، اور کم ہنر رکھنے والے مزدور بھی یہاں روزگار پا سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ترقی پذیر ممالک میں چھوٹی صنعتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مثال کے طور پر: کپڑے کی سلائی، درزی کی دکانیں، لکڑی کا کام، فرنیچر بنانے والی ورکشاپس، ڈیری مصنوعات بنانے والی چھوٹی اکائیاں، دستکاری کی صنعت، قالین بافی، ہتھ کرگھا صنعت، پاپڑ، اچار، مٹھائی بنانے کے یونٹس وغیرہ۔

2. گھریلو صنعتیں (Cottage Industries / Cottage Scale Industries)

گھریلو صنعتیں بنیادی طور پر چھوٹی صنعتوں کی ہی ایک قسم ہیں لیکن یہ مزید محدود سطح پر گھر یا بہت چھوٹے یونٹ سے چلتی ہیں۔ ان صنعتوں کی خاص بات یہ ہے کہ یہ خاندان کے افراد کے ذریعے چلتی ہیں، مشینری کا استعمال بہت کم ہوتا ہے، اور پیداوار مکمل طور پر ہاتھ سے بنتی ہے۔ یہ صنعتیں دیہی علاقوں میں خاص طور پر زیادہ پائی جاتی ہیں اور روایتی ہنر کا اظہار کرتی ہیں۔

گھریلو صنعتیں زیادہ تر مقامی ثقافت اور روایات کو ظاہر کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر: ہاتھ سے بنی ٹوکریاں، مٹی کے برتن، ہاتھ کی بنی چادریں اور کپڑے، کشیدہ کاری، روایتی جھومر، پٹ سن کی مصنوعات، چمڑے کے ہاتھ سے بنے ہوئے سامان وغیرہ۔ ان صنعتوں کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ بہت کم سرمایہ سے شروع ہو جاتی ہیں، اور گھر بیٹھے روزگار کا ذریعہ بنتی ہیں۔ روایتی ہنر کو زندہ رکھنے میں گھریلو صنعتوں کا کردار بے حد اہم ہے۔ کئی ممالک میں گھریلو صنعتوں کو خاص اہمیت دی جاتی ہے تاکہ مقامی دستکاری کو عالمی سطح پر پہچان ملے اور دستکاروں کی آمدنی بڑھے۔ اس ضمن میں ہندوستان میں پردھان منتری وشوکرما اسکیم (PM Vishwakarma scheme) قابل ذکر ہے۔

3. درمیانے پیمانے کی صنعتیں (Medium Scale Industries)

درمیانے پیمانے کی صنعتیں چھوٹی اور بڑی صنعتوں کے درمیان ایک پل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان میں سرمایہ کاری نسبتاً زیادہ ہوتی ہے، مشینری کا استعمال بھی بڑھ جاتا ہے، اور مزدوروں کی تعداد بھی کافی ہوتی ہے۔ یہ صنعتیں ملک کی صنعتی ترقی کے لیے ضروری ہیں کیونکہ یہ نہ صرف بڑی صنعتوں کو خام مال فراہم کرتی ہیں بلکہ چھوٹی صنعتوں کے لیے بھی مارکیٹ تیار کرتی ہیں۔

درمیانے پیمانے کی صنعتوں کے لیے مخصوص جگہ، بہتر ٹیکنالوجی، تربیت یافتہ عملہ اور منظم پلاننگ کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر: پلاسٹک کے سامان کی فیکٹریاں، پیکجنگ یونٹس، فوڈ پروسیسنگ یونٹس، کیمیکل کی چھوٹی فیکٹریاں، اسٹیشنری یا اسٹیشنری بنانے والی فیکٹریاں، آٹو پارٹس بنانے والی یونٹس وغیرہ۔ درمیانے پیمانے کی صنعتیں چھوٹی صنعتوں کے مقابلے میں زیادہ مستحکم ہوتی ہیں اور مارکیٹ کے اتار چڑھاؤ کو بہتر سہ سکتی ہیں۔

4. بڑی صنعتیں (Large-Scale Industries)

بڑی صنعتیں وہ ہوتی ہیں جن میں سرمایہ کاری بہت زیادہ ہوتی ہے، جدید ترین مشینری کا استعمال کیا جاتا ہے، ہزاروں مزدور کام کرتے ہیں اور پیداوار کا حجم بہت بڑا ہوتا ہے۔ یہ صنعتیں عالمی مارکیٹ سے جڑی ہوتی ہیں اور ملک میں صنعتی ڈھانچے کو مضبوط کرتی ہیں۔ بڑے پیمانے کی صنعتیں اکثر حکومت کی نگرانی میں یا بڑے کارپوریشنز کے تحت چلتی ہیں۔

ان صنعتوں میں جدید ٹیکنالوجی، تحقیق و ترقی (R&D)، تربیت یافتہ عملہ اور مستحکم سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر: اسٹیل انڈسٹری، آٹو موبائل انڈسٹری، سیمینٹ انڈسٹری، پیٹرولیم ریفائنریز، ٹیکسٹائل کی بڑی فیکٹریاں، کیمیکل انڈسٹری، فارماسیوٹیکل انڈسٹری، ٹیلی کمیونیکیشن اور الیکٹرونکس بنانے والی بڑی کمپنیاں وغیرہ۔

5. انتہائی چھوٹی صنعتیں (Micro Enterprises)

یہ وہ صنعتیں ہوتی ہیں جن میں سرمایہ کاری نہایت کم ہوتی ہے اور صرف چند افراد مل کر کام چلاتے ہیں۔ ان میں اکثر کوئی بھی بھاری مشینری نہیں ہوتی، صرف سادہ آلات اور بنیادی ہنر استعمال ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر: چھوٹے درزی، نائی کی دکانیں، چھوٹی بیکریاں، لوہار کی دکانیں، پھولوں کی پیکنگ، گھر پر سلائی مشین سے کام کرنے والے یونٹ، چھوٹی فوڈ یونٹس وغیرہ۔ مائیکرو صنعتیں شہروں اور دیہات دونوں میں کافی رائج ہیں اور یہ بے روزگار افراد کو جلد روزگار فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

جدول 4.3 میں کی گئی درجہ بندی عمومی ہے۔ تاہم ہندوستانی سرکار کی جانب سے قامت اور پیمانے کی بنیاد پر کی جانے والی درجہ بندی کی چار اقسام ہیں۔ اس درجہ بندی کو معیشت کی ضرورتوں کے مطابق وقتاً فوقتاً تجدید کیا جاتا ہے اور اس کے لیے مخصوص وزارت بھی ہے جسکا نام وزارتِ ایم ایس ایم ای ہے۔

1. انتہائی چھوٹا کاروبار (Micro Enterprises): جہاں پلانٹ اور مشینری یا سامان میں سرمایہ کاری ایک کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو اور سالانہ کاروبار پانچ کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو۔

2. چھوٹا کاروبار (Small Enterprise): جہاں پلانٹ اور مشینری یا سامان میں سرمایہ کاری دس کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو اور سالانہ کاروبار پچاس کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو۔ اور

3. درمیانے درجے کا کاروبار (Medium Enterprise): جہاں پلانٹ اور مشینری یا سامان میں سرمایہ کاری پچاس کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو اور سالانہ کاروبار دو سو پچاس کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو۔

4.3.2 خام مال کی بنیاد پر درجہ بندی (Industrial Classification Based on Size and Scale)

خام مال کی بنیاد پر صنعتوں کو عام طور پر دو بڑی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ درجہ بندی نہ صرف صنعتی ڈھانچے کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے بلکہ صنعتی پالیسی، منصوبہ بندی اور وسائل کی تقسیم کے لیے بھی انتہائی اہم ہے۔ خام مال کی نوعیت، وزن اور استعمال کے مطابق صنعتوں کو بھاری صنعتیں اور ہلکی صنعتیں کہا جاتا ہے۔

جدول 4.4: خام مال کی بنیاد پر صنعتی درجہ بندی (Industrial Classification Based on Raw Material)

صنعتی زمرہ بندی	مثالیں ہندوستان کے حوالے سے
بھاری (Heavy)	لوہے / سٹیل کی صنعت
ہلکی (Light)	برقی پنکھا، کھلونے

1. بھاری صنعتیں

بھاری صنعتیں وہ صنعتیں ہوتی ہیں جن میں بھاری، موٹے اور بڑے حجم کے خام مال کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ان صنعتوں میں پیداوار کے عمل کے لیے بھاری مشینری، جدید ٹیکنالوجی، وسیع کارخانے، زیادہ سرمایہ اور بڑی مقدار میں توانائی درکار ہوتی ہے۔ بھاری صنعتوں کی مصنوعات عموماً وزنی ہوتی ہیں اور انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا مشکل اور مہنگا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ صنعتیں اکثر خام مال کے ذرائع یا توانائی کے مراکز کے قریب قائم کی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر فولاد اور سیمنٹ کی صنعتیں عموماً کوئلے، لوہے کی کانوں یا بجلی گھروں کے قریب لگائی جاتی ہیں تاکہ نقل و حمل کے اخراجات کم ہوں۔ بھاری صنعتوں کی سب سے نمایاں مثالیں فولاد کی صنعت، لوہا و اسٹیل کے کارخانے، سیمنٹ کی صنعت، جہاز سازی، مشینری اور بھاری آلات کی تیاری، کیمیکل اور پیٹرو کیمیکل صنعتیں ہیں۔

بھاری صنعتیں بنیادی صنعتیں کہلاتی ہیں۔ بنیادی صنعتوں سے مراد وہ صنعتیں ہیں جو دیگر صنعتوں کے لیے خام مال یا بنیادی اشیا فراہم کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر فولاد کی صنعت کے بغیر مشینری، گاڑیاں، ریل گاڑیاں، پل، عمارتیں اور دیگر بے شمار اشیا تیار نہیں کی جا سکتیں۔ اسی طرح سیمنٹ کی صنعت تعمیراتی شعبے کی بنیاد ہے۔ اس لحاظ سے بھاری صنعتیں پورے صنعتی نظام کو سہارا دیتی ہیں۔

بھاری صنعتوں کے قیام کے لیے بڑے پیمانے پر سرمایہ کاری کی ضرورت ہوتی ہے، جس کی وجہ سے یہ صنعتیں اکثر سرکاری شعبے یا بڑی نجی کمپنیوں کے زیرِ انتظام ہوتی ہیں۔ ترقی پذیر ممالک میں حکومتیں بھاری صنعتوں کے قیام میں اہم کردار ادا کرتی ہیں کیونکہ نجی شعبہ اتنی بڑی سرمایہ کاری کرنے سے ہچکچاتا ہے۔ بھاری صنعتیں اگرچہ روزگار کے مواقع فراہم کرتی ہیں، لیکن ان میں فی یونٹ سرمایہ کاری کے مقابلے میں روزگار نسبتاً کم ہوتا ہے کیونکہ زیادہ تر کام مشینری کے ذریعے انجام پاتا ہے۔

2. ہلکی صنعتیں

ہلکی صنعتیں وہ صنعتیں ہوتی ہیں جن میں ہلکے، کم وزن اور نسبتاً سادہ خام مال کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ان صنعتوں کے لیے بھاری مشینری یا بہت زیادہ سرمایہ درکار نہیں ہوتا، بلکہ سادہ آلات اور کم جگہ میں بھی یہ صنعتیں قائم کی جاسکتی ہیں۔ ہلکی صنعتوں کی پیداوار عام طور پر صارفین کی روزمرہ کی ضروریات سے متعلق ہوتی ہے اور یہ اشیا براہِ راست عوام استعمال کرتی ہے۔ اسی وجہ سے ہلکی صنعتوں کو صارفین کی صنعتیں بھی کہا جاتا ہے۔ ہلکی صنعتوں کی نمایاں مثالوں میں ٹیکسٹائل (کپڑا) کی صنعت، خوراک کی صنعت، جوتے اور چمڑے کی صنعت، کاغذ اور اسٹیشنری کی صنعت، صابن، موم بتیاں، پلاسٹک کی اشیا اور گھریلو استعمال کی دیگر مصنوعات شامل ہیں۔

ہلکی صنعتوں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ کم سرمایہ میں زیادہ روزگار پیدا کرتی ہیں۔ چونکہ ان صنعتوں میں دستی محنت کا کردار زیادہ ہوتا ہے، اس لیے یہ روزگار کے وسیع مواقع فراہم کرتی ہیں۔ ترقی پذیر ممالک، جہاں آبادی زیادہ اور سرمایہ محدود ہوتا ہے، وہاں ہلکی صنعتیں بے حد اہم سمجھی جاتی ہیں۔ یہ صنعتیں دیہی اور نیم شہری علاقوں میں بھی قائم کی جاسکتی ہیں، جس سے علاقائی عدم توازن کم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ مثال کے طور پر ہینڈلوم، پاورلوم، خوراک کی چھوٹی صنعتیں اور گھریلو صنعتیں دیہی معیشت کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

4.3.3 ملکیت کی بنیاد پر صنعتی درجہ بندی (Industrial Classification Based on Ownership)

ملکیت کی بنیاد پر صنعتوں کو عموماً تین اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے: سرکاری صنعتیں، نجی صنعتیں اور مشترکہ صنعتیں۔

جدول 4.5: ملکیت کی بنیاد پر صنعتی درجہ بندی (Industrial Classification Based on Ownership)

صنعتی زمرہ بندی	مثالیں ہندوستان کے حوالے سے
سرکاری شعبہ (Public Sector)	بھارتی ریلوے، او این جی سی، بی ایچ ای ایل
نجی شعبہ (Private Sector)	ریلائنس انڈسٹریز، ٹاٹا گروپ، انفسس
مشترکہ شعبہ (Joint Sector)	ماروتی ادیوگ، این ٹی پی سی، گیل

1. سرکاری صنعتیں

سرکاری صنعتیں وہ صنعتیں ہوتی ہیں جو حکومت کی ملکیت اور کنٹرول میں ہوتی ہیں۔ ان صنعتوں میں سرمایہ حکومت فراہم کرتی ہے اور ان کا انتظام بھی سرکاری اداروں کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ سرکاری صنعتوں کا بنیادی مقصد صرف منافع کمانا نہیں ہوتا بلکہ عوامی فلاح، قومی مفاد، معاشی استحکام اور اسٹریٹجک اہمیت کے حامل شعبوں کی ترقی بھی ان کے مقاصد میں شامل ہوتی ہے۔ عموماً وہ صنعتیں جن میں بہت زیادہ سرمایہ درکار ہوتا ہے، یا جو قومی سلامتی اور بنیادی ڈھانچے سے تعلق رکھتی ہیں، سرکاری شعبے کے تحت قائم کی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر ریلوے، بجلی، دفاعی سازوسامان، تیل و گیس، فولاد اور بڑے ڈیموں سے متعلق صنعتیں اکثر سرکاری ملکیت میں ہوتی ہیں۔

سرکاری صنعتوں کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ معاشرتی انصاف اور متوازن علاقائی ترقی کو فروغ دیتی ہیں۔ حکومت پسماندہ علاقوں میں بھی صنعتیں قائم کرتی ہے تاکہ وہاں روزگار کے مواقع پیدا ہوں اور علاقائی عدم توازن کم ہو۔ اس کے علاوہ سرکاری صنعتیں

ضروری اشیا اور خدمات کو مناسب قیمت پر عوام تک پہنچانے میں مدد دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر بجلی، پانی، ٹرانسپورٹ اور بنیادی سہولیات کی فراہمی میں سرکاری صنعتوں کا کردار نہایت اہم ہے۔ تاہم، سرکاری صنعتوں پر یہ تنقید بھی کی جاتی ہے کہ ان میں بیوروکریسی، سست روی، کم کارکردگی اور بعض اوقات خسارے کا مسئلہ پایا جاتا ہے، کیونکہ ان کا انتظام مکمل طور پر منڈی کے اصولوں پر نہیں ہوتا۔

2. نجی صنعتیں

نجی صنعتیں وہ صنعتیں ہوتی ہیں جو نجی افراد، شراکت داروں یا نجی کمپنیوں کی ملکیت میں ہوتی ہیں۔ ان صنعتوں میں سرمایہ نجی شعبہ فراہم کرتا ہے اور ان کا بنیادی مقصد منافع کمانا ہوتا ہے۔ نجی صنعتیں آزاد منڈی کے اصولوں کے تحت کام کرتی ہیں اور مقابلے کی فضا میں اپنی کارکردگی بہتر بنانے کی کوشش کرتی ہیں۔ ٹیکسٹائل، آٹو موبائل، آئی ٹی، خوراک کی صنعت، سیمنٹ، ادویات اور صارفین کی بہت سی اشیا کی صنعتیں نجی شعبے کے تحت کام کرتی ہیں۔

نجی صنعتوں کی سب سے بڑی خوبی ان کی کارکردگی، جدت اور تیز فیصلہ سازی ہے۔ چونکہ نجی سرمایہ کار اپنا سرمایہ لگاتے ہیں، اس لیے وہ منافع بڑھانے، لاگت کم کرنے اور نئی ٹیکنالوجی اپنانے پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں پیداوار کا معیار بہتر ہوتا ہے اور صارفین کو بہتر مصنوعات میسر آتی ہیں۔ نجی صنعتیں روزگار کے وسیع مواقع بھی فراہم کرتی ہیں اور معیشت میں مسابقتی ماحول پیدا کرتی ہیں۔ تاہم، نجی صنعتوں پر یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ وہ بعض اوقات صرف منافع کو ترجیح دیتی ہیں اور سماجی فلاح یا کمزور طبقات کے مفادات کو نظر انداز کر دیتی ہیں۔ اس کے علاوہ اجارہ داری، استحصال اور قیمتوں میں اضافے جیسے مسائل بھی نجی صنعتوں سے وابستہ ہو سکتے ہیں۔

3. مشترکہ صنعتیں

سرکاری اور نجی صنعتوں کے علاوہ مشترکہ صنعتیں ملکیت کی بنیاد پر صنعتی درجہ بندی کی تیسری اہم قسم ہے۔ مشترکہ صنعتیں وہ ہوتی ہیں جن میں حکومت اور نجی شعبہ دونوں مشترکہ طور پر سرمایہ لگاتے ہیں اور انتظام میں بھی شریک ہوتے ہیں۔ اس قسم کی صنعتوں کا مقصد سرکاری شعبے کے سماجی اہداف اور نجی شعبے کی کارکردگی اور مہارت کو یکجا کرنا ہوتا ہے۔ مشترکہ صنعتیں ایک پل کا کردار ادا کرتی ہیں جو سرکاری اور نجی شعبے کے درمیان تعاون کو فروغ دیتی ہیں۔

مشترکہ صنعتوں کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں سرمایہ اور خطرہ دونوں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ حکومت بڑا سرمایہ اور بنیادی سہولیات فراہم کرتی ہے، جبکہ نجی شعبہ جدید ٹیکنالوجی، انتظامی مہارت اور منڈی کا تجربہ لاتا ہے۔ اس اشتراک سے صنعتوں کی کارکردگی بہتر ہوتی ہے اور بڑے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانا آسان ہو جاتا ہے۔ بھارت میں آٹو موبائل، توانائی، انفراسٹرکچر اور بعض بھاری صنعتوں میں مشترکہ شعبے کی مثالیں ملتی ہیں۔ مشترکہ صنعتیں خاص طور پر ان شعبوں میں مفید ثابت ہوتی ہیں جہاں نہ تو حکومت اکیلے کام کر سکتی ہے اور نہ ہی نجی شعبہ تمام خطرات برداشت کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے۔

4.4 قومی صنعتی درجہ بندی (National Industrial Classification)

معیاری درجہ بندی کے نظام کے مطابق صنعتوں کی درجہ بندی مختلف ممالک میں مختلف طریقے سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ قومی صنعتی درجہ بندی (National Industrial Classification) ہندوستان میں قومی صنعتی درجہ بندی (National Industrial Classification-NIC) ایک معیاری نظام ہے جو ملک میں مختلف معاشی سرگرمیوں کو منظم انداز میں درجہ بند کرتا ہے۔

جدول 4.6: درجہ بندی کے بعض معیاری نظام (Some Standard Classification Systems)

این آئی سی-ہندوستان ((NIC (India))	بھارت میں صنعتی درجہ بندی کا قومی نظام
آئی ایس آئی سی-عالمی معیار ((ISIC (Global Standard))	اقوام متحدہ کا عالمی صنعتی درجہ بندی کا نظام
نائیکس-شمالی امریکہ ((NAICS (North America))	امریکہ، کینیڈا، میکسیکو میں استعمال ہوتا ہے

NIC ملکیت کی قسم، قانونی تنظیم کی نوعیت، ٹیکنالوجی یا پیداواری اکائی کے سائز کی بنیاد پر تفریق نہیں کرتی۔ تمام معاشی اکائیاں، مثلاً فیکٹریاں یا دکانیں، جو ایک جیسی معاشی سرگرمیوں میں مصروف ہوں این آئی سی کے ایک ہی زمرے میں درج ہوتی ہیں۔ یہ اقوامِ متحدہ کے شماریاتی کمیشن کی سفارشات پر مبنی ہے۔ اقوامِ متحدہ (United Nations) نے تمام معاشی سرگرمیوں کی بین الاقوامی معیاری صنعتی درجہ بندی (International Standard Industrial Classification-ISIC) فراہم کی ہے۔ این آئی سی (NIC) مرکزی شماریاتی تنظیم (Central Statistical Organization-CSO) کے ذریعہ ترتیب دیا گیا جو وزارت برائے شماریات اور نفاذِ پروگرام (MoSPI) ایک ذیلی ادارہ تھا۔

1. این آئی سی کی اہم خصوصیات

- این آئی سی مختلف صنعتوں اور خدمات کو ان کی معاشی نوعیت کے مطابق درجہ بند کرتا ہے مثال کے طور پر، زراعت، مینوفیکچرنگ، تعمیرات، تجارت اور خدمات وغیرہ۔
- یہ اقوام متحدہ کی بین الاقوامی معیاری صنعتی درجہ بندی (ISIC) کے مطابق بنائی گئی ہے تاکہ عالمی سطح پر موازنہ کیا جاسکے۔
- چھوٹے کاروباروں سے لے کر بڑی صنعتوں تک، تمام معاشی اکائیوں کو یکساں معیار پر پرکھا جاتا ہے۔
- اس درجہ بندی سے پیداوار، روزگار، سرمایہ کاری اور دیگر معاشی اشاریوں کا تجزیہ کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

قومی صنعتی درجہ بندی 2008 (NIC-2008) قومی صنعتی درجہ بندی 2004 (NIC-2004) کا ایک ترمیم شدہ ورژن ہے۔ تمام سرگرمیوں کو درجہ بندی کے لحاظ سے کئی "سرگرمی گروہ (Activity Groups)" میں گروپ کیا گیا ہے۔ سرگرمیوں کو پہلے 'سیکشن' میں حروف تہجی کے لحاظ سے A سے U تک کوڈ کیا گیا ہے، ہر حصے کو 2 ہندسوں کے عددی کوڈ کے ساتھ 'ڈویژن' میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر ڈویژن کو 3 ہندسوں کے عددی کوڈ کے ساتھ 'گروپ' میں بانٹا گیا ہے۔ ہر گروپ کو 4 ہندسوں کے عددی کوڈ کے ساتھ 'کلاس' میں اور ہر 4 ہندسوں کی کلاس کو 5 ہندسوں کے 'سب کلاس' میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ڈھانچہ ذیل مثال کے ذریعے دکھایا گیا ہے۔

سطح (Level)	تفصیل (Description)
سی (C)	مینوفیکچرنگ
ڈویژن 13 (Division 13)	ٹیکسٹائل کی تیاری
گروپ 131 (Group 131)	کپڑوں کی کتائی، بنائی اور فنشنگ
کلاس 1311 (Class 1311)	ٹیکسٹائل ریشوں کی تیاری اور کتائی
ذیلی کلاس 13111 (Sub-Class)	ملاوٹ شدہ روئی سمیت روئی کے ریشے کی تیاری اور اسپننگ

NIC-2008 کا ڈھانچہ ISIC Rev. 4 کے 4 ہندسوں کی سطح تک 'کلاس' کے ڈھانچے سے مماثل ہے۔ اس کے بعد قومی ضروریات کے مطابق کلاسوں کو 5 ہندسوں کی 'سب کلاسز' میں تقسیم کیا گیا۔

4.5 ہندوستان میں روایتی اور جدید صنعتیں (Traditional and Modern Industries in India)

صنعتوں کو روایتی اور جدید زمروں میں تقسیم کرنا کسی بھی ملک کی معاشی ترقی کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ تقسیم حکومتوں کو صنعتی شعبے کے لیے موزوں ترقیاتی حکمت عملیاں تیار کرنے میں مدد فراہم کرتی ہے، جس سے روایتی اور جدید دونوں قسم کی صنعتوں کو ان کی نوعیت کے مطابق مراعات اور سبسڈیز دی جا سکتی ہیں۔ معیشت میں ملازمت کے مواقع پیدا کرنے کے حوالے سے یہ درجہ بندی خاصی اہمیت کی حامل ہے۔ روایتی صنعتیں دیہی علاقوں میں روزگار کے وسیع مواقع فراہم کرتی ہیں، جبکہ جدید صنعتیں اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کے لیے ملازمتیں پیدا کرتی ہیں۔ دونوں کے درمیان مناسب توازن برقرار رکھنا کسی بھی ملک کی معاشی صحت کے لیے ضروری ہے۔ تکنیک میدان میں یہ تقسیم تحقیق و ترقی کے شعبے کو سمت فراہم کرتی ہے۔ جدید صنعتوں میں تکنیکی ترقی پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے جبکہ روایتی صنعتوں کو جدید تکنیک سے ہم آہنگ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ عالمی بازار میں روایتی مصنوعات (جیسے ہاتھ سے بنے کپڑے) اور جدید مصنوعات (جیسے سافٹ ویئر) کی عالمی مانگ میں واضح فرق پایا جاتا ہے۔

1. روایتی صنعتیں (Traditional Industries)

روایتی صنعتیں وہ صنعتیں ہیں جو کسی ملک یا خطے میں صدیوں سے چلی آ رہی ہیں اور جو بنیادی طور پر مقامی طور پر دستیاب خام مال، روایتی تکنیکوں اور مقامی مہارت پر انحصار کرتی ہیں۔ یہ صنعتیں اکثر دستکاری اور چھوٹے پیمانے کی پیداوار سے وابستہ ہوتی ہیں جو نسل در نسل منتقل ہونے والے ہنر پر مبنی ہوتی ہیں۔ روایتی صنعتوں میں عام طور پر ٹیکسٹائل، کھاد، چمڑا، مٹی کے برتن، زیورات، لکڑی کی مصنوعات اور دستکاری جیسی صنعتیں شامل ہوتی ہیں۔ یہ صنعتیں اکثر دیہی علاقوں میں مرتکز ہوتی ہیں اور مقامی ثقافت، رسم و رواج اور ورثے سے گہرا تعلق رکھتی ہیں۔ روایتی صنعتوں کی خصوصیات میں چھوٹے پیمانے پر پیداوار، کم سرمایہ کاری، ہنر مند کاریگروں پر انحصار، اور بنیادی مشینری کا استعمال شامل ہے۔ یہ صنعتیں ملک کی ثقافتی شناخت کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں اور اکثر سیاحوں کی توجہ کا مرکز بھی بنتی ہیں۔ ہندوستان میں روایتی صنعتوں کی مثالیں بنارس کی ریشمی ساڑیاں، جے پور کے زیورات، مرادآباد کے برتن، کشمیر کے شال اور کھڑی کی دستکاری شامل ہیں۔ یہ صنعتیں نہ صرف ملک کے ثقافتی ورثے کا حصہ ہیں بلکہ لاکھوں جوانوں کو روزگار بھی فراہم کرتی ہیں۔

2. جدید صنعتیں (Modern Industries)

جدید صنعتیں وہ صنعتیں ہیں جو جدید ترین ٹیکنالوجی، جدید مشینری اور جدید انتظامی طریقوں پر انحصار کرتی ہیں۔ یہ صنعتیں بڑے پیمانے پر پیداوار، جدید تحقیق و ترقی اور جدید ترین پیداواری تکنیکوں کا استعمال کرتی ہیں۔ جدید صنعتیں عام طور پر شہری اور صنعتی علاقوں میں مرتکز ہوتی ہیں اور ان کا مقصد پیداواری صلاحیت کو بڑھانا اور معیاری مصنوعات کی تیار ہے۔ جدید صنعتوں میں آٹو موبائل، انفارمیشن ٹیکنالوجی، ٹیلی کام، بایو ٹیکنالوجی، الیکٹرانکس، پیٹرو کیمیکلز اور جدید تعمیراتی صنعتیں وغیرہ شامل ہیں۔ یہ صنعتیں جدید معاشی نظام کا اہم حصہ ہیں اور ملک کی معاشی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ جدید صنعتوں کی خصوصیات میں بڑے پیمانے پر پیداوار، اعلیٰ سرمایہ کاری، جدید ترین مشینری کا استعمال، اعلیٰ تعلیم یافتہ افرادی قوت اور عالمی معیار کی مصنوعات شامل ہیں۔ ان صنعتوں میں جدت اور تحقیق و ترقی خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ جدید صنعتوں کو مختلف چیلنجز کا سامنا ہے جن میں مسلسل ٹیکنالوجی کی تبدیلی، اعلیٰ سرمایہ کاری کی ضرورت اور عالمی مقابلہ شامل ہیں۔ تاہم یہ صنعتیں ملک کی معاشی ترقی اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ یہ ٹیکنالوجی سے چلنے والی بڑے پیمانے کی صنعتیں ہیں۔۔

4.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

- اس اکائی میں پلانٹ، فرم اور صنعتوں کی تعریف کرنے کے بعد ان کے مابین فرق واضح کیا گیا ہے۔
- اس کے بعد صنعتوں کی درجہ بندی کو بیان کیا گیا ہے۔ چونکہ صنعتوں کی درجہ بندی مختلف پہلوں سے ہوتی ہے اس لیے ہر درجہ بندی کو الگ الگ جدول میں مثال کے ساتھ بیان کرنے کے بعد تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔
- معیشتوں کی سرگرمیوں میں جدت اور تحقیق و ترقی کے ساتھ اضافہ ہوتا ہے اس لیے قومی صنعتی درجہ بندی (National Industrial Classification) کو بیان کیا گیا ہے۔
- چونکہ معیشتوں کی سرگرمیوں کے ساتھ روایتی صنعتیں ختم ہو جاتی ہیں اور نئی صنعتوں کی اہمیت بڑھتی ہے اس لیے روایتی اور جدید صنعتوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

4.7 فرہنگ (Glossary)

اجارہ داری :Monopoly- بازار کی ساخت جہاں صرف ایک ہی بائع (Seller) یا پروڈیوسر موجود ہوتا ہے جس کے پاس کسی خاص مصنوعات یا خدمت پر مکمل کنٹرول ہوتا ہے۔

پیمانے کی کفایتیں :Economies of Scale- معاشی تصور جس کے تحت پیداوار کا پیمانہ بڑھنے سے فی یونٹ لاگت کم ہو جاتی ہے۔ یعنی، جتنی زیادہ مقدار میں پیداوار ہو گی، اتنا ہی سستا ہر یونٹ تیار ہو گا۔

چند اجارہ داری :Oligopoly- بازار کی ساخت جہاں کسی صنعت یا مارکیٹ پر صرف چند بڑی کمپنیوں کا غلبہ ہوتا ہے۔ یہ کمپنیاں

ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہوئے قیمتیں اور پیداوار کنٹرول کرتی ہیں۔

صنعتی خوشہ :Industrial Cluster-جغرافیائی طور پر قریبی واقع صنعتوں یا کمپنیوں کا گروپ جو ایک ہی یا متعلقہ شعبے میں کام کرتا ہے۔ یہ کمپنیاں اکثر وسائل، مہارت اور بنیادی ڈھانچے (Infrastructure) کا اشتراک کرتی ہیں، جس سے پیداواری صلاحیت بڑھتی ہے۔

4.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

4.8.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. جہاں پلانٹ اور مشینری یا سامان میں سرمایہ کاری ایک کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو اور سالانہ کاروبار پانچ کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو اسے --------کہتے ہیں:

(a) Micro Enterprises (b) Small Enterprises
(c) Medium Enterprises (d) ان میں سے کوئی نہیں

2. NICکا مطلب ہے:

(a) National Industrial Category (b) National Industrial Classification
(c) National Industrial Commission (d) ان میں سے کوئی نہیں

3. ISICکا مطلب ہے:

(a) Industrial Standard International Classification
(b) Indian Standard Industrial Classification
(c) International Standard Industrial Classification
(d) ان میں سے کوئی نہیں

4. Central Statistical Organisation-CSOکا قیام کب ہوا؟

(a) 1991 (b) 1951
(c) 1947 (d) 1871

5. CSO کس وزارت کا حصہ تھا؟

(a) وزارت خزانہ (b) وزارت داخلہ
(c) وزارت شماریات اور پروگرام نفاذ (d) ان میں سے کوئی نہیں

6. Quaternary Sector---پر مشتمل ہے۔

(a) تیل (b) تحقیق، ترقی، معلوماتی ٹیکنالوجی

(c) زراعت (d) کپڑا

7. Manufacturing کس سیکٹر کا حصہ ہے؟

(a) سروس/Tertiary (b) زراعت/Primary

(c) Industrial/Secondary (d) ان میں سے کوئی نہیں

8. درمیانے درجے کا کاروبار (Medium Enterprise) جہاں پلانٹ اور مشینری یا سامان میں سرمایہ کاری پچاس کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو اور سالانہ کاروبار دو سو پچاس کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو اسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہتے ہیں۔

(a) Micro Enterprise (b) Medium Enterprise

(c) Small Enterprise (d) ان میں سے کوئی نہیں

9. MSME کا مطلب ہے:

(a) Mini, Small and Medium Enterprises

(b) Micro, Small and Mini Enterprises

(c) Micro, Small and Medium Enterprises

(d) ان میں سے کوئی نہیں

10. پردھان منتری وشوکرما اسکیم (PM Vishwakarma scheme) کب متعارف ہوئی؟

(a) 2023 (b) 2003

(c) 2020 (d) 2014

جوابات	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
	a	b	c	b	c	b	c	b	c	a

4.9 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. معاشی سرگرمیوں کو صنعتوں میں تقسیم کرنا کیوں ضروری ہے؟
2. پیمانے کی بنیاد پر صنعتوں کی درجہ بندی کریں۔
3. NIC-2008 پر نوٹ قلم بند کریں۔
4. روایتی صنعتوں کی اہمیت بیان کریں۔
5. جدید صنعتوں پر نوٹ لکھیں۔

4.10 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. پلانٹ، فرم اور صنعتوں کے درمیان فرق واضح کریں۔

2. صنعتوں کی درجہ بندی پر تفصیل سے نوٹ لکھیں۔

3. جدید صنعتوں اور روایتی صنعتوں میں فرق واضح کریں۔

4.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Central Statistical Office. (2008). *National industrial classification (All economic activities)*. Ministry of Statistics and Programme Implementation, Government of India.

2. Phillips, R. L., & Ormsby, R. (2016). Industry classification schemes: An analysis and review. *Journal of Business & Finance Librarianship, 21*(1), 1–25. https://doi.org/10.1080/08963568.2015.1110229

بلاک II: صنعتی تنظیم اور ملکیت کا ڈھانچہ

اکائی 5: تنظیمی ہیئت

(Organizational Form)

اکائی کے اجزا:

5.0 تمہید (Introduction)

5.1 مقاصد (Objectives)

5.2 سرکاری شعبہ (Public Sector)

5.3 نجی شعبہ (Private Sector)

5.4 مشترکہ شعبہ (Joint Sector)

5.5 کوآپریٹو سیکٹر / کوآپریٹو سوسائٹیاں
(Cooperatives Sector / Cooperative Societies)

5.5.1 کوآپریٹو شعبوں کی اقسام (Types of Cooperatives)

5.5.2 کوآپریٹو سیکٹر کی خصوصیات (Characteristics of Co-operative Sector)

5.5.3 کوآپریٹو شعبوں کے فوائد (Advantages of Co-operative Sector)

5.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

5.7 فرہنگ (Glossary)

5.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions) "

5.8.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

5.8.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

5.8.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

5.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

5.0 تمہید (Introduction)

جیسا کہ ہم نے سابقہ اکائی میں مطالعہ کیا ہے کہ معاشی سرگرمیوں کو مختلف طریقوں سے درجہ بند کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر گزشتہ اکائی میں ہم نے صنعت کو تین وسیع زمروں میں تقسیم کیا ہے، جیسے زراعت / پرائمری، صنعتی شعبہ / ثانوی شعبہ اور خدمات کا شعبہ یا تیسرے درجے کا شعبہ۔ مزید برآں، ہم نے آئی ایس آئی سی کی درجہ بندی اور ہندوستان میں صنعتی درجہ بندی پر بھی تبادلہ خیال کیا۔ اس اجائی میں ہم ملکیت کی بنیاد پر صنعتوں کی درجہ بندی کو بیان کریں گیں۔ ملکیت کی بنیاد پر صنعتوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

- سرکاری / عوامی سیکٹر (Public Sector)
- نجی شعبے (Private Sector)
- مشترکہ انٹرپرائز (Joint Sector)
- باہمی شعبہ (Cooperative Sector)

اس طرح کی درجہ بندی دنیا بھر میں پائی جاتی ہے۔ یہ سرمایہ دارانہ نظام، سوشلسٹ نظام یا مخلوط معیشت جیسے معاشی نظام پر منحصر ہے۔ بہر حال، کسی بھی معاشی نظام کی خالص ترین شکل کی شناخت نہ صرف مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے۔ تاہم معیشتوں کے درمیان فرق کرنا مشکل ہے۔ دنیا کی زیادہ تر معیشتیں مخلوط نوعیت کی ہیں اور سرمایہ دارانہ نظام کی طرف مائل ہیں۔ اس کے باوجود نام نہاد خالص سرمایہ دارانہ ممالک میں بھی سرکاری شعبے کی نمایاں موجودگی پائی جاتی ہے۔ ریاست یا حکومت کی موجودگی بنیادی طور پر اسٹریٹجک شعبے کی وجہ سے ہے۔ مثال کے طور پر ہندوستان میں توانائی، دفاع اور ریلوے جیسے کچھ اسٹریٹجک شعبے سرکاری شعبوں کے لیے مخصوص ہیں۔ ایک اور وجہ نجی کاروباری اداروں کی عدم دلچسپی ہے۔ مندرجہ ذیل حصے میں، ہم سرکاری، نجی، مشترکہ اور کوآپریٹو انٹرپرائزز کے معنی، ان کی خصوصیات، اور معاشیات میں اہمیت پر تبادلہ خیال کریں گے۔

5.1 مقاصد (Objectives)

- عوامی، نجی، مشترکہ اور کوآپریٹو شعبوں / سیکٹر پر بحث کرنا۔
- عوامی، نجی، مشترکہ اور کوآپریٹو شعبوں کی خصوصیات، فوائد اور خامیاں بیان کرنا۔

5.2 سرکاری شعبہ (Public Sector)

کوئی بھی ادارہ یا تنظیم جو حکومت کی ملکیت اور کنٹرول میں ہے اسے پبلک سیکٹر یونٹس (Public Sector Units) کہا جاتا ہے۔ یہاں عوام کا مطلب حکومت سے ہے نہ کہ کسی ملک کے عام عوام سے۔ سرکاری شعبہ عام طور پر عوامی شے کی خصوصیات والے اشیا فراہم کرتا ہے۔ عوامی شے سے مراد وہ شے یا خدمت جو معاشرے کے تمام اراکین کے لیے دستیاب ہو۔ عوامی شے کو پہچاننے کے دو اہم معیار ہیں:

1. عوامی شے غیر حریف ہونی چاہیے اور
2. یہ غیر مستثنیٰ ہونا چاہیے۔

سرکاری شعبے کی تنظیموں کو اکثر محکمانہ ادارہ (Departmental Undertaking)، کارپوریشن (Corporation) ور کمپنیاں (Companies) کہا جاتا ہے۔ تو پھر محکمانہ ادارے، کارپوریشن اور کمپنیوں میں کیا فرق ہے۔ محکمانہ ادارے کو محکمہ بھی کہا جاتا ہے اور یہ ایک سرکاری ملکیت کا ادارہ ہے جو کسی سرکاری محکمے کے براہ راست حصے کے طور پر کام کرتا ہے، بغیر کسی علیحدہ قانونی ادارے جیسے ریلوے ، پوسٹ اینڈ ٹیلی گراف ، جوہری توانائی وغیرہ کو 'محکمے' کہا جاتا ہے۔ کارپوریشن کو قانونی کارپوریشن یا Statutory Corporation بھی کہا جاتا ہے۔ یہ پارلیمنٹ یا ریاستی مقننہ کے ایک مخصوص ایکٹ کے ذریعے قائم کیے جاتے ہیں اور ایک حد تک خود مختاری حاصل کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر آئل اینڈ نیچرل گیس کارپوریشن (او این جی سی)، لائف انشورنس کارپوریشن آف انڈیا (ایل آئی سی) شامل ہیں۔ سرکاری کمپنی کے طور پر جانے جانی والی کمپنی کمپنی ایکٹ کے تحت ایک رجسٹرڈ کمپنی ہوتی ہے، جس کی اپنی قانونی شناخت ہے، اور جسے عام طور پر حکومت کی ملکیت اور انتظام کے تحت چلایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں **سرکاری کمپنی** ایک ایسی کمپنی ہے جس میں **ادا شدہ حصص کے سرمائے کا کم از کم 51 فیصد مرکزی یا ریاستی حکومت کے پاس ہے**، یا مشترکہ طور پر دونوں کے پاس ہے۔ یہ کمپنیاں **کمپنیز ایکٹ** 2013 **کے تحت رجسٹرڈ ہیں** اور عوامی ملکیت اور کارپوریٹ ڈھانچے کے امتزاج کے ساتھ کام کرتی ہیں۔ اسے زیادہ سے زیادہ خود مختاری حاصل ہے اور وہ کمپنی کے قوانین کی شق پر عمل کرنے کی پابند ہے۔ بھارت ہیوی الیکٹریکل لمیٹڈ (بی ایچ ای ایل)، اسٹیل اتھارٹی آف انڈیا لمیٹڈ (سیل)، ہندوستان پیٹرولیم کارپوریشن لمیٹڈ (ایچ پی سی ایل) **اور نیشنل تھرمل پاور کارپوریشن (این ٹی پی سی)** سرکاری کمپنی کی مثالیں ہیں۔

غیر محکمانہ اداروں میں کارپوریشنز اور کمپنیاں شامل ہیں اور اجتماعی طور پر پبلک انٹرپرائز کہلاتی ہیں۔ پبلک سیکٹر کو پبلک لمیٹڈ کمپنیوں (پی ایل سی) کے ساتھ الجھنا نہیں چاہیے۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، پبلک سیکٹر کسی بھی تنظیم یا ادارے پر مشتمل ہوتا ہے جس کا انتظام اور کنٹرول حکومت کرتا ہے۔ جبکہ پبلک لمیٹڈ کمپنیوں سے مراد ایسی کمپنی ہے جس کے حصص عوام کو پیش کیے جاتے ہیں اور اسٹاک ایکسچینج میں ٹریڈ کیے جاتے ہیں۔

1. سرکاری شعبے کی خصوصیات

سرکاری شعبے کی خصوصیات مندرجہ ذیل نکات میں زیر بحث ہیں۔

- ان کا انتظام اور کنٹرول حکومت کے ذریعے کیا جاتا ہے۔
- ان کو عوام کی طرف سے مالی اعانت کی جاتی ہے۔
- ان کا بنیادی مقصد منافع کمانے کے بجائے فلاح و بہبود میں اضافہ کرنا ہے۔
- عام طور پر سرکاری شعبے عوام کو ضروری خدمات فراہم کرتے ہیں۔
- پبلک سیکٹر میں جو بھی منافع کمایا جاتا ہے اسے کاروبار اور کمیونٹی میں دوبارہ لگایا جاتا ہے۔

2. سرکاری شعبے کے فوائد

- سرکاری شعبے ضروری خدمات فراہم کرتے ہیں۔
- سرکاری شعبے فلاح و بہبود کو فروغ دیتے ہیں۔
- اس سے علاقائی اور آمدنی کے فرق کو کم کرنے میں مدد ملتی ہے۔
- سرکاری شعبے طویل مدتی قومی مفادات میں سرمایہ کاری کر سکتے ہیں۔
- سرکاری شعبہ ضروری بنیادی ڈھانچے اور قواعد وضوابط فراہم کر کے نجی سرمایہ کاری کے لیے ایک مستحکم اور قابل پیش گوئی ماحول پیدا کر سکتا ہے۔
- سرکاری شعبے سڑکوں، پلوں اور یوٹیلیٹیز جیسے اہم بنیادی ڈھانچے کی تعمیر اور دیکھ بھال کے لیے ذمہ دار ہیں۔
- سرکاری شعبے بازار کو منظم کرتے ہیں اور اجارہ داریوں کو روک سکتے ہیں۔

3. سرکاری شعبے کے نقصانات / حدود

- ان اداروں کو ان کی نااہلی اور ٹیکس دہندگان کے فنڈز کے ضیاع کی وجہ سے اکثر تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔
- اس طرح کی تنظیموں پر اکثر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ تبدیل ہونے سے ہچکچاتے ہیں اور نجی شعبے کی تخلیقی صلاحیتوں اور مطابقت پذیری کی کمی کا شکار ہیں۔
- انہیں اکثر سیاسی مداخلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس کی وجہ سے عملی وجوہات کے بجائے سیاسی وجوہات کی بنا پر انتخاب کیا جا سکتا ہے۔
- ان تنظیموں کو اکثر سخت پابندیوں اور نگرانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جو مؤثر طریقے سے کام کرنے کی ان کی صلاحیت میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔
- سرکاری شعبے کی صنعتیں عام طور پر طویل حمل کی مدت کی ہوتی ہے۔ انہیں عام طور پر منافع حاصل کرنے کے لیے طویل مدت درکار ہوتی ہے

5.3 نجی شعبہ (Private Sector)

نجی شعبے سے مراد معیشت کا وہ حصہ ہے جو نجی افراد یا کمپنیوں کی ملکیت میں ہوں اور جنہیں نجی افراد یا کمپنیوں کے ذریعے چلایا اور کنٹرول کیا جاتا ہے۔ ان کے انتظام میں حکومت کی کوئی مداخلت نہیں ہوتی ہے۔۔ اس میں چھوٹے کاروبار، کارپوریشنز اور ملٹی نیشنل کمپنیاں شامل ہیں جو منافع کے لیے کام کرتی ہیں۔

1. نجی شعبے کی خصوصیات

نجی شعبے کی خصوصیات کو مندرجہ ذیل نکات میں بیان کیا گیا ہے۔

- نجی شعبے افراد، شراکت داروں، یا حصص داروں کی ملکیت ہوتی ہیں- حکومت کی ملکیت نہیں۔
- **ان کا بنیادی مقصد** مالکان یا حصص داروں کے لیے **زیادہ سے زیادہ منافع** حاصل کرنا ہے۔
- وہ مسابقتی مارکیٹ کے ماحول میں کام کرتے ہیں، کارکردگی اور جدت طرازی کو فروغ دیتے ہیں۔
- نجی شعبے کو اخراجات کم کرنے، پیداواری صلاحیت بڑھانے، اور پیداوار کو زیادہ سے زیادہ کرنے اور اس طرح منافع حاصل کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔
- وہ لچک دار اور تیز ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بازار کی طلب، ٹیکنالوجی، یا صارفین کی ترجیحات میں تبدیلیوں کو تیزی سے اپنا سکتے ہیں۔
- ان کا فیصلہ بنیادی طور پر منافع کو زیادہ سے زیادہ کرنے کے اصول پر مبنی ہے۔

2. نجی شعبے کے فوائد

- نجی شعبہ مسابقت اور منافع سے چلتا ہے جو انہیں کم لاگت اور اعلی کارکردگی کی طرف لے جاتا ہے۔
- منافع کو زیادہ سے زیادہ کرنے والا طرز عمل انہیں ٹیکنالوجی میں جدت طرازی اور بہتری لانے پر مجبور کرتا ہے۔
- منافع کی خاطر، نجی شعبہ معیار اور گاہکوں کے اطمینان پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔
- یہ خاص طور پر اسٹارٹ اپ اور خدمات کے شعبوں میں روزگار کے وسیع مواقع فراہم کرتا ہے۔

3. نجی شعبے کے نقصانات / حدود

- نجی شعبہ سماجی ذمہ داری یا عوامی مفاد کو نظر انداز کر سکتا ہے اگر وہ منافع کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ وہ منافع ہے جو نجی شعبے کے لیے اہمیت رکھتا ہے۔
- اس سے عدم مساوات میں اضافہ ہوتا ہے۔ نجی شعبہ اکثر دیہی یا پسماندہ علاقوں کو نظر انداز کرتے ہوئے شہری یا منافع بخش علاقوں پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔
- نجی شعبے میں استحصال کا خطرہ زیادہ ہے۔ مناسب ضابطے کے بغیر مزدوروں، صارفین، یا ماحول کا استحصال کیا جا سکتا ہے.
- بڑی کمپنیاں مارکیٹوں پر غلبہ حاصل کر سکتی ہیں اور مسابقت کو کم کر سکتی ہیں۔ اس طرح یہ اجارہ داریاں پیدا کرے گا جو آخر کار مزید استحصال کرے گی۔
- دیہی صحت یا پبلک ٹرانسپورٹ جیسے ضروری لیکن غیر منافع بخش شعبوں میں سرمایہ کاری نہیں کر سکتے ہیں۔

5.4 مشترکہ شعبہ (Joint Sector)

مشترکہ شعبے سے مراد ایسے کاروباری ادارے یا کاروباری انٹرپرائز جو حکومت اور نجی افراد یا کمپنیوں کی مشترکہ ملکیت اور انتظام کے تابع ہیں۔ یہ سرکاری شعبہ کا تعاون اور نجی شعبے کی کارکردگی کو یکجا کرتا ہے۔ اس قسم کے انتظامات میں، نجی شعبے اور سرکاری شعبے دونوں مشترکہ طور

پروسائل کے مالک، کنٹرول اور انتظام کرتے ہیں، لہذا اسے 'مشترکہ شعبہ' کا نام دیا گیا ہے۔

مشترکہ **شعبے کی** اصطلاح کا اطلاق صرف اس وقت ہوتا ہے جب اس کی ملکیت اور کنٹرول دونوں کو ایک طرف سرکاری شعبے کے اداروں اور دوسری طرف نجی گروپ کے مابین مؤثر طریقے سے تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس تصور کے پیچھے بنیادی خیال مشترکہ ملکیت، مشترکہ کنٹرول اور پیشہ ورانہ انتظام کا مجموعہ ہے۔ قارئین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ مشترکہ اسٹاک کمپنیوں (Joint Stock Companies) اور مشترکہ شعبہ کے فرق کو ذہن میں رکھیں۔

مشترکہ شعبہ مخلوط معیشتوں کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ حکومت اور نجی اداروں کی مشترکہ ملکیت اور انتظام مشترکہ شعبہ کی انفرادی خصوصیت ہے۔ اس تعاون کا مقصد دونوں شعبوں کی طاقت سے فائدہ اٹھانا، معاشی ترقی کو فروغ دینا اور سماجی مقاصد کا حصول ہے۔ جبکہ مشترکہ اسٹاک کمپنیاں ایک ایسا کاروبار ہے جو اس کے سرمایہ کاروں کی ملکیت ہوتی ہے۔ جہاں ہر سرمایہ کار اپنی سرمایہ کاری کی بنیاد پر کمپنی کے حصص کا مالک ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ (پی پی پی) کو عام طور پر جوائنٹ وینچرز نہیں سمجھا جاتا کیونکہ پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ میں عوامی یونٹ اثاثوں کی ملکیت برقرار رکھتا ہے اور نجی ادارہ سرمایہ کاری اور آپریشنل مہارت فراہم کرتا ہے جبکہ جوائنٹ وینچرز میں ملکیت تمام شریک اداروں کے درمیان شیئر کی جاتی ہے۔ پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ عوامی بنیادی ڈھانچے یا خدمات کی فراہمی پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ میں سرکار اکثر نجی شعبے کے ساتھ پروجیکٹ کی عمر کے دوران خطرات کے ایک بڑے حصے کو سنبھالتی ہے۔ اس کے برعکس، مشترکہ منصوبے بنیادی طور پر کاروباری منصوبے ہیں جہاں شراکت دار ملکیت، خطرات اور ذمہ داریوں کا اشتراک کرتے ہیں۔

1. مشترکہ شعبہ کی خصوصیات

- مشترکہ شعبہ **میں** حکومت **اور** نجی سرمایہ کاروں **کے درمیان اشتراک ہوتا ہے۔**
- مشترکہ شعبوں کا انتظام دونوں شعبوں کے نمائندوں کے ذریعے کیا جاتا ہے، جس میں عوامی نگرانی اور نجی مہارت کا امتزاج ہوتا ہے۔
- جیسا کہ سرکاری اور نجی دونوں شعبے شامل ہیں۔ اس کا مقصد مفاد عامہ کے **ساتھ** منافع کے محرکات **کو جوڑنا ہے۔**
- مشترکہ شعبے نجی کمپنیوں کی طرح **کمپنیز ایکٹ** (Companies Act) کے تحت رجسٹرڈ ہوتی ہیں۔
- چونکہ حکومت بھی شامل ہے، لہذا یہ **عوامی آڈٹ اور کنٹرول کے تابع ہے۔**
- اس میں بنیادی طور پر **سرکاری سرمائے اور نجی انٹرپرینیورشپ ومہارت کا استعمال شامل ہے۔**

2. مشترکہ شعبے کے فوائد

- چونکہ سرکاری اور نجی دونوں شعبے شامل ہیں، لہذا یہ کارکردگی (Efficiency) کے ساتھ سماجی فلاح و بہبود کے حصول میں زیادہ

قابل اعتماد ہوتا ہے۔

- چونکہ حکومت سلامتی اور استحکام لاتی ہے اور نجی شعبہ جدت طرازی اور کارکردگی لاتے ہیں اس لیے پیداوار کا طریقہ کار زیادہ موثر ہو جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ دونوں شعبے ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔
- مشترکہ شعبہ میں مشترکہ سرمایہ کاری کے ذریعے عوامی سرمایہ کاری پر مالی دباؤ کو کم ہو جاتا ہے۔
- جہاں مکمل نجکاری ممکن نہیں ہے مشترکہ شعبہ اہم صنعتوں میں نجی سرمایہ کاری کو راغب کرتا ہے جو کہ صنعتی ترقی کو فروغ دینے میں مدد دیتا ہے۔
- حکومت کی شمولیت منصفانہ طرز عمل کو یقینی بناتی ہے اور اس طرح ماحولیاتی اور انسانی استحصال کو کم کرتی ہے۔
- یہ حکومت کی مدد سے پسماندہ علاقوں میں صنعتوں کو لانے میں مدد کر سکتا ہے۔

3. مشترکہ شعبے کی حدود / نقصانات

- سرکاری اور نجی شراکت داروں کے مابین مفادات کا ٹکراؤ انتظامی مسائل کا سبب بن سکتا ہے جو معاشی ترقی کو روک سکتا ہے۔
- حکومت کی شرکت دفتری طریقے سے تاخیر اور سیاسی اثر ورسوخ کا باعث بن سکتی ہے۔
- **چونکہ سرکاری اور نجی دونوں شعبے شامل ہیں لہذا فیصلے کرنے کی رفتار سست ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ منصوبے میں تاخیر کی وجہ سیاست اور افسر شاہی ہیں۔**
- دوہرے کنٹرول اور ریگولیٹری طریقہ کار کی وجہ سے نجی کمپنیوں کے مقابلے میں فیصلے کی رفتار سست ہوتی ہے۔
- سماجی مقاصد پر بھی توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت کی وجہ سے یہ متوقع منافع فراہم کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ اس سے معیشت میں سرمایہ کاری میں نجی شعبوں کی حوصلہ شکنی ہو گی۔
- اگر کردار اور ذمہ داریوں کو اچھی طرح سے بیان نہیں کیا جاتا ہے تو احتساب غیر واضح ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ مُتصادَم مفاد خطرے کے انتظام کو بڑھا سکتا ہے۔

5.5 کوآپریٹو سیکٹر / کوآپریٹو سوسائٹیاں (Cooperatives Sector / Cooperative Societies)

تعاون کی ثقافت اور تعاون پر مبنی سرگرمیوں کا عمل ہندوستانی اخلاقیات میں گہرا جڑا ہوا ہے۔ کوآپریٹو کریڈٹ سوسائٹیز ایکٹ، 1904 (Cooperative Credit Societies Act, 1904) کے نفاذ کے ساتھ کوآپریٹو اداروں کو ہندوستان میں قانونی شناخت حاصل کیے ہوئے 120 سال ہو چکے ہیں۔ تعاون کا مطلب ہے مل کر کام کرنا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جو لوگ کسی مشترکہ معاشی مقصد کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہتے ہیں وہ ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیتے ہیں جسے "کوآپریٹو سوسائٹی" کہا جاتا ہے۔ یہ ان افراد کی رضاکارانہ تنظیم ہے جو اپنے معاشی مفادات کو فروغ دینے کے لیے مل کر کام کرتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں کوآپریٹو سیکٹر کاروباری تنظیم کی ایک شکل ہے جہاں لوگ رضاکارانہ طور پر مشترکہ معاشی، معاشرتی یا ثقافتی مفاد کے لیے کام کرنے کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں۔ یہ باہمی مدد، مساوات اور

جمہوری اختیار کے اصولوں پر کام کرتا ہے۔ کوآپریٹیو کا کام خود مدد، خود ذمہ داری، جمہوریت، مساوات، شفافیت اور سماجی ذمہ داری کی اعلیٰ اقدار سے چلتا ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ کوئی بھی منافع کمانے کے لیے کوآپریٹو سوسائٹی میں شامل نہیں ہوتا ہے۔ تاہم، ان کے ساتھ ٹیکس کے مقصد کے لیے ایک نجی شعبے کی طرح سلوک کیا جاتا ہے، کیونکہ کوآپریٹوز کے معاشی مفادات ہیں اور ان کی تاثیر کو اسی معیار سے ناپا جاتا ہے جو نجی شعبے کے لیے ہے۔ ہندوستان میں کوآپریٹیو بہت ساری سرگرمیوں کا احاطہ کرتا ہے، بشمول کریڈٹ اور بینکنگ، کھاد، چینی، ڈیری، مارکیٹنگ، اشیائے خوردونوش، ہینڈلوم، دستکاری، ماہی گیری، رہائش وغیرہ۔ اس کی قابل ذکر مثال امول انڈیا ہے۔ اگرچہ ہندوستان میں کوآپریٹیو کی بہت بڑی تعداد ہے، لیکن کوآپریٹو تحریک کا پھیلاؤ ہندوستانی ریاستوں میں یکساں نہیں ہے۔ ملک کے کل کوآپریٹیو کا چوتھائی حصہ اکیلے مہاراشٹر میں ہے۔ سب سے اوپر 5 ریاستیں (مہاراشٹر، گجرات، تلنگانہ، مدھیہ پردیش اور کرناٹک) جن میں ملک کی 57% سے زیادہ کوآپریٹیو پائے جاتے ہیں۔

5.5.1 کوآپریٹو شعبوں کی اقسام (Types of Cooperatives)

کوآپریٹو سیکٹر مختلف اقسام پر محیط ہے جن میں صارفین کی ضروریات، پیداوار، مارکیٹنگ، مالیات، اور کمیونٹی خدمات وغیرہ شامل ہیں۔ کوآپریٹو شعبوں کی اقسام درج ذیل ہیں۔

1. کنزیومر کوآپریٹوز / کنزیومر کوآپریٹو سوسائٹیز (Consumers' Co-operative)

یہ سوسائٹیاں صارفین کی اشیا کو مناسب قیمت پر دستیاب کروا کر عام صارفین کے مفادات کے تحفظ کے لیے تشکیل دی جاتی ہیں۔ وہ براہ راست پیدا کرنے والوں سے تھوک میں سامان خریدتے ہیں، اس سے تقسیم کے عمل میں بچولیہ ختم ہو جاتے ہیں۔ کیندریہ بھنڈار، اپنا بازار اور سپر بازار صارفین کی کوآپریٹو سوسائٹیوں کی مثالیں ہیں۔

2. پروڈیوسر کوآپریٹو (Producer Cooperative)

صارفین کوآپریٹو سوسائٹیوں کی طرح **پروڈیوسر کوآپریٹو سوسائٹیاں** بھی کسانوں یا کاریگروں جیسے پیداوار کرنے والوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے تشکیل دی جاتی ہیں تاکہ پیداوار کے لیے ان کی ضروریات کی اشیا جیسے خام مال، اوزار اور سازوسامان اور مشینری وغیرہ دستیاب ہوں۔ ہینڈلوم سوسائٹیاں جیسے اے پی پی سی او، ہریانہ ہینڈلوم وغیرہ، پروڈیوسروں کی کوآپریٹو سوسائٹیوں کی مثالیں ہیں۔

3. کریڈٹ کوآپریٹوز (Credit Co-operative)

کریڈٹ سوسائٹیاں ارکان کو کم سود پر مالی امداد فراہم کرتی ہیں۔ وہ ممبروں سے رقم قبول کرتی ہیں اور ضرورت کے وقت انہیں مناسب شرح سود پر قرض دیتے ہیں۔ ویلیج سروس کوآپریٹو سوسائٹی (Village Service Co-operative Society) اور شہری کوآپریٹو بینک (Urban Cooperative Banks) کوآپریٹو کریڈٹ سوسائٹی کی مثالیں ہیں۔

4. مارکیٹنگ کوآپریٹوز (Marketing Co-operative)

ایسی سوسائٹیاں ممبروں کو مناسب قیمت حاصل کرنے کے لیے اپنی مصنوعات کی مارکیٹنگ میں مدد کرتی ہیں۔ یہ چھوٹے پروڈیوسروں اور مینوفیکچررز کی کوآپریٹو سوسائٹیاں ہیں جنہیں انفرادی طور پر اپنی مصنوعات فروخت کرنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ یہ سوسائٹیاں انفرادی ممبروں

سے مصنوعات جمع کرتی ہیں اور ان مصنوعات کو مارکیٹ میں فروخت کرنے کی ذمہ داری لیتی ہیں۔

5. ہاؤسنگ کوآپریٹوز (Housing Co-operative)

ہاؤسنگ کوآپریٹو ارکان کو سستے نرخوں پر گھر بنانے یا خریدنے میں مدد کرتی ہیں۔ یہ رہائشی سوسائٹیاں ہیں جو ممبروں کو رہائشی مکانات فراہم کرنے کے لیے تشکیل دی گئی ہیں۔ وہ زمین خریدتی ہیں اور مکانات تعمیر کرتی ہیں اور انہیں سوسائٹیوں کے ممبروں کو الاٹ کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر: شہری ہاؤسنگ کوآپریٹو سوسائٹیاں۔

6. فارمنگ کوآپریٹوز (Farming Co-operative)

کسان کوآپریٹو کسانوں کو مشترکہ کھیتی کے کاموں کے لیے زمین اور دیگر وسائل جمع کرنے میں مدد کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر پانی پنچایت، لفٹ آبپاشی کوآپریٹو شامل ہیں۔

5.5.2 کوآپریٹو سیکٹر کی خصوصیات (Characteristics of Co-operative Sector)

- کوآپریٹو سوسائٹی افراد کی ایک رضاکارانہ تنظیم ہے۔ ایک رکن جب چاہے معاشرے میں شامل ہو سکتا ہے۔ جب تک چاہے جاری رکھ سکتا ہے اور اپنی مرضی سے معاشرے کو چھوڑ سکتا ہے۔
- ہر رکن کے پاس صرف ایک ووٹ ہوتا ہے، قطع نظر اس کے کہ اس کے پاس کتنے حصص ہیں۔
- کوآپریٹو سوسائٹی کی رکنیت ان تمام لوگوں کے لیے کھلی ہے جن کے مشترکہ مفادات ہیں۔ رکنیت ذات پات، جنس، رنگ یا مذہب کی بنیاد پر محدود نہیں ہے بلکہ کسی خاص تنظیم کے ملازمین تک محدود ہو سکتی ہے۔
- کوآپریٹو ادارے کو کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1912 کے تحت یا ریاستی حکومت کے متعلقہ کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ کے تحت رجسٹریشن حاصل کرنا ہوتا ہے۔ ایک کوآپریٹو سوسائٹی کا ایک الگ قانونی وجود ہے۔
- کوآپریٹو سوسائٹی کا سرمایہ اس کے ممبروں میں سے حصص کے سرمائے کی شکل میں اکٹھا کیا جاتا ہے۔ تاہم، یہ اپنی رجسٹریشن کے بعد آسانی سے قرض حاصل کر سکتی ہے اور حکومت سے گرانٹ حاصل کر سکتی ہے۔
- کوآپریٹو سوسائٹی کا بنیادی مقصد اپنے ممبروں کی خدمت کرنا ہے اگرچہ اس عمل میں یہ اپنے لیے معقول منافع بھی کما سکتی ہے۔
- منافع ممبروں میں ان کی شرکت کے تناسب سے تقسیم کیا جاتا ہے۔

5.5.3 کوآپریٹو شعبوں کے فوائد (Advantages of Co-operative Sector)

- مشترکہ اسٹاک کمپنی کے مقابلے کوآپریٹو سوسائٹی کی تشکیل بہت آسان ہے۔ کوئی بھی دس بالغ افراد رضاکارانہ طور پر ایک انجمن بنا سکتے ہیں اور اسے کوآپریٹو سوسائٹیز کے رجسٹرار کے ساتھ رجسٹر کروا سکتے ہیں۔
- مشترکہ مفادات رکھنے والے افراد ایک کوآپریٹو سوسائٹی تشکیل دے سکتے ہیں۔ کوئی بھی قابل شخص جب چاہے ممبر بن سکتا ہے اور اپنی مرضی سے سوسائٹی چھوڑ سکتا ہے۔

- کوآپریٹو سوسائٹی کو جمہوری طریقے سے کنٹرول کیا جاتا ہے۔ ممبران اپنے نمائندوں کو منتخب کرنے کے لیے اپنا ووٹ ڈالتے ہیں تاکہ ایک کمیٹی بنائی جائے جو روزمرہ کی انتظامیہ کو دیکھتی ہے۔ یہ کمیٹی معاشرے کے تمام افراد کے سامنے جوابدہ ہے۔
- کوآپریٹو سوسائٹی کے اراکین کی ذمہ داری ان کی طرف سے دیے گئے سرمائے کی حد تک محدود ہے۔
- کوآپریٹیو کے ذریعے، ممبران یا صارفین اپنی سپلائی کو خود کنٹرول کرتے ہیں اور اس طرح مڈل مین کا منافع ختم ہو جاتا ہے۔
- مرکزی اور ریاستی حکومتیں سوسائٹی کو ہر طرح کی مدد فراہم کرتی ہیں۔ اس طرح کی مدد سرمائے کی شراکت، کم شرح سود پر قرض، ٹیکس میں چھوٹ، قرضوں کی ادائیگی میں سبسڈی وغیرہ کی صورت میں فراہم کی جاسکتی ہے۔
- ایک کوآپریٹو سوسائٹی کی زندگی کافی مستحکم ہوتی ہے اور یہ ایک طویل مدت تک قائم رہتی ہے۔ اس کا وجود اس کے کسی رکن کی موت، دیوالیہ پن، پاگل پن یا استعفیٰ سے متاثر نہیں ہوتا ہے۔

5.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی میں عوامی، نجی، مشترکہ اور کوآپریٹو شعبوں کی تعریف، خصوصیات کے ساتھ ساتھ فوائد و خامیوں کو بیان کیا گیا ہے۔ کوآپریٹو سیکٹر مختلف اقسام پر محیط ہے اس لیے اس کی چھ اقسام جیسے کہ **کنزیومر کوآپریٹوز، کریڈٹ کوآپریٹوز، ہوسنگ غیرہ کو تفصیل سے** بیان کیا گیا ہے۔

5.7 فرہنگ (Glossary)

عوامی شے :Public Goods-ایسی شے یا خدمت جو غیر مستثنیٰ اور غیر مسابقتی دونوں ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک بار فراہم کرنے کے بعد، کسی کو بھی اسے استعمال کرنے سے نہیں روکا جا سکتا، اور ایک شخص کا استعمال دوسروں کے لیے شے کی دستیابی کو کم نہیں کرتا۔

غیر حریف :Non-Rivalrous-عوامی شے کی خصوصیت جہاں ایک شخص کا شے کا صرف دوسروں کے لیے شے کی دستیابی کو کم نہیں کرتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی اور کے لیے اس کی دستیابی کو کم کیے بغیر ایک ہی وقت میں متعدد افراد اس شے سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

غیر مستثنیٰ :Non-Excludability-عوامی شے کی خصوصیت جہاں کسی کو اس سے فائدہ اٹھانے سے روکنا مشکل یا ناممکن ہو، چاہے اس نے اس کی ادائیگی نہ کی ہو۔

مشترکہ اسٹاک کمپنی :Joint Stock Company-کاروباری ادارہ جس میں کمپنی کے اسٹاک کے حصص کو شیئر ہولڈرز خرید اور فروخت کر سکتے ہیں۔

5.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions) "

5.8.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. Public Sector Unit ---- کی ملکیت ہوتی ہیں۔

(a) نجی افراد (b) سرکار

(c) نجی افراد و سرکار (d) ان میں سے کوئی نہیں

2. PPPs کا مطلب ہے۔

(a) People Private Partnership (b) Public Private Partnership

(c) People Productive Partnership (d) ان میں سے کوئی نہیں

3. مشترکہ اسٹاک کمپنی (Joint Stock Companies) میں ------- شامل ہوتے ہیں۔

(a) نجی افراد یا نجی کمپنیاں (b) حکومت

(c) IMF (d) ان میں سے کوئی نہیں

4. Amul India ------ ہے۔

(a) ڈیری کوآپریٹو (b) سرکاری کمپنی

(c) نجی بینک (d) ان میں سے کوئی نہیں

5. نجی شعبے کا بنیادی مقصد ---------- ہوتا ہے۔

(a) فلاح و بہبود اور ترقی (b) زیادہ سے زیادہ منافع

(c) عدم مساوات کو کم کرنا (d) ان میں سے کوئی نہیں

6. سرکاری شعبے کا بنیادی مقصد ---------- ہوتا ہے۔

(a) زیادہ سے زیادہ منافع (b) فلاح و بہبود اور ترقی

(c) (a) اور (b) دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

7. کون سی وزارت کوآپریٹو سیکٹر کی نگرانی کرتی ہے۔

(a) وزارت خارجہ

(b) وزارت تعلیم

(c) وزارت اشتراک (Ministry of Cooperation)

(d) ان میں سے کوئی نہیں

8. 2025 میں وزارت اشتراک (Ministry of Cooperation) کے وزیر کون ہیں؟

(a) امت شاہ (b) نیتن گٹکری

(c) سٹالن (d) ان میں سے کوئی نہیں

8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
a	c	b	b	a	a	b	b	

5.8.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. نجی شعبے اور عوامی شعبے میں فرق واضح کریں۔
2. نجی شعبے کی خامیاں بیان کریں۔
3. NIC-2008 پر نوٹ قلم بند کریں۔
4. PPPs پر نوٹ تحریر کریں۔
5. مشترکہ اسٹاک کمپنی پر نوٹ لکھیں۔

5.8.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. ملکیت کی بنیاد پر شعبوں کی درجہ بندی کریں۔
2. کوآپریٹو شعبے کی اقسام پر تفصیل سے نوٹ لکھیں۔
3. مشترکہ شعبہ کی ہمیت پر روشنی ڈالیں۔

5.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Misra, S. K., & Puri, V. K. (2005). *Indian economy* (Vol. 888). Himalaya Publishing House.

اکائی 6: ملٹی نیشنل کارپوریشنز اور ان کا کردار

(MNCs and Their Role)

اکائی کے اجزا:

6.0 تمہید (Introduction)

6.1 مقاصد (Objectives)

6.2 ملٹی نیشنل کارپوریشنز کا مفہوم اور خصوصیات
(Meaning and Characteristics of MNCs)

6.2.1 ایم این سیز کا مفہوم (Meaning of MNCs)

6.2.2 ایم این سیز کی خصوصیات (Characteristics of MNCs)

6.2.3 ملٹی نیشنل کارپوریشنز کا صنعتی ترقی میں کردار
(Contributions of MNCs to Industrial Growth)

6.2.4 ملٹی نیشنل کارپوریشنز کے چیلنجز
(Challenges Faced by Multinational Corporations)

6.2.5 ملٹی نیشنل کارپوریشنز: ایک تنقیدی جائزہ
(Multinational Corporations (MNCs): A Critical Examination

6.3 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

6.4 فرہنگ (Glossary)

6.5 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

6.5.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

6.5.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

6.5.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

6.6 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

6.0 تمہید (Introduction)

ملٹی نیشنل کارپوریشنز (ایم این سیز) آج کی عالمی معیشت میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ مختلف ممالک کے درمیان سرمایہ، ٹیکنالوجی، اور صنعتی تبدیلیاں پھیلانے کا ذریعہ ہیں۔ ان کارپوریشنز کو ایسی کاروباری تنظیموں کے طور پر سمجھا جاتا ہے جو ایک سے زیادہ ممالک میں اپنی فیکٹریاں یا خدماتی مراکز رکھتی ہیں اور ان پر کنٹرول رکھتی ہیں (Hymer, 1976; Dunning, 1980) ۔ یہ کارپوریشنز عالمی تجارت، سرمایہ کاری، اور ترقی کے راستوں کو متاثر کرنے میں مرکزی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس اکائی میں ان کارپوریشنز کی بنیادی خصوصیات، معاشی شراکتوں، اور سماجی و سیاسی مسائل کو آسان انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

6.1 مقاصد (Objectives)

- ملٹی نیشنل کارپوریشنز (MNCs) کی ساخت کی خصوصیات کی تعریف اور تجزیہ کرنا۔
- صنعتی ترقی میں MNCs کے معاشی کردار کا جائزہ لینا۔
- MNCs سے وابستہ چیلنجوں اور تنقیدوں کا تنقیدی جائزہ لینا۔
- نظریاتی تصورات کو حقیقی دنیا کے کیس اسٹڈیز پر لاگو کرنا۔

6.2 ملٹی نیشنل کارپوریشنز کا مفہوم اور خصوصیات (Meaning and Characteristics of MNCs)

ملٹی نیشنل کارپوریشنز (MNCs) ایسی طاقتور کاروباری تنظیمیں ہیں جو مختلف ممالک کی سرحدوں میں کام کرتی ہیں۔ یہ عالمگیریت، تجارت، اور صنعتی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ان کارپوریشنز کا عالمی معیشت پر گہرا اثر ہوتا ہے، اور یہ ٹیکنالوجی میں ترقی، روزگار کے مواقع، اور سرمائے کی منتقلی میں معاون ہیں۔ اس مضمون میں ایم این سیز کے معنی، تعریف، مثالیں، اور اہم خصوصیات کو آسان انداز میں پیش کیا گیا ہے، تاکہ ان کی ساخت اور عالمی اثرات کو اچھی طرح سمجھا جا سکے۔

6.2.1 ایم این سیز کا مفہوم (Meaning of MNCs)

ملٹی نیشنل کارپوریشن (ایم این سی) ایک بڑی کاروباری تنظیم ہے جو مختلف ممالک میں اشیا تیار کرتی ہے یا خدمات فراہم کرتی ہے۔ یہ مقامی کاروباروں کی طرح نہیں ہوتی، بلکہ اس کا صدر دفتر ایک ملک (جسے آبائی ملک کہتے ہیں) میں ہوتا ہے، اور دوسرے ممالک (جہاں یہ کام کرتی ہے، انہیں میزبان ممالک کہتے ہیں) میں اس کی ذیلی شاخیں، برانچیں، یا پیداواری اکائیاں ہوتی ہیں۔ ان کا تمام کام عالمی سطح پر مربوط ہوتا ہے، جس کی وجہ سے وہ مختلف علاقوں کے وسائل، مزدوری، اور منڈیوں سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ ایم این سیز کا مقصد بڑے پیمانے پر پیداوار کے ذریعے لاگت کم کرنا، نئی منڈیوں تک رسائی حاصل کرنا، کم خرچ میں پیداوار کرنا، اور مسابقت میں دوسروں سے آگے رہنا ہوتا ہے۔ یہ کارپوریشنز مختلف ممالک کے درمیان تجارت اور سرمایہ کاری کو آسان بناتی ہیں، اسی لیے یہ بین الاقوامی کاروبار میں اہم ترین کردار ادا کرتی ہیں۔

1. ایم این سیز کی تعریفیں (Definitions of MNCs)

مختلف ماہرینِ معاشیات اور اداروں نے ملٹی نیشنل کارپوریشنز (ایم این سیز) کی مختلف طریقوں سے تعریف کی ہے:

اقوام متحدہ کے مطابق: "ایسے کاروباری ادارے جو اپنے بنیادی ملک کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی پیداوار یا خدماتی سہولیات کی مالکیت یا کنٹرول رکھتے ہیں۔"

جان ایچ ڈننگ (ایک معروف ماہرِ معاشیات) کے مطابق: "ایسی فرمیں جو غیر ملکی براہِ راست سرمایہ کاری (FDI) کرتی ہیں اور ایک سے زیادہ ممالک میں قیمت بڑھانے والی سرگرمیوں (پیداوار یا خدمات) کی مالک یا کنٹرولر ہوتی ہیں۔"

ریمنڈ ورنن (ہارورڈ یونیورسٹی کے ماہر معاشیات) کے مطابق: "ایم این سیز وہ فرمیں ہیں جن کے متعدد ممالک میں کاروبار ہوتے ہیں، اور وہ پیداوار اور فروخت کو ایک مرکزی نظام کے تحت منظم کرتی ہیں۔"

ملٹی نیشنل کارپوریشنز (ایم این سیز) کی تینوں تعریفیں ان کی اہم خصوصیات کو مختلف زاویوں سے واضح کرتی ہیں۔ اقوام متحدہ کی تعریف ان کی ساختی حیثیت کو اجاگر کرتی ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ یہ ایسے کاروباری ادارے ہیں جو سرحدوں کے پار پیداوار یا خدمات پر کنٹرول رکھتے ہیں، یعنی ان کی توجہ غیر ملکی ملکیت اور کاروباری پھیلاؤ پر ہے۔ جان ایچ ڈننگ کی تعریف معاشی نظریے سے جڑی ہوئی ہے، جس میں ایم این سیز کو غیر ملکی براہِ راست سرمایہ کاری (FDI) اور دوسرے ممالک میں قدر بڑھانے والی سرگرمیوں سے منسلک کیا گیا ہے۔ یہ اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ یہ کارپوریشنز اپنی ملکیت کے فائدے اور عالمی وسائل کے بہتر استعمال کے لیے کوشش کرتی ہیں۔ ریمنڈ ورنن کی تعریف انتظامی پہلو کو سامنے لاتی ہے، جس میں ایم این سیز کو ایسی فرمیں بتایا گیا ہے جو سرحدوں کے پار پیداوار اور فروخت کو ایک مرکزی نظام کے تحت منظم کرتی ہیں، ساتھ ہی مقامی منڈیوں کے مطابق ڈھلتی بھی ہیں۔

مجموعی طور پر، یہ تینوں تعریفیں ایم این سیز کی کثیر الملکی موجودگی، معاشی محرکات، اور تنظیمی پیچیدگی کو سمیٹتی ہیں، جس سے عالمی کاروبار میں ان کے کردار کی مکمل سمجھ حاصل ہوتی ہے۔ ہر تعریف ان کارپوریشنز کے بارے میں علمی بحث کے ارتقا کو ظاہر کرتی ہے، جو ان کی ساختی خصوصیات سے لے کر حکمت عملی کے تقاضوں اور عملی کام کرنے کے طریقوں تک پھیلی ہوئی ہے۔

2. ملٹی نیشنل کارپوریشنز (ایم این سیز) کی مثالیں (Examples of MNCs)

دنیا کی چند بڑی اور بااثر ملٹی نیشنل کارپوریشنز درج ذیل ہیں:

1. ایپل انکارپوریشن (امریکہ) : یہ ایک بڑی ٹیکنالوجی کمپنی ہے جو آئی فونز، میک بکس، اور سافٹ ویئر تیار کرتی ہے۔ اس کی پیداواری اکائیاں چین، انڈیا، اور برازیل میں واقع ہیں۔
2. ٹویوٹا (جاپان) : یہ ایک مشہور آٹو موبائل کمپنی ہے جس کی گاڑیاں بنانے والی فیکٹریاں امریکہ، تھائی لینڈ، اور یورپ میں ہیں۔
3. سام سنگ (جنوبی کوریا) : یہ ایک عالمی الیکٹرانکس گروپ ہے جو اسمارٹ فونز، سیمی کنڈکٹرز، اور گھریلو آلات ویت نام، انڈیا، اور میکسیکو جیسے ممالک میں تیار کرتا ہے۔
4. یونی لیور (برطانیہ / نیدرلینڈز): یہ صارفین کی اشیا کی کمپنی ہے جو ڈوو، لپٹن، اور لکس جیسی مصنوعات 190 سے زیادہ ممالک میں

فروخت کرتی ہے۔

5. شیل (نیدرلینڈز/برطانیہ): یہ ایک کثیر الملکی تیل اور گیس کمپنی ہے جو پوری دنیا میں توانائی کے شعبے میں کام کرتی ہے۔

یہ ایم این سیز ظاہر کرتی ہیں کہ کیسے کارپوریشنز عالمی سپلائی چینز کا فائدہ اٹھاتی ہیں، مصنوعات کو مقامی منڈیوں کے مطابق ڈھالتی ہیں، اور بین الاقوامی تجارت کو فروغ دیتی ہیں جبکہ اپنے گھر کے ملکوں سے مرکزی حکمت عملیاتی کنٹرول برقرار رکھتی ہیں۔ ان کے عملیات عالمی انضمام اور مقامی ردعمل کے باہمی تعلق کو اجاگر کرتے ہیں، جو جدید ملٹی نیشنل کاروباری ماڈلز کی ایک نمایاں خصوصیت ہے۔

6.2.2 ایم این سیز کی خصوصیات (Characteristics of MNCs)

ملٹی نیشنل کارپوریشنز (MNCs) میں کچھ منفرد خصوصیات پائی جاتی ہیں جو انہیں مقامی کمپنیوں سے ممتاز کرتی ہیں:

1. عالمی عملیات (Global Operations)

ملٹی نیشنل کارپوریشنز کی سب سے بنیادی خصوصیت ان کی عالمی سطح پر عملیاتی موجودگی ہے جو انہیں مقامی کمپنیوں سے الگ کرتی ہے۔ ایک ملک تک محدود کمپنیوں کے برعکس، ایم این سیز متعدد ممالک میں اپنی ماتحت کمپنیاں، شاخیں، مشترکہ منصوبے یا پیداواری سہولیات قائم کرتی ہیں۔ یہ وسیع پہنچ انہیں نئی منڈیوں تک رسائی، پیداواری اخراجات کو بہتر بنانے اور کسی ایک خطے میں معاشی اتار چڑھاؤ سے پیدا ہونے والے خطرات کو کم کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔

مثال کے طور پر، ایپل انکارپوریشن اپنی مصنوعات کی ڈیزائننگ کیلیفورنیا (امریکہ) میں کرتی ہے لیکن انہیں چین میں تیار کرتی ہے، بھارت میں پرزے جوڑتی ہے اور پوری دنیا میں فروخت کرتی ہے۔ اسی طرح، میک ڈونلڈز اپنے مینو کو مقامی ذائقوں کے مطابق ڈھالتا ہے - بھارت میں سبزی خور آپشنز اور جاپان میں رائس برگرز پیش کرتا ہے - جبکہ عالمی سطح پر پہچانے جانے والے برانڈ کو برقرار رکھتا ہے۔
MNCs عالمی سطح پر اپنے کاروبار کو ان دو اہم حکمت عملیوں کے ذریعے چلاتے ہیں:

a. غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری (Foreign Direct Investment)

وہ بیرون ملک مادی اثاثوں (فیکٹریوں، دفاتر) میں سرمایہ کاری کرتے ہیں تاکہ پیداوار پر کنٹرول حاصل کیا جاسکے۔ مثال کے طور پر، ٹویوٹا نے امریکہ، تھائی لینڈ اور یورپ میں مینوفیکچرنگ پلانٹس قائم کیے ہیں تاکہ علاقائی مارکیٹوں کو مؤثر طریقے سے سپلائی کی جاسکے۔

b. اسٹریٹجک شراکت داری (Strategic Partnership)

وہ مقامی کمپنیوں کے ساتھ مشترکہ منصوبوں (جوائنٹ وینچرز) یا فرنچائزنگ کے ذریعے تعاون کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر، اسٹار بکس نے ہندوستان میں ٹاٹا کے ساتھ شراکت کی ہے تاکہ کافی کی سپلائی کو یقینی بنایا جاسکے اور ریٹیل آؤٹ لیٹس کو بڑھایا جاسکے۔

اس عالمی دسترس (فوٹ پرنٹ) کی بدولت ملٹی نیشنل کمپنیاں تقابلی فوائد سے فائدہ اٹھاپاتی ہیں (مثلاً بنگلہ دیش میں سستی محنت، سلیکون ویلی میں ٹیکنالوجی کی مہارت) جبکہ وہ تجارتی پالیسیوں اور ثقافتی اختلافات کو بھی مؤثر طریقے سے منظم کرتی ہیں۔ تاہم، یہی عالمی موجودگی انہیں متعدد چیلنجز سے بھی دوچار کرتی ہے جیسے سیاسی عدم استحکام، زرِمبادلہ کی تبدیلیاں، اور مختلف ممالک میں ضابطوں کی تعمیل کے تقاضے۔

2. بڑے پیمانے پر پیداوار اور آمدنی (Large Scale Production and Revenue)

ملٹی نیشنل کارپوریشنز (MNCs) کی دوسری اہم خصوصیت ان کے وسیع پیمانے پر کاروباری سرگرمیاں اور آمدنی کا حصول ہے، جو اکثر پورے ممالک کے جی ڈی پی کے برابر یا اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ چھوٹے یا درمیانے درجے کے کاروباروں (SMEs) کے برعکس، MNCs ایک غیر معمولی معاشی وسعت کے ساتھ کام کرتی ہیں، جس کی بدولت وہ صنعتوں پر غلبہ حاصل کرتی ہیں، عالمی سپلائی چینز کو متاثر کرتی ہیں اور مارکیٹ کے رجحانات کو شکل دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر، والمارٹ کی سالانہ آمدنی (2023 میں 611 ارب ڈالر) سویڈن اور پولینڈ جیسے ممالک کے جی ڈی پی سے زیادہ ہے، جبکہ ایمیزون کی مارکیٹ کیپٹلائزیشن (2023 میں 514 ارب ڈالر) نائیجیریا جیسے ملک کے جی ڈی پی سے زیادہ ہے، جبکہ شیل کی سالانہ آمدنی (386 ارب ڈالر) زیادہ تر افریقی ممالک کی معاشی پیداوار سے کہیں زیادہ ہے۔

ملٹی نیشنل کارپوریشنز (MNCs) بڑے پیمانے پر مصنوعات کی تیاری، خام مال پر بڑے حجم کی رعایتوں سے فائدہ اٹھانے، اور لاجسٹکس کو بہتر بنانے کے ذریعے فی یونٹ پیداواری لاگت کو کم کرتی ہیں (پیمانے کی معیشتیں)۔ ان کے وسیع وسائل MNCs کو مقابلہ کرنے والوں سے کم قیمتیں پیش کرنے، چھوٹی فرمیں حاصل کرنے، اور صنعت کے معیارات طے کرنے کے قابل بناتے ہیں۔ MNCs آمدنی کے ذرائع کو مختلف خطوں میں پھیلا کر کسی ایک مارکیٹ میں کساد بازاری کے اثرات سے بچتی ہیں۔ ان کی اعلیٰ آمدنی تحقیق و ترقی (R&D)، انضمام (Mergers)، اور عالمی توسیع کے لیے فنڈز مہیا کرتی ہے۔

3. جدید ٹیکنالوجی اور تحقیق و ترقی (Advanced Technology and R&D)

ملٹی نیشنل کارپوریشنز کی ایک تعریفی خصوصیت ٹیکنالوجی اور تحقیق و ترقی (R&D) میں ان کی بھاری سرمایہ کاری ہے۔ چھوٹی فرموں کے برعکس، MNCs کے پاس مالی استطاعت ہوتی ہے کہ وہ ہر سال اربوں ڈالر جدت طرازی کے لیے مختص کریں۔ ایپل 30 ارب ڈالر سے زیادہ، سیمسنگ 20 ارب ڈالر، اور ووکس ویگن ہر سال 15 ارب ڈالر R&D پر خرچ کرتی ہیں۔

ٹیکنالوجی کی ترقی پر اس مسلسل توجہ سے MNCs تین اسٹریٹجک مقاصد حاصل کرتی ہیں: مصنوعات کی قیادت، عمل کی بہتری، اور مستقبل کے لیے تیاری۔ مکمل ملکیتی ٹیکنالوجیز (جیسے Taiwan Semiconductor Manufacturing Company کے nm سیمی کنڈکٹر چپس یا فائزر (Pfizer) کے mRNA ویکسین پلیٹ فارم) تیار کر کے، وہ مقابلہ کرنے والوں کے لیے داخلے کی ناقابل عبور رکاوٹیں پیدا کرتی ہیں۔

ایک ہی وقت میں، یہ کمپنیاں آٹومیشن، مصنوعی ذہانت پر مبنی لاجسٹکس، اور پیش گوئی کرنے والی تجزیاتی تکنیکوں کے ذریعے اپنے عملیات کو زیادہ موثر بناتی ہیں، جس سے لاگت میں کمی کے ساتھ ساتھ معیار میں بھی بہتری آتی ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان کی تحقیق و ترقی کی کوششیں مارکیٹ میں آنے والی تبدیلیوں کو پیشگی بھانپ لیتی ہیں۔ گوگل کی مصنوعی ذہانت اور کوانٹم کمپیوٹنگ پر ابتدائی سرمایہ کاری اس بات کی واضح مثال ہے کہ کس طرح ملٹی نیشنل کمپنیاں جدت طرازی پر محض ردعمل دینے کے بجائے پوری صنعتوں کی تشکیل کرتی ہیں۔ یہ ٹیکنالوجیکی برتری ایک خودکار تقویت پانے والا چکر پیدا کرتی ہے: انقلابی ایجادات منافع پیدا کرتی ہیں جو مزید تحقیق و ترقی کے لیے مالی وسائل مہیا کرتے ہیں، جس سے ان کی مارکیٹ میں قیادت کی پوزیشن مزید مستحکم ہوتی ہے۔ تاہم، یہ صورت حال ٹیکنالوجی پر اجارہ داری

اور ملٹی نیشنل کمپنیوں اور ان چھوٹی فرموں کے درمیان بڑھتے ہوئے فرق کے حوالے سے اخلاقی سوالات بھی پیدا کرتی ہے جن کے پاس تحقیق کے لیے مساوی مالی وسائل دستیاب نہیں ہوتے۔ حتمی تجزیے میں، کسی ملٹی نیشنل کمپنی کی اپنے حریفوں سے زیادہ سرمایہ کاری کرنے اور زیادہ جدت پیدا کرنے کی صلاحیت اس کا سب سے بڑا مسابقتی فائدہ ہونے کے ساتھ ساتھ عالمی معاشی عدم مساوات کا ایک اہم محرک بھی ہے۔

4. **مضبوط برانڈ ویلیو اور عالمی شناخت** (Strong Brand Value and Global Recognition)

ملٹی نیشنل کارپوریشنز کی ایک امتیازی خصوصیت ان کی غیر معمولی طور پر مضبوط برانڈ ایکوئٹی ہے، جو عالمی مارکیٹس میں ایک مسابقتی خندق کے ساتھ ساتھ ایک اسٹریٹجک اثاثے کے طور پر کام کرتی ہے۔ مکمل طور پر مقامی کمپنیوں کے برعکس، MNCs ایسی برانڈ شناخت تشکیل دیتی ہیں جو قومی سرحدوں سے بالاتر ہوتی ہیں، جو تین اہم اسٹریٹجک فوائد فراہم کرنے والی عالمی سطح کی شناخت اور اعتماد پیدا کرتی ہیں۔ MNCs اپنی برانڈ طاقت کو استعمال کرتے ہوئے مقامی حریفوں کے مقابلے میں 20-40% زیادہ قیمتیں وصول کرتی ہیں۔ ناواقف مارکیٹس میں، صارفین فطری طور پر قائم شدہ عالمی برانڈز پر بھروسہ کرتے ہیں۔ مضبوط برانڈز MNCs کو عام 7-5 سالہ مارکیٹ دخول کے دورانیے سے گزرنے کی ضرورت سے بچاتے ہیں۔ جب اسٹار بکس نے اٹلی (کافی کلچر کی روحانی آماجگاہ) میں داخلہ لیا، تو اس نے 24 مہینوں کے اندر میلان میں 23 اسٹورز کھول دیے۔

5. **متنوع مصنوعات کا پورٹ فولیو** (Diversified Product Portfolio)

ملٹی نیشنل کارپوریشنز کی ایک بنیادی خصوصیت ان کا متنوع مصنوعات اور خدمات کا پورٹ فولیو ہے، جو ایک مسابقتی حکمت عملی کے ساتھ ساتھ خطرے کو کم کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔ یک-مصنوعات والی کمپنیوں کے برعکس جو مارکیٹ کے اتار چڑھاؤ کے لیے کمزور رہتی ہیں، MNCs حکمت عملی کے تحت متعدد صنعتوں، مصنوعات کے زمروں اور صارفین کے طبقات میں توسیع کرتی ہیں تاکہ استحکام اور مسلسل ترقی کو یقینی بنایا جا سکے۔ یہ تنوع تین اہم پہلوؤں میں ظاہر ہوتا ہے: افقی توسیع (مصنوعات کے زمروں میں)، عمودی انضمام (سپلائی چینز کو کنٹرول کرنا)، اور جغرافیائی مارکیٹ میں دخول۔

مثال کے طور پر، پروکٹر اینڈ گیمبل (P&G) دس مختلف مصنوعاتی زمروں میں کام کرتا ہے - ذاتی نگہداشت (پینٹین، جلیٹ) سے لے کر گھریلو دیکھ بھال (ٹائیڈ، سوئفر) تک - یہ یقینی بناتے ہوئے کہ ایک شعبے (مثلاً خوبصورتی کی مصنوعات) میں کمی کو دوسرے شعبے (مثلاً گھریلو صفائی) میں ترقی سے پورا کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح، سیمسنگ اسمارٹ فونز، سیمی کنڈکٹرز، گھریلو آلات اور یہاں تک کہ تعمیرات (سیمسنگ C&T کے ذریعے) پر غلبہ رکھتا ہے، جو اسے ہم آہنگی سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دیتا ہے - جیسے کہ اپنی ڈسپلے ٹیکنالوجی کو ٹی وی، فونز اور آٹو موٹو اسکرینز میں استعمال کرنا - جبکہ کسی ایک صنعت پر انحصار کو کم کرتا ہے۔ جغرافیائی تنوع مزید لچک کو مضبوط کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، یونیلیور 400 سے زائد برانڈز فروخت کرتا ہے جو علاقائی ترجیحات کے مطابق ہیں - جنوبی ایشیا میں فیئر اینڈ لولی اسکن کریم سے لے کر یورپ میں میگنم آئس کریم تک - یہ یقینی بناتے ہوئے کہ آمدنی کے ذرائع مخصوص مارکیٹس میں معاشی یا سیاسی عدم استحکام کے باوجود مستحکم رہیں۔

6. مرکزی کنٹرول کے ساتھ مقامی موافقت (Centralized Control with Local Adaptation)

ملٹی نیشنل کارپوریشنز کی سب سے پیچیدہ مگر اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ مرکزی اسٹریٹجک کنٹرول اور غیر مرکزی مقامی آپریشنز کے درمیان توازن قائم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں - ایک دوہرا ڈھانچہ جو عالمی کارکردگی اور علاقائی ردعمل دونوں کو ممکن بناتا ہے۔ یہ ہائبرڈ گورننس ماڈل MNCs کو یکساں معیارات برقرار رکھنے، لاگت کو بہتر بنانے، اور اپنے عالمی برانڈ سے فائدہ اٹھانے کے ساتھ ساتھ مقامی مارکیٹ کے حالات، ضوابط اور ثقافتی باریکیوں کے مطابق ڈھلنے کی اجازت دیتا ہے۔

MNCs اپنے ہیڈ کوارٹرز سے سخت نگرانی کرتی ہیں تاکہ کارپوریٹ حکمت عملی، مالی اہداف اور برانڈ کی سالمیت کے ساتھ ہم آہنگی یقینی بنائی جاسکے۔ بڑے سرمایہ کاری، انضمام، اور تحقیق وترقی کی ترجیحات ہیڈ کوارٹرز میں طے کی جاتی ہیں۔ منافع کی واپسی، ٹیکس کی بہتر کاری، اور عالمی بجٹ کا انتظام مرکزی طور پر کیا جاتا ہے۔ یکساں پیداوار اور حفاظتی ضوابط پوری دنیا میں نافذ کیے جاتے ہیں۔ مرکزی گورننس کے باوجود، MNCs مقامی مطالبات کو پورا کرنے کے لیے علاقائی ذیلی اداروں کو آپریشنل خود مختاری تفویض کرتی ہیں۔

7. ہنر مند افرادی قوت اور عالمی صلاحیتوں کا انتظام (Skilled Workforce & Global Talent Management)

ملٹی نیشنل کارپوریشنز اپنی اس حکمت عملی پر مبنی تربیت اور انتہائی ہنر مند عالمی افرادی قوت کے موثر استعمال کے ذریعے ممتاز ہوتی ہیں، جو ان کے لیے ایک عملی اثاثے کے ساتھ ساتھ مسابقتی امتیاز کا ذریعہ بھی ہے۔ یہ خصوصیت کئی باہم مربوط پہلوؤں کے ذریعے ظاہر ہوتی ہے جو مل کر ایک ایسا انسانی سرمایہ ماحولیاتی نظام تشکیل دیتے ہیں جو مقامی کمپنیوں کے پاس نہیں ہوتا۔ MNCs جدید ترین عالمی بھرتی کے نظام چلاتی ہیں جو بین سرحد اعلیٰ درجے کے پیشہ ور افراد کی نشاندہی کرتا اور انہیں راغب کرتا ہے۔

MNCs ادارہ جاتی علم کے ڈھانچے تیار کرتی ہیں جو مختلف مقامات پر ملازمین کی مہارت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وہ انسانی سرمائے کی ترقی میں غیر متناسب سرمایہ کاری کرتی ہیں۔ وہ عالمی معاوضے کے معیارات طے کرتے ہوئے پیکیجز (Packages) کو مقامی ضروریات کے مطابق ڈھالتے ہیں۔ رہنما MNCs افرادی قوت کی تنوع کو ایک حکمت عملی کے طور پر دیکھتے ہیں۔

لہٰذا، ملٹی نیشنل کارپوریشنز (MNCs) سات باہم مربوط خصوصیات کی بنا پر ممتاز ہوتی ہیں جو اجتماعی طور پر ان کی عالمی بالادستی کو فروغ دیتی ہیں: عالمی کارروائیاں ان کی بین الاقوامی موجودگی قائم کرتی ہیں، جبکہ وسیع پیمانے پر پیداوار لاگت کی کفایت اور مارکیٹ اثر انگیزی کو یقینی بناتی ہے، جو جدید ٹیکنالوجی اور تحقیق وترقی (R&D) میں بڑے پیمانے کی سرمایہ کاری کو ممکن بناتی ہے، جو اختراع کو توانائی بخشتی ہے اور تمام مارکیٹس میں برانڈ ویلیو کو مستحکم کرتی ہے۔ مقامی موافقت کے درمیان توازن قائم کرکے ضابطہ کار اور ثقافتی پیچیدگیوں کو عبور کرتی ہے۔ آخر میں، ان کی ہنر مند عالمی افرادی قوت اس ماحولیاتی نظام کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، جو صلاحیت کی نقل و حرکت اور علم کے اشتراک کو فروغ دیتی ہے۔ مجموعی طور پر، یہ خصوصیات ایک خود تقویت بخش مسابقتی فائدہ پیدا کرتی ہیں - پیمانے کی کفایتیں، اختراعی قیادت، اور برانڈ طاقت - جبکہ ساتھ ہی چیلنجز بھی پیش کرتی ہیں جیسے ضابطہ کار کی چھان بین، ثقافتی مزاحمت، اور عملی سختی۔ یہ متحرک فریم ورک واضح کرتا ہے کہ کیوں MNCs عالمی تجارت، سرمایہ کاری اور صنعتی ترقی کی تشکیل میں اہم مگر متنازعہ کھلاڑی بنے ہوئے ہیں۔

6.2.3 ملٹی نیشنل کارپوریشنز کا صنعتی ترقی میں کردار (Contributions of MNCs to Industrial Growth)

1. سرمایہ کاری اور غیر ملکی سرمایہ کاری (Capital Investment and FDI inflows)

سرمایہ کاری اور غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری (FDI) کی آمد ملٹی نیشنل کارپوریشنز غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری کا ایک اہم ذریعہ ہیں، جو میزبان ممالک کے صنعتی شعبوں میں کافی سرمایہ فراہم کرتی ہیں۔ ان کی مینوفیکچرنگ پلانٹس، انفراسٹرکچر اور سپلائی چینز میں بڑے پیمانے پر سرمایہ کاری صنعتی توسیع کے لیے درکار مالی وسائل مہیا کرتی ہے، جو اکثر مقامی مالیاتی صلاحیتوں سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر، ٹویوٹا اور فاکس واگن جیسی خودکار گاڑیوں کی بڑی کمپنیوں نے ترقی پذیر ممالک میں اربوں ڈالر کی پیداواری سہولیات قائم کی ہیں، جس سے ان کے کاروبار کے اردگرد پوری صنعتی نظام تشکیل پایا ہے۔ یہ سرمایہ نہ صرف فوری صنعتی منصوبوں کو فنڈ فراہم کرتا ہے بلکہ ضمنی کاروباروں، جیسے کہ پرزہ جات سپلائرز سے لے کر لاجسٹکس فراہم کنندگان تک، کو بھی تحریک دیتا ہے، جس سے معیشت میں ایک گُنا اثر پیدا ہوتا ہے۔

2. ٹیکنالوجی کی منتقلی اور جدت کاری (Technology Transfer and Modernization)

ملٹی نیشنل کارپوریشنز جدید ترین ٹیکنالوجی اور مینجمنٹ کے طریقہ کار کی منتقلی کا اہم ذریعہ ہیں۔ یہ کمپنیاں مشترکہ منصوبہ بندی، لائسنسنگ معاہدوں اور عملی تربیت کے ذریعے جدید ترین پیداواری ٹیکنالوجیز، خودکار نظام اور معیار کنٹرول کے معیارات متعارف کراتی ہیں۔ مثال کے طور پر سیمسنگ اور سیمنز جیسی کمپنیاں جدید ترین مینوفیکچرنگ تکنیکیں منتقل کرتی ہیں۔ اس ٹیکنالوجی کی منتقلی نے صنعتی شعبوں میں انقلابی تبدیلیاں لائی ہیں، جیسا کہ تائیوان کی سیمی کنڈکٹر انڈسٹری نے ملٹی نیشنل ٹیکنالوجی فرمز کے ساتھ علم کے تبادلے سے زبردست ترقی کی۔ اس کے نتیجے میں پیداواری صلاحیت اور کارکردگی میں نمایاں اضافہ ہوا ہے، جس نے مقامی صنعتوں کو عالمی منڈی میں مقابلہ کرنے کے قابل بنایا ہے۔

3. ورک فورس کی ترقی اور ہنر میں اضافہ (Workforce Development and Skill Enhancement)

ملٹی نیشنل کمپنیاں میزبان ممالک کے انسانی وسائل کو جامع تربیتی پروگراموں اور علم کی منتقلی کے اقدامات کے ذریعے نمایاں طور پر بہتر بناتی ہیں۔ بوش اور جنرل الیکٹرک جیسی کارپوریشنز خصوصی تربیتی مراکز چلاتی ہیں جو پریسژن انجینئرنگ سے لے کر ڈیجیٹل مینوفیکچرنگ تک تکنیکی مہارتیں فروغ دیتی ہیں۔ مقامی ملازمین کو عالمی معیارات اور جدید ترین صنعتی عمل سے روشناس کروا کر، ایم این سیز اعلیٰ ہنر مند کارکنوں کی ایک جماعت تیار کرتی ہیں جن کی مہارت ملکی صنعتی بنیادوں میں پھیل جاتی ہے۔ یہ انسانی سرمائے کی ترقی خاص طور پر ابھرتی ہوئی معیشتوں کے لیے انتہائی قیمتی ثابت ہوتی ہے جہاں پیشہ ورانہ تربیت کا ڈھانچہ کم ترقی یافتہ ہو۔ اس کے نتیجے میں نہ صرف ملازمین کی صلاحیتیں بڑھتی ہیں بلکہ ملک کی مجموعی صنعتی پیداواری صلاحیت میں بھی اضافہ ہوتا ہے، جو معاشی ترقی کو فروغ دیتا ہے۔

4. برآمدات کا فروغ اور عالمی منڈی سے انضمام (Export Promotion and Global Market Integration)

ملٹی نیشنل کمپنیاں مقامی صنعتوں کو بین الاقوامی ویلیو چینز (Value Chain) میں ضم کرتی ہیں، جس سے عالمی تقسیم کے نیٹ ورکس اور برآمدی منڈیوں تک رسائی ممکن ہوتی ہے۔ نائیک اور ایپل جیسی کمپنیاں متعدد ممالک سے پرزے حاصل کرتی ہیں جبکہ تیار شدہ

مصنوعات کو دنیا بھر میں فروخت کرتی ہیں، جس سے سپلائر ممالک کو بین الاقوامی معیارات اور کاروباری طریقوں سے روشناس ہونے کا موقع ملتا ہے۔ ویتنام میں الیکٹرانکس کی شاندار برآمداتی ترقی، جو بنیادی طور پر سیمسنگ کے کاروباری عمل کی بدولت ہوئی، اس بات کی واضح مثال ہے کہ کس طرح ملٹی نیشنل کمپنیوں کی شرکت کسی ملک کی صنعتی برآمدی پروفائل اور تجارتی توازن کو بدل سکتی ہے۔ اس عمل سے نہ صرف ملک کی برآمدات میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ معیشت کو بھی عالمی سطح پر مسابقت کا موقع ملتا ہے۔

5. **بنیادی ڈھانچے کی ترقی اور صنعتی نظام** (Infrastructure Development and Industrial Ecosystems)

ملٹی نیشنل کمپنیوں کے کاروباری عمل اکثر معاون بنیادی ڈھانچے کی ترقی کو جنم دیتے ہیں جو پورے صنعتی شعبوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ جب ٹیسلا ایک گیگا فیکٹری قائم کرتی ہے یا شیل ایک تیل کی پالایش کا کارخانہ بناتی ہے، تو بجلی کی فراہمی، نقل و حمل کے نیٹ ورکس اور لاجسٹکس کی صلاحیتوں میں ہونے والی بہتری وسیع تر صنعتی ترقی کے لیے سازگار ماحول پیدا کرتی ہے۔ یہ سرمایہ کاری اکثر اس سے بڑھ کر ہوتی ہے جو مقامی حکومتیں یا کاروبار خود سے حاصل کر سکتے ہیں، خاص طور پر ترقی پذیر معیشتوں میں جہاں بنیادی ڈھانچے کی کمی صنعتی ترقی میں رکاوٹ بنتی ہے۔ اس طرح ایم این سیز نہ صرف اپنے کاروبار کو فروغ دیتی ہیں بلکہ پورے صنعتی علاقوں کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

6. **معیارات کی پاسداری اور بہترین عملی طریقوں کا نفاذ**

(Quality Standards and Best Practices Implementation)

ملٹی نیشنل کمپنیاں سخت معیار کنٹرول نظام اور عملی معیارات متعارف کراتی ہیں جو میزبان ممالک کے صنعتی شعبوں کی کارکردگی کو بڑھاتے ہیں۔ ٹویوٹا (اپنے ٹویوٹا پروڈکشن سسٹم کے ذریعے) یا فائزر (Pfizer) جیسی دواساز کمپنیوں کے اعلیٰ معیارات مقامی سپلائرز اور شراکت داروں کو اپنے عمل کار کو بہتر بنانے پر مجبور کرتے ہیں۔ یہ معیاری انقلاب نہ صرف براہ راست کاروباری شراکت داروں کو فائدہ پہنچاتا ہے بلکہ اکثر صنعت بھر میں نئے معیارات قائم کرتا ہے جو پوری مینوفیکچرنگ صنعت کو بلند کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں مقامی صنعتوں کو عالمی سطح پر مقابلہ کرنے کا موقع ملتا ہے اور مصنوعات کے معیار میں نمایاں اضافہ ہوتا ہے۔

7. **تحقیق و ترقی کے اثرات** (Research and Development Spillover Effects)

ملٹی نیشنل کارپوریشنز کی تحقیق و ترقی (R&D) میں بھاری سرمایہ کاری میزبان ممالک کے لیے علم کے اہم مواقع پیدا کرتی ہے۔ جب انٹیل یا نووارٹس جیسی کمپنیاں ترقی پذیر ممالک میں تحقیقی مراکز قائم کرتی ہیں، تو یہ جدت طرازی کے مراکز بن جاتے ہیں جو مقامی سائنسی برادریوں کو متحرک کرتے ہیں اور اکثر نئی ٹیکنالوجیز کی تخلیق کا باعث بنتے ہیں۔ ان تحقیق و ترقی کی سرگرمیوں سے میزبان ممالک کی اختراعی صلاحیتیں بڑھتی ہیں، جو ان کی صنعتی بنیادوں کو تقلید سے حقیقی اختراع کی طرف منتقل کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ اس طرح ملٹی نیشنل کمپنیاں نہ صرف اپنے لیے بلکہ پورے خطے کے لیے ٹیکنالوجی کی ترقی کا ذریعہ بنتی ہیں۔

8. **مسابقت کا دباؤ اور بازار کی کارکردگی** (Competitive Pressure and Market Efficiency)

ملٹی نیشنل کمپنیوں کی موجودگی مقامی صنعتوں میں صحت مند مسابقت کو جنم دیتی ہے، جس سے مقامی کمپنیاں اپنی پیداواری صلاحیت اور کارکردگی بہتر بنانے پر مجبور ہوتی ہیں۔ عالمی سطح کی کمپنیوں کے مقابلے میں، مقامی صنعتکاروں کو جدت طرازی، معیار میں بہتری اور کاروباری عمل کو بہتر بنانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ یہ مسابقتی دباؤ ابھرتی ہوئی منڈیوں میں صنعتی شعبوں کو مضبوط بنانے میں اہم

کردار ادا کرتا ہے، جیسا کہ ہندوستانی آٹو موٹو پرزوں کے سازندگان نے ملٹی نیشنل (Original Equipment Manufacturers-OEMs) کے ساتھ کام کرنے کے بعد عالمی سطح کے سپلائرز بننے کی صلاحیت حاصل کی۔ اس طرح MNCs کی موجودگی نہ صرف بازار کو متحرک کرتی ہے بلکہ مقامی صنعتوں کو عالمی معیار پر پہنچنے میں مدد دیتی ہے۔

9. ماحولیاتی ٹیکنالوجی اور پائیدار طریقے (Environmental Technology and Sustainable Practices)

ملٹی نیشنل کمپنیاں میزبان ممالک کو سبز ٹیکنالوجیز اور پائیدار صنعتی طریقے متعارف کروانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ سیمینس انرجی اور ویسٹاس جیسی عالمی کمپنیاں قابل تجدید توانائی کی ٹیکنالوجیز منتقل کرتی ہیں، جبکہ ٹیسلا اور BYD جیسی آٹو موٹو لیڈرز الیکٹرک گاڑیوں کی مینوفیکچرنگ کی مہارت لاتی ہیں۔ یہ منتقلی ترقی پذیر ممالک کو صاف ستھری پیداواری تکنیکوں کی طرف لے جاتی ہے، جس سے صنعتی کاری کے ماحولیاتی اثرات کم ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، جب یونیلیور نے اپنا پائیدار کاشت کاری پروگرام عالمی سپلائی چینز میں نافذ کیا، تو اس نے 20 لاکھ سے زائد کسانوں کو ماحول دوست تکنیکوں کی تربیت دی۔ ملٹی نیشنل کمپنیاں سرکلر اکانومی ماڈلز کو بھی فروغ دیتی ہیں، فضلہ کم کرنے کے نظام اور توانائی بچانے والے مینوفیکچرنگ طریقوں کے ذریعے جو آہستہ آہستہ میزبان ممالک میں صنعتی معیارات بن جاتے ہیں۔ ان کی پائیداری کی کوششیں اکثر مقامی ضوابط سے بھی بڑھ کر ہوتی ہیں، جو پورے صنعتی شعبوں میں ماحولیاتی معیارات کو بلند کرنے کا باعث بنتی ہیں۔

10. کاروباری مہارتیں اور چھوٹے و درمیانے درجے کے کاروبار کی ترقی (Entrepreneurship and SME Development)

ملٹی نیشنل کمپنیاں مقامی سطح پر کاروباری مہارتوں اور چھوٹے و درمیانے درجے کے کاروبار (SMEs) کی ترقی کو فعال طور پر فروغ دیتی ہیں۔ ایپل اور ٹویوٹا جیسی کمپنیاں مقامی سپلائرز کے وسیع نیٹ ورکس تشکیل دیتی ہیں، جنہیں تکنیکی معاونت، معیاری تربیت اور عالمی منڈیوں تک رسائی فراہم کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر، ہنڈائی کے وینڈر ڈویلپمنٹ پروگرام نے بھارت میں سیکڑوں چھوٹے ورکشاپس کو عالمی معیار کے آٹو پرزوں کے کارخانے داروں میں تبدیل کر دیا۔ اس طرح کے اقدامات نہ صرف مقامی کاروباری اداروں کو مضبوط بناتے ہیں بلکہ ملک کی مجموعی صنعتی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح، والمارٹ کے عالمی سورسنگ اقدامات نے ہزاروں چھوٹے پیداکاروں کو بین الاقوامی منڈیوں تک رسائی دلانے میں مدد کی ہے۔ یہ پروگرام صنعتی نظام تشکیل دیتے ہیں جہاں مقامی کاروبار اتنی صلاحیتیں حاصل کر لیتے ہیں کہ آخرکار خود ملٹی نیشنل سپلائر بن جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ، ایم این سیز علم کی منتقلی کے ذریعے کاروباری سرگرمیوں کو بھی فروغ دیتی ہیں، کیونکہ سابق ملازمین اکثر ملٹی نیشنل کمپنیوں سے حاصل کردہ مہارت کو استعمال کرتے ہوئے کامیاب کاروبار شروع کرتے ہیں۔ اس کی بہترین مثال فیئر چائلڈ سیمی کنڈکٹر جیسی ٹیکنالوجی دیو ہیکل کمپنیوں سے نکل کر سلیکون ویلی کی اسٹارٹ اپ ثقافت کا جنم لینا ہے۔ یہ عمل نہ صرف مقامی کاروباری صلاحیتوں کو نکھارتا ہے بلکہ معیشت میں اختراعی سوچ کو بھی فروغ دیتا ہے، جس سے نئے صنعتی شعبے وجود میں آتے ہیں۔

ملٹی نیشنل کمپنیوں (MNCs) کے کثیر جہتی تعاون جن میں سرمایہ کی تشکیل، ٹیکنالوجی کی منتقلی، انسانی وسائل کی ترقی، اور منڈیوں تک رسائی شامل ہیں- عالمی سطح پر صنعتی ترقی کے لازمی محرک بن چکے ہیں۔ اگرچہ منڈی پر غلبہ اور منافع کی بیرون ملک منتقلی جیسے چیلنجز

حکمت عملی کے محتاط انتظام کے متقاضی ہیں، لیکن ملٹی نیشنل کارپوریشنز کا صنعتی ترقی پر مجموعی اثر قطعی طور پر مثبت ہے۔

ان کی عالمی وسائل کو مقامی کاروباری عمل کے ساتھ یکجا کرنے کی صلاحیت منفرد ہم آہنگی پیدا کرتی ہے جو صنعتی ترقی کو تیز کرتی ہے، خاص طور پر ابھرتی ہوئی معیشتوں میں جو اپنی مینوفیکچرنگ صلاحیتوں اور عالمی مسابقت کو بہتر بنانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ یہ کمپنیاں نہ صرف جدید ٹیکنالوجی اور سرمایہ کاری لاتی ہیں بلکہ مقامی صنعتوں کو عالمی معیار پر لانے میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں، جس سے ملکوں کی معاشی ترقی کو مستحکم بنیادیں ملتی ہیں۔

6.2.4 ملٹی نیشنل کارپوریشنز کے چیلنجز (Challenges Faced by Multinational Corporations)

ملٹی نیشنل کارپوریشنز (MNCs) عالمی معاشی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں جو میزبان ممالک میں سرمایہ کاری، ٹیکنالوجی اور روزگار کے مواقع فراہم کرتی ہیں۔ تاہم، ان کے بین الاقوامی کاروباری عمل میں کئی اہم چیلنجز بھی موجود ہیں جو ان کی کامیابی میں رکاوٹ بن سکتے ہیں اور مقامی اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ تنازعات کا باعث بن سکتے ہیں۔ یہ چیلنجز سیاسی، معاشی، ثقافتی اور اخلاقی عوامل سے جنم لیتے ہیں، جن کے پیش نظر MNCs کو مسابقتی اور پائیدار رہنے کے لیے لچک دار حکمت عملیاں اپنانا پڑتی ہیں۔ یہ مضمون MNCs کے اہم چیلنجز کا جائزہ پیش کرتا ہے، جن میں ریگولیٹری پیچیدگیاں، ثقافتی اختلافات، اخلاقی مسائل اور جیوپولیٹیکل خطرات شامل ہیں۔

ان چیلنجز میں سب سے نمایاں میزبان ممالک کے مختلف قوانین اور ضوابط ہیں جو MNCs کے لیے کاروباری ماحول کو پیچیدہ بنا دیتے ہیں۔ ثقافتی اختلافات موثر مواصلت اور انتظام میں رکاوٹیں پیدا کر سکتے ہیں، جبکہ اخلاقی معاملات جیسے کہ مزدور حقوق اور ماحولیاتی تحفظ کمپنیوں کے لیے اضافی ذمہ داریاں پیدا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ، جیوپولیٹیکل عدم استحکام اور تجارتی پابندیاں بھی MNCs کے لیے بڑے خطرات ہیں۔ ان تمام چیلنجز کے باوجود، MNCs کو اپنے عالمی کاروبار کو کامیابی سے چلانے کے لیے ان مسائل کا سامنا کرنا ہوتا ہے اور مقامی حالات کے مطابق خود کو ڈھالنا ہوتا ہے۔

1. ریگولیٹری اور سیاسی چیلنجز (Regulatory and Political Challenges)

ملٹی نیشنل کارپوریشنز (MNCs) کے لیے سب سے بڑے چیلنجز میں سے ایک مختلف ممالک کے پیچیدہ اور اکثر متضاد قوانین و ضوابط کو نافذ کرنا ہے۔ حکومتیں مختلف ٹیکس قوانین، لیبر ریگولیشنز، تجارتی پالیسیاں اور ماحولیاتی معیارات نافذ کرتی ہیں، جس کی وجہ سے ان کے ساتھ مطابقت پیدا کرنا ایک مہنگا اور وقت طلب عمل بن جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، کچھ ممالک میں غیر ملکی سرمایہ کاری پر سختی سے پابندیاں عائد ہوتی ہیں، جبکہ دیگر ممالک میں ٹیکس کے قوانین اکثر تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ یہ غیر مستحکم ریگولیٹری ماحول MNCs کے لیے طویل مدتی منصوبہ بندی کو مشکل بنا دیتا ہے۔ اس کے علاوہ، سیاسی عدم استحکام یا حکومتی پالیسیوں میں اچانک تبدیلیاں بھی کاروباری خطرات پیدا کر سکتی ہیں۔ ان تمام چیلنجز کے باوجود، کامیاب MNCs مقامی قوانین سے ہم آہنگی پیدا کرنے اور حکومتوں کے ساتھ مثبت تعلقات استوار کرنے کی حکمت عملی اپنا کر ان مشکلات پر قابو پاتی ہیں۔

مثال کے طور پر، گوگل اور ایپل جیسی ٹیکنالوجی دیو ہیکل کمپنیوں کو یورپی یونین (جی ڈی پی آر) میں ڈیٹا پرائیویسی کے سخت قوانین کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جبکہ ایشیا اور افریقہ میں مختلف ضوابط کے تحت کام کرنا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ، سیاسی عدم استحکام، اچانک پالیسی

تبدیلیاں اور تحفظ پسندانہ اقدامات جیسے کہ ٹیرفز اور مقامی مواد کی شرائط بھی کاروباری عمل میں خلل ڈال سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، امریکہ-چین تجارتی جنگ نے متعدد ملٹی نیشنل کمپنیوں کو بھاری محصولات سے بچنے کے لیے اپنی سپلائی چینز کو از سر نو تشکیل دینے پر مجبور کر دیا۔

2. ثقافتی اور انتظامی چیلنجز (Cultural and Management Challenges)

مختلف ثقافتی مناظر میں کام کرنے کے لیے ملٹی نیشنل کارپوریشنز کو اپنے کاروباری طریقوں کو مقامی روایات، صارفین کی ترجیحات اور کام کی جگہ کی توقعات کے مطابق ڈھالنا پڑتا ہے۔ ثقافتی اختلافات کو غلط سمجھنا مارکیٹنگ کی ناکامیوں، مزدور تنازعات اور شہریتی نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، والمارٹ جرمنی میں اپنے امریکی اسٹائل کے ریٹیل طریقہ کار کی وجہ سے مشکلات کا شکار ہوئی، جو جرمن صارفین کی عادات اور لیبر قوانین سے متصادم تھا۔ اسی طرح، میک ڈونلڈز مختلف ممالک میں اپنے مینو کو مقامی ذائقوں کے مطابق ڈھالتا ہے (مثلاً ایشیا میں چاول پر مبنی کھانے پیش کرنا)۔ ایک کثیر الثقافتی ورک فورس کا انتظام بھی چیلنجز پیش کرتا ہے، کیونکہ قیادت کے انداز، مواصلت کے طریقے اور ملازمین کی توقعات مختلف خطوں میں مختلف ہوتی ہی۔

3. اخلاقی اور سماجی ذمہ داری کے مسائل (Ethical and Social Responsibility Issues)

ملٹی نیشنل کارپوریشنز کو اکثر غیر اخلاقی طریقوں کے لیے تنقید کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جن میں مزدوروں کا استحصال، ماحولیاتی نقصان اور ٹیکس سے بچنے کی کوششیں شامل ہیں۔ نائیک اور ایچ اینڈ ایم جیسی کمپنیوں پر سستے مزدوروں کے استحصال کا الزام لگایا گیا ہے، جبکہ شیل اور بی پی جیسی تیل کی کمپنیوں کو ماحولیاتی نقصان کے لیے تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ، ملٹی نیشنل کارپوریشنز پر اکثر ٹیکس چوری کی حکمت عملیوں کے لیے تنقید کی جاتی ہے، جیسے کہ کم ٹیکس والے علاقوں میں منافع کی منتقلی، جو میزبان ممالک کو آمدنی سے محروم کرتی ہے۔ عوامی تنقید اور کارکنوں کی مہمات بائیکاٹ، قانونی کارروائیوں اور شہریتی نقصان کا باعث بن سکتی ہیں، جو ملٹی نیشنل کارپوریشنز کو زیادہ سخت کارپوریٹ سماجی ذمہ داری (CSR) کی پالیسیاں اپنانے پر مجبور کرتی ہیں۔

4. معاشی اور مارکیٹ کے خطرات (Economic and Market Risks)

میزبان ممالک میں بدلتے ہوئے زرمبادلہ کے نرخوں، افراط زر اور معاشی کساد بازاری ملٹی نیشنل کمپنیوں کی منافعیت پر نمایاں اثر ڈال سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، جب مقامی کرنسی کی قدر کم ہوتی ہے، تو واپس بھیجے جانے والے منافع میں کمی آتی ہے، جو مجموعی مالی کارکردگی کو متاثر کرتی ہے۔ مزید برآں، مقامی فرموں اور دیگر ملٹی نیشنل کمپنیوں سے مقابلہ مارکیٹ شیئر کو کم کر سکتا ہے۔ یوبر جیسی کمپنیوں کو مقامی طور پر مضبوط حریفوں (مثلاً چین میں ڈیڈی اور ہندوستان میں اولہ) کے خلاف جدوجہد کرنی پڑی ہے، جس کے نتیجے میں انہیں کچھ مارکیٹس سے نکلنا پڑا۔

5. سپلائی چین اور آپریشنل خطرات (Supply Chain and Operational Risks)

عالمی سپلائی چینز جیوپولیٹیکل تنازعات، قدرتی آفات اور وبائی امراض کی وجہ سے پیدا ہونے والے خلل کا شکار ہو سکتی ہیں۔ کووڈ-19 کے بحران نے ملٹی نیشنل کمپنیوں کی سپلائی چینز کی کمزوری کو بے نقاب کیا، جہاں فیکٹریوں کے بند ہونے اور شپنگ میں تاخیرات نے

بڑے پیمانے پر نقصانات کا باعث بنائیں۔ اسی طرح، روس-یوکرین جنگ نے توانائی اور خوراک کی سپلائی کو متاثر کیا، جس کی وجہ سے آئی کے ای اے اور میک ڈونلڈز جیسی کمپنیوں کو روس میں اپنے آپریشنز معطل کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اب ملٹی نیشنل کمپنیوں کو اپنی سپلائی چین کی حکمت عملیوں پر نئے سرے سے غور کرنا ہو گا، جو تنوع اور مقامی سورسنگ کے ذریعے لچک کو فروغ دے۔

6. جیوپولیٹیکل تناؤ اور تجارتی رکاوٹیں (Geopolitical Tensions and Trade Barriers)

بڑھتی ہوئی قوم پرستی اور تجارتی جنگیں ملٹی نیشنل کمپنیوں کے لیے بین الاقوامی سطح پر بلا روک ٹوک کام کرنا مشکل بنا رہی ہیں۔ حکومتیں غیر ملکی ملکیت، ڈیٹا لوکلائزیشن اور ٹیکنالوجی کی منتقلی پر پابندیاں عائد کر رہی ہیں۔ مثال کے طور پر، ہواوے کو سیکورٹی خدشات کی بنا پر متعدد ممالک میں پابندیوں کا سامنا کرنا پڑا، جبکہ ٹک ٹاک کو ڈیٹا پرائیویسی کے مسائل پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ ایسے جیوپولیٹیکل تنازعات ملٹی نیشنل کمپنیوں کو ایک طرف چناؤ کرنے یا اہم منڈیوں تک رسائی کھونے کے خطرے پر مجبور کرتے ہیں۔

جبکہ ملٹی نیشنل کارپوریشنز (MNCs) عالمگیریت اور معاشی ترقی کو فروغ دیتی ہیں، انہیں متعدد چیلنجز کا سامنا ہے جن کے لیے حکمت عملی کے ساتھ ڈھلنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ریگولیٹری رکاوٹیں، ثقافتی اختلافات، اخلاقی مخمصے، معاشی اتار چڑھاؤ اور جیو پولیٹیکل خطرات سبھی لچک دار اور ذمہ دارانہ کاروباری طریقوں کا تقاضا کرتے ہیں۔ کامیاب ہونے کے لیے، ایم این سیز کو عالمی کارکردگی اور مقامی رد عمل کے درمیان توازن قائم کرنا ہو گا، پائیدار اور اخلاقی آپریشنز میں سرمایہ کاری کرنی ہو گی، اور مضبوط سپلائی چینز تعمیر کرنی ہوں گی۔ ان چیلنجز کا پیشگی تدارک کرتے ہوئے، ایم این سیز عالمی ترقی میں مثبت طور پر حصہ ڈالنا جاری رکھ سکتی ہیں جبکہ خطرات کو کم سے کم کر سکتی ہیں۔

6.2.5 ملٹی نیشنل کارپوریشنز: ایک تنقیدی جائزہ

(Multinational Corporations (MNCs): A Critical Examination

ملٹی نیشنل کارپوریشنز (MNCs) کو طویل عرصے سے عالمی معاشی ترقی کے محرک کے طور پر سراہا جاتا رہا ہے، لیکن ان کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ نے ماہرین معاشیات، پالیسی سازوں اور سول سوسائٹی کی جانب سے نمایاں تنقید کو جنم دیا ہے۔ اگرچہ یہ میزبان ممالک میں سرمایہ کاری اور ٹیکنالوجی لاتی ہیں، ان کے کاروباری عمل اکثر معاشی استحصال، ثقافتی یکسانیت اور ماحولیاتی تنزلی کے بارے میں سنگین خدشات پیدا کرتے ہیں۔ یہ حصہ ملٹی نیشنل کارپوریشنز کے خلاف اٹھائے گئے بڑے اعتراضات کا جائزہ پیش کرتا ہے، اور ترقی پذیر معیشتوں، مزدور معیارات اور عالمی عدم مساوات پر ان کے منفی اثرات کا تجزیہ کرتا ہے۔

1. معاشی اجارہ داری اور بازار میں بگاڑ (Economic Dominance and Market Distortion)

ایم این سیز کے خلاف ایک بنیادی تنقید ان کی غیر معمولی مارکیٹ طاقت کے ذریعے مقامی معیشتوں میں پیدا کیے جانے والے عدم توازن سے متعلق ہے۔ والمارٹ اور ایمیزون جیسے کارپوریٹ دیو ہیکل اداروں پر "شکاری قیمت حکمت عملی (Predatory Pricing) کا الزام ہے جو منظم طریقے سے مقامی کاروباروں کو ختم کر دیتی ہیں۔ ترقی پذیر ممالک میں یہ صورت حال مقامی صنعتوں کے زوال کا سبب بنتی ہے جو بین الاقوامی کمپنیوں کے سامنے مقابلہ نہیں کر پاتیں۔ اقوام متحدہ کی تجارت و ترقی کی کانفرنس (UNCTAD) کے مطابق، کچھ افریقی ممالک میں ایم این سیز کی ذیلی کمپنیاں صنعتی پیداوار کا تقریباً 80% حصہ ہیں، جس سے ایک غیر صحت مند معاشی انحصاریت جنم لیتی

ہے جو مقامی کاروباری اداروں کی نشوونما کو دباتی ہے۔ اس سے بھی تشویشناک صورت حال یہ ہے کہ ایپل اور گوگل جیسی کمپنیاں پیچیدہ ٹیکس چوری کے طریقوں سے حکومتوں کو اربوں ڈالر کی آمدنی سے محروم کر رہی ہیں۔ ٹیکس جسٹس نیٹ ورک کے تخمینے کے مطابق، ایم این سیز ہر سال ٹیکس ہیونز میں ایک کھرب ڈالر سے زائد منافع منتقل کرتی ہیں، جس سے میزبان ممالک کی مالیاتی استعداد کار شدید متاثر ہوتی ہے۔ یہ رویے نہ صرف مقامی معیشتوں کو مسخ کرتے ہیں بلکہ ملکی خود مختاری کو بھی مجروح کرتے ہیں، جس کا نتیجہ طویل مدتی معاشی عدم استحکام کی صورت میں نکلتا ہے۔

2. **مزدور استحصال اور انسانی حقوق کے خدشات** (Labor Exploitation and Human Rights Concerns)

ایم این سیز کی سپلائی چینز مسلسل مزدور حقوق کی خلاف ورزیوں کے لیے تنقید کا نشانہ بنتی رہی ہیں۔ بنگلہ دیش کا ٹیکسٹائل انڈسٹری، جو مغربی برانڈز کو سپلائی کرتا ہے، خطرناک کام کے حالات اور غربت کی سطح کی اجرتوں پر کام کرتا رہتا ہے۔ 2023 کی کلین کلاتھس مہم کی رپورٹ میں انکشاف ہوا کہ ایم این سیز کے سپلائر فیکٹریز میں 98% گارمنٹ ورکرز زندہ رہنے کے لیے درکار اجرت سے کم کماتے ہیں۔

اسی طرح، فاکس کان (ایپل کا مرکزی مینوفیکچرر) جیسی ٹیکنالوجی کمپنیوں کو ضرورت سے زیادہ اوور ٹائم اور ناقص کام کے حالات کی وجہ سے بین الاقوامی مذمت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ یہ طریقے اس بات کو اجاگر کرتے ہیں جسے نقاد "ریس ٹو دی باٹم" کمپیٹلزم کہتے ہیں، جہاں ایم این سیز اپنی پیداوار کو کمزور مزدور تحفظات اور کم ترین اجرتوں والے ممالک میں منتقل کر دیتی ہیں۔

3. **ماحولیاتی انحطاط اور وسائل کا استحصال** (Environmental Degradation and Resource Exploitation)

ماحولیاتی کارکنوں نے متعدد کیسز دستاویز کیے ہیں جہاں ایم این سیز کے آپریشنز نے ماحولیاتی آفات کو جنم دیا ہے۔ نائیجیریا میں شیل اور ایکواڈور میں شیورون جیسی تیل کمپنیاں تباہ کن آئیل اسپلز کے ذمہ دار رہی ہیں جنہوں نے مقامی ماحولیاتی نظام اور کمیونٹیز کو تباہ کر دیا۔

ریوٹنٹو اور گلینکور جیسی ایم این سیز کے غلبے والے مائننگ سیکٹر نے ترقی پذیر ممالک میں جہاں نگرانی کمزور ہے، ماحولیاتی ضوابط کی بارہا خلاف ورزی کی ہے۔ 2024 کی گلوبل وٹنس رپورٹ میں انکشاف ہوا کہ ایم این سیز ایکسٹریکٹو انڈسٹریز میں 73% بڑی ماحولیاتی خلاف ورزیوں کے ذمہ دار ہیں۔ مزید برآں، عالمی سپلائی چینز کا کاربن فٹ پرنٹ - جو بنیادی طور پر ایم این سیز کے کنٹرول میں ہے - موسمیاتی تبدیلی میں غیر متناسب حصہ ڈالتا ہے جبکہ غریب ممالک کو ماحولیاتی اخراجات کا بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔

4. **ثقافتی سامراجیت اور یکسانیت** (Cultural Imperialism and Homogenization)

ثقافتی نقادوں کا دعویٰ ہے کہ ملٹی نیشنل کمپنیاں مغربی ثقافتی غلبے، خاص طور پر امریکنائزیشن کے ذرائع کا کام کرتی ہیں۔ میک ڈونلڈز اور سٹار بکس جیسی فاسٹ فوڈ چینز کی عالمی پھیلاؤ کا تعلق ترقی پذیر ممالک میں غذائی تبدیلیوں اور صحت کے بحرانوں سے جوڑا گیا ہے۔

ڈزنی اور نیٹ فلکس جیسی میڈیا کانگلومریٹس پر مقامی روایات کے نقصان پر مغربی ثقافتی اقدار کو فروغ دینے کا الزام ہے۔ یونیسکو کی 2023 کی ثقافتی تنوع پر رپورٹ میں انکشاف ہوا کہ جہاں ملٹی نیشنل میڈیا کمپنیوں کی مضبوط موجودگی ہے، وہاں مقامی میڈیا پروڈکشن میں 40% کمی واقع ہوئی ہے، جس سے ثقافتی کٹاؤ اور شناخت کے فقدان کے بارے میں خدشات پیدا ہوئے ہیں۔

5. سیاسی اثرورسوخ اور خودمختاری کے مسائل (Political Influence and Sovereignty Issues)

شاید سب سے تشویشناک تنقید ایم این سیز کا ضرورت سے زیادہ سیاسی اثرورسوخ کے ذریعے قومی خودمختاری کو کمزور کرنے سے متعلق ہے۔COVID-19وبا کے دوران فائزر اور موڈرنا جیسی دواساز دیوہیکل کمپنیوں پر اپنی مارکیٹ کی بالادستی استعمال کر کے حکومتوں کو شرائط طے کرنے کا الزام لگایا گیا۔ ٹیکنالوجی کے شعبے میں، میٹا(فیس بک)اور گوگل جیسی کمپنیوں پر الگورتھمک تعصبات اور ڈیٹا کنٹرول کے ذریعے سیاسی عمل میں مداخلت کے الزامات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ بہت سے ممالک میں ایم این سی کے ایگزیکٹوز اور سرکاری عہدوں کے درمیان گردشی دروازہ(ریوولونگ ڈور)مفاد کے تصادم پیدا کرتا ہے جو اکثر عوامی بہبود کے بجائے کارپوریٹ منافع کو ترجیح دیتے ہیں۔

اختتام کے طور پر، ہم کہہ سکتے ہیں کہ ملٹی نیشنل کارپوریشنز (MNCs) عالمی معیشت میں ایک متضاد قوت کی نمائندگی کرتی ہیں- ترقی کے محرک مگر گہری عدم مساوات کے ذرائع۔ اگرچہ صنعتی کاری، ٹیکنالوجیکل ترقی، اور روزگار کے مواقع میں ان کے کردار کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا، لیکن ان کے کاروباری عمل اکثر استحصالی مزدوری کے طریقوں، ماحولیاتی انحطاط، اور مسابقتی بازار کی بالادستی کو برقرار رکھتے ہیں۔ایم این سیز کی بے لگام طاقت کارپوریٹ جوابدہی، ریگولیٹری تاثیر، اور عالمگیریت کے اخلاقی پہلوؤں کے بارے میں اہم سوالات اٹھاتی ہے۔ جیسے جیسے دنیا زیادہ سے زیادہ باہم جڑتی جارہی ہے، ایم این سیز کی معاشی صلاحیت سے فائدہ اٹھانے اور ان کے منفی اثرات کو کم کرنے کے درمیان صحیح توازن تلاش کرنا ہمارے عالمگیریت کے دور کا ایک انتہائی اہم چیلنج ہے۔ بامعنی اصلاحات کے بغیر، ایم این سیز پر تنقید صرف بڑھے گی، جس کے نتیجے میں عالمی سطح پر معاشی عدم استحکام اور سماجی بے چینی میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

6.3 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس موضوع پر غور و فکر کرنے کے بعد، طلبا قابل ہوں گے کہ وہ:

- ملٹی نیشنل کارپوریشنز (MNCs) کے معنی اور تعریف کو سمجھ سکیں، انہیں مقامی کارپوریشنز سے ممیز کر سکیں، اور عالمی معیشت میں ان کے کردار کو پہچان سکیں۔
- ایم این سیز کی اہم خصوصیات کا تجزیہ کر سکیں۔
- صنعتی اور معاشی ترقی میں ایم این سیز کے تعاون کا جائزہ لے سکیں۔
- ایم این سیز کے خلاف چیلنجز اور تنقیدوں کا تنقیدی انداز میں جائزہ لے سکیں۔

6.4 فرہنگ (Glossary)

دانشورانہ ملکیتی حقوق :Intellectual Property Rights-ایم این سیز کی اختراعات کے لیے قانونی تحفظ جو مارکیٹ میں اجارہ داری پیدا کر سکتے ہیں۔

ریگولیٹری آربیٹریج :Regulatory Arbitrage-قوانین میں فرق سے فائدہ اٹھا کر تعمیل کے اخراجات / ٹیکسز کو کم کرنا۔

عالمی ویلیو چینز :Global Value Chain-بین الاقوامی پیداواری نیٹ ورکس جہاں ایم این سیز مختلف ممالک میں خصوصی

سرگرمیوں کو مربوط کرتی ہیں۔

غیر ملکی راہ راست سرمایہ کاری:FDI-ایم این سیز کی جانب سے میزبان ممالک میں کاروباری آپریشنز قائم کرنے کے لیے کی گئی سرمایہ کاری۔

کارپوریٹ سماجی ذمہ داری:CSR-ایم این سیز کی جانب سے معاشرتی اور ماحولیاتی بہبود کے لیے اٹھائے گئے اخلاقی اقدامات۔

گلوبلائزیشن :Globalization-عالمی مصنوعات / خدمات کو مقامی منڈیوں کے مطابق ڈھالنے کی کاروباری حکمت عملی جبکہ بنیادی برانڈنگ برقرار رکھی جاتی ہے۔

ملٹی نیشنل کارپوریشن :MNCs-بڑی کمپنی جو مرکزی انتظام کے ساتھ متعدد ممالک میں کام کرتی ہے۔

6.5 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

6.5.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. وہ بنیادی خصوصیت کون سی ہے جو ایم این سیز کو مقامی فرمز سے ممیز کرتی ہے؟

(a) ملازمین کی زیادہ تعداد (b) متعدد ممالک میں کاروباری آپریشنز

(c) زیادہ سالانہ آمدنی (d) صرف ٹیکنالوجی پر توجہ

2. مندرجہ ذیل میں سے کون سی ایک اہم حکمت عملی ہے جو ایم این سیز عالمی کاروبار حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتی ہیں؟

(a) تمام پیداوار کو آؤٹ سورس کرنا (b) غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری(FDI)

(c) مقامی شراکت داریوں سے گریز کرنا (d) ثقافتی اختلافات کو نظر انداز کرنا

3. یو این سی ٹی اے ڈی کے مطابق، ایم این سیز کی ذیلی کمپنیاں کچھ افریقی ممالک میں عالمی صنعتی پیداوار کا کتنا فیصد حصہ ہیں؟

(a) 30% (b) 50%

(c) 80% (d) 95%

4. ایم این سیز کا کون سا عمل کمائی کو گھر والے ملک میں واپس بھیجنے سے متعلق ہے، جو اکثر میزبان ملک کی آمدنی کو کم کر دیتا ہے؟

(a) گلوبلائزیشن (b) منافع کی واپسی(پروفٹ رمپیٹریشن)

(c) ریگولیٹری آربیٹریج (d) ثقافتی یکسانیت

5. ایم این سیز کے خلاف مزدوری کے طریقوں کے حوالے سے ایک بڑی تنقید کیا ہے؟

(a) کارکنوں کو زیادہ تنخواہیں دینا (b) ضرورت سے زیادہ مراعات فراہم کرنا

(c) ترقی پذیر ممالک میں سستے مزدوروں کا استحصال کرنا (d) ورک فورس کی تربیت سے گریز کرنا

6. کون سی اصطلاح ایم این سیز کے عالمی مصنوعات کو مقامی منڈیوں کے مطابق ڈھالنے کے عمل کو بیان کرتی ہے؟

(a) اجارہ داری(مونوپولائزیشن) (b) گلوبلائزیشن(گلوکلائزیشن)

(c) مرکزیت(سنٹرلائزیشن) (d) یکسانیت(ہوموجنائزیشن)

7. ایکسٹریکٹوانڈسٹریز میں ایم این سیز کے خلاف عام ماحولیاتی تنقید کیا ہے؟

(a) قابل تجدید توانائی کا ضرورت سے زیادہ استعمال (b) ضرورت سے زیادہ ری سائیکلنگ پروگرام

(c) ماحولیاتی ضوابط کی خلاف ورزی (d) سپلائی چینز کو نظر انداز کرنا

8. ایم این سیز کی کون سی خصوصیت انہیں متعدد صنعتوں میں کام کرکے خطرات کو کم کرنے کی اجازت دیتی ہے؟

(a) متنوع مصنوعات کا پورٹ فولیو (b) مرکزی کنٹرول

(c) مضبوط برانڈ ویلیو (d) ہنر مند افرادی قوت

9. مختلف قومی ضوابط کی وجہ سے ایم این سیز کو درپیش ایک اہم چیلنج کیا ہے؟

(a) ضرورت سے زیادہ منافع (b) قانونی فرق سے فائدہ اٹھانا

(c) ملازمین کی اطمینان (d) ثقافتی تعریف

10. ایم این سیز کی کون سی سرگرمی مقامی روایات کے کٹاؤ سے منسلک کی گئی ہے؟

(a) ٹیکس سے بچاؤ (b) ثقافتی یکسانیت

(c) CSR اقدامات (d) تحقیق و ترقی کی سرمایہ کاری

جوابات	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
	b	b	c	b	b	b	c	a	b	b

6.5.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. ایم این سیز کی کوئی تین اہم خصوصیات بیان کریں اور مثالیں دیں۔
2. ایم این سیز ترقی پذیر ممالک کی صنعتی ترقی میں کیسے مدد کرتی ہیں؟ تین نکات بیان کریں۔
3. بین الاقوامی سطح پر کام کرتے وقت ایم این سیز کو کن تین بڑے چیلنجز کا سامنا ہوتا ہے؟
4. ایم این سیز پر مزدوری کے طریقوں پر تنقید کیوں کی جاتی ہے؟ دو مثالیں دیں۔
5. مثالیں دے کر بتائیں کہ ایم این سیز اپنے آپریشنز میں عالمی اور مقامی ضروریات کا توازن کیسے بناتی ہیں؟
6. ایم این سیز ترقی پذیر ممالک کو ٹیکنالوجی کیسے منتقل کرتی ہیں؟ وضاحت کریں۔

6.5.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. ایم این سیز کی اہم خصوصیات بیان کریں اور یہ بتائیں کہ یہ خصوصیات انہیں عالمی سطح پر کام کرنے میں کیسے مدد دیتی ہیں؟ ہر خصوصیت کی مثالیں دیں۔
2. ایم این سیز کے صنعتی ترقی میں تین بڑے تعاون اور ان کے خلاف تین اہم تنقیدات بیان کریں۔ اپنے جواب کو مخصوص کیسز سے ثابت کریں۔
3. ایم این سیز کو مختلف ممالک میں کام کرتے وقت کن چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟ تین اہم چیلنجز پر تفصیل سے بحث کریں اور بتائیں کہ

کمپنیاں ان کا مقابلہ کیسے کرتی ہیں، مثالیں دے کر واضح کریں۔

6.6 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Barthwal, R. R. (2007). *Industrial economics* (2nd ed.). New Age International.
2. Carlton, D. W., & Perloff, J. M. (2015). *Modern industrial organization* (4th ed.). Pearson.
3. Pepall, L., Richards, D. J., & Norman, G. (2014). *Industrial organization: Contemporary theory and empirical applications* (5th ed.). Wiley.
4. Puri, V. K. (2010). *Industrial economics and management*. Himalaya Publishing House.
5. Shepherd, W. G. (1997). *The economics of industrial organization* (4th ed.). Waveland Press.

اکائی 7: صنعتی شعبے کے اجزائے ترکیبی

(Composition of Industrial Sector)

اکائی کے اجزا:

7.0 تمہید (Introduction)

7.1 مقاصد (Objectives)

7.2 صنعتی شعبے کی ساخت (Composition of the Industrial Sector)

7.2.1 افعال پر مبنی ترکیب (Functional Composition)

7.2.2 پیمانے پر مبنی ترکیب (Composition by scale of Operation)

7.2.3 ملکیت پر مبنی ترکیب (Composition by Ownership)

7.3 صنعت کے سائز کی اہمیت (Significance of Firm Size)

7.4 معیشت میں مختلف اقسام کی صنعتوں کی شراکت اور ان کو درپیش مسائل
(Contributions of & Challenges before Different Sized Industries)

7.4.1 چھوٹی و درمیانی صنعتوں کا تعاون (Contributions of MSME)

7.4.2 چھوٹی صنعتوں کو درپیش اہم مسائل (Problems of Small Industries)

7.4.3 بڑے پیمانے کی صنعتیں (Big Industries)

7.4.4 بھارت کی جی ڈی پی میں بڑی صنعتوں کی شراکت
(Contribution of Large Industries in GDP of India)

7.4.5 بڑی صنعتیں کو درپیش مسائل (Problems Faced by Large-scale Industries)

7.4.6 درمیانی صنعتوں کے مسائل (Problems of Medium Enterprises)

7.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

7.6 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

7.6.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

7.6.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

7.6.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

7.7 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

7.0 تمہید (Introduction)

کسی معیشت میں موجود صنعت کی سائز، اس کی ساخت (Composition) اور تعداد کی مقدار معیشت کی ترقی کی رخ اور رفتار کو طے کرتے ہیں۔ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی ترقی کی تاریخ پر نظر ثانی کی جائے تو یہ بالکل واضح ہے کہ ان کی ترقی کا ارتقا چھوٹی، مائیکرو صنعتوں سے شروع ہوا اور آج یہ بڑے پیمانے کی جدید ٹیکنالوجی سے لیس صنعتیں ہیں اور ملک کی پیداوار GDP اور برآمدات Export میں تعاون کرکے ملک کی ترقی میں مددگار ہوتی ہیں۔ ملک کی معیشت کو ترقی یافتہ بنانے میں آج کی جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کرکے تیز رفتار سے پیداوار کو بڑھاوا دیتی ہیں۔ بڑی صنعتوں کا نظام اور سرمایہ کاری کی سطح کافی جدا اور بڑی ہوتی ہیں۔ جبکہ چھوٹی صنعتیں کم سرمایہ کاری اور کم لوگوں کو کام پر لگا کر کام کو شروع کرتی ہیں۔

ہمارے ملک ہندوستان کی آزادی کے وقت بھی مہاتما گاندھی جہاں چھوٹی صنعتوں کو مضبوط کرنے کی وکالت کرتے تھے، وہ خود چرخا سے سوت کاتتے تھے اور ان کا کہنا تھا کہ "بھارت گاؤں میں بستا ہے" اور گاؤں کی ترقی سے ہی ملک کی ترقی ممکن ہے۔ اس کے برخلاف ماہر معیشت بابا صاحب ڈاکٹر امبیڈکر بڑی صنعت کے لگائے جانے کے حامی تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ملک کو ایک جدید ترقی یافتہ معیشت بننا ہے تو مضبوط بنیاد رکھنی ہوگی جس کے لیے بڑے پیمانے کی صنعتیں لگائی جائیں اور ان کے لیے حکومت سے مدد ملنی چاہیے۔ ڈاکٹر امبیڈکر نے امریکہ کی کولمبیا یونیورسٹی (Columbia University) سے شعبہ معاشیات (Economics) میں پی ایچ ڈی کی تھی۔ ان کا نظریہ بالکل جدید تھا اور مغربی ممالک کی ترقی کو انہوں نے نزدیک سے دیکھا اور پڑھا تھا۔ اس وقت کی بین الاقوامی طاقتوں کی ترقی کا راز بڑے پیمانے کی صنعتیں جیسے ٹکسٹائلس، اسٹیل، سیمنٹ، بھاری مشینری وغیرہ تھیں۔ ڈاکٹر امبیڈکر بھی بھارت میں بجلی کی گرڈ (Electric Grid)، اسٹیل پلانٹ اور دوسری بڑی انڈسٹری کو لگانے کی وکالت کرتے ہیں۔ ان کا ماننا تھا کہ بڑی صنعتیں ہی پیداوار کو جدید طریقے سے اور کم لاگت سے زیادہ پیداوار کرنے کے قابل ہوتی ہیں اور روزگار کے مواقع بھی پیدا کرتے ہیں۔ گاندھی اور امبیڈکر کے خیالات کا توازن اور ان میں ایک درمیانی راستہ نکالتے ہوئے پنڈت جواہر لال نہرو نے Mixed Economy اور Balanced Growth کا راستہ چنا جس میں چھوٹی اور درمیانی کے ساتھ ساتھ بڑی صنعتوں کو بھی سپورٹ کیا۔ گاؤں، غریب اور چھوٹے شہروں کی چھوٹی صنعتوں کو مدد پہونچانے کے ساتھ بڑی بڑی صنعتوں کو پونجی اور شرمایہ کاری کی بہت زیادہ ضروری ہے اور اس کے لیے بیرون ممالک سے بھی مدد لی گئی۔ چونکہ ملک کے پاس اتنا سرمایہ نہیں تھا اس لیے کچھ بہت ضروری اشیا کی پیداوار میں بڑے کاروباری و بڑی صنعتوں کو اجازت دی گئی۔

اس طرح سے کسی ملک کی ترقی کا دارومدار وہاں موجود صنعتی ڈھانچہ طے کرتا ہے اور یہ ملک میں موجود وسائل اور خود کی پونجی کی حالات اور سیاسی، سماجی فلسفہ پر منحصر ہوتی ہے۔

7.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- صنعت کی معیشت میں اہمیت۔
- معیشت میں صنعتوں کی ساختی ترکیب۔
- صنعتوں کی درجہ بندی جیسے چھوٹے، درمیانی اور بڑی صنعتوں کا معیشت میں رول اور ان کے سامنے درپیش مسائل۔
- معیشت میں صنعت کے سائز، ساخت کو طے کرنے کا بنیادی فلسفہ اور معاشی عوامل کا روال۔

7.2 صنعتی شعبے کی ساخت (Composition of the Industrial Sector)

صنعتی شعبے کی ساخت سے مراد معیشت کے اندر مختلف اقسام کی صنعتوں کی ساختی ترتیب ہے۔ یہ ترتیب بتاتی ہے کہ صنعتیں کس طرح منظم ہیں، ان کی سرگرمیوں کی نوعیت میں کیا فرق ہے، اور وہ کس طرح پیداوار، روزگار، آمدنی اور ترقی میں اجتماعی طور پر حصہ لیتی ہیں۔ سادہ الفاظ میں، صنعتی شعبے کی ساخت اس شعبے کی اندرونی بناوٹ کو واضح کرتی ہیں یعنی کون سی صنعتیں موجود ہیں، وہ کس طرح درجہ بندی کی گئی ہیں، اور وہ مجموعی معیشت میں کیا کردار ادا کرتی ہیں۔

زرعی شعبے کے برعکس، جو فطرت میں زیادہ تر یکساں ہوتی ہے، صنعتی شعبہ نہایت متنوع ہے۔ یہ سرگرمیوں کی ایک وسیع رینج پر مشتمل ہے جس میں خام مال کی کان کنی جیسے کوئلہ اور لوہا نکالنے سے لے کر بھاری مشینری، صارفین کی اشیا، اور جدید خدمات جیسے معلوماتی ٹیکنالوجی اور تحقیق کی پیداوار تک شامل ہیں۔ اسی تنوع کی وجہ سے، صنعتی شعبے کا مطالعہ ایک واحد اکائی کے طور پر نہیں کیا جا سکتا، بلکہ اسے مختلف زمروں اور ذیلی شعبوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جو کہ اس کی پیچیدگی کو ظاہر کرتے ہیں۔

صنعتی شعبے کی ساخت کی اہمیت کی کئی وجوہات ہیں جو ان صنعتوں کے بنیادی افعال (Functional) سے جو خام مال پیدا کرتی ہیں، ان صنعتوں تک جو ضروری خدمات فراہم کرتی ہیں، کے تنوع کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ سب سے پہلے، یہ صنعتوں کی فعالی نوعیت کو واضح کرتی ہیں؛ دوسرا، صنعتوں کے پیمانے اور صلاحیت کو ظاہر کرتی ہیں، بڑی کارپوریٹ کمپنیوں سے لے کر چھوٹی دستکاری صنعتوں تک۔ تیسرا، یہ ملکیت کے انداز کو واضح کرتی ہیں کہ آیا کوئی صنعت حکومت کی ملکیت ہے، نجی افراد کی، تعاونی اداروں کی، یا مشترکہ منصوبوں کے زریعے چلائی (Joint Venture) جاتی ہیں۔ آخر میں، صنعتی ساخت کا مطالعہ، معاشی ترقی کی سطح پر بصیرت فراہم کرتا ہے، کیونکہ ترقی یافتہ معیشتوں میں عموماً ایک سے زیادہ متوازن اور متنوع صنعتی ڈھانچہ ہوتا ہے جبکہ ترقی پذیر ممالک میں یہ مختلف ہوتا ہے۔

یوں، صنعتی شعبے کی ساخت محض درجہ بندی کا عمل نہیں بلکہ ایک تجزیاتی فریم ورک ہے جو کسی ملک میں صنعتی ترقی کے خدوخال، مضبوطی اور کمزوری کو ظاہر کرتا ہے۔ ساخت کا جائزہ لے کر یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وسائل کس حد تک مؤثر طریقے سے استعمال ہو رہے ہیں، روزگار کے مواقع کس طرح پیدا کیے جا رہے ہیں، اور صنعتی بنیاد قومی ترقی میں کس حد تک حصہ ڈال رہی ہے۔

صنعتوں کے منظم مطالعے کے لیے، عام طور پر ان کی ترکیب کو تین حصوں میں کیا جاتا ہے:

7.2.1 افعال پر مبنی ترکیب (Functional Composition)

یہ درجہ بندی صنعتوں کی سرگرمیوں کی نوعیت پر مبنی ہے۔اس کے مطابق صنعتوں کو تین زمروں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

1. ابتدائی صنعتیں(Primary Industries)

ابتدائی صنعتیں قدرتی وسائل سے براہ راست خام مال حاصل کرنے یا جانداروں کی افزائش سے متعلق ہوتی ہیں۔انہیں Extractive یا Genetic Industries بھی کہا جاتا ہے۔استخراجی صنعتوں میں کوئلے، لوہے، تیل، قدرتی گیس، جنگلات اور مچھلیوں کی کان کنی یا حصول شامل ہیں جو دوبارہ پیدا نہیں کیے جاسکتے۔ جینیاتی صنعتوں میں زراعت، باغبانی، مویشی بانی، اور ماہی پروری شامل ہیں جو افزائش اور کاشت کے ذریعے مزید پیداوار کرتی ہیں۔مثال کے طور پر کول انڈیا لمٹیڈ (Coal India Limited): کوئلے کی کان کنی۔ آئل اینڈ نیچرل گیس کارپوریشن(ONGC): خام تیل اور قدرتی گیس کا استخراج۔ کیرالہ فشریز ڈیپارٹمنٹ: ماہی گیری اور مچھلی کی افزائش۔

اہمیت

یہ صنعتیں ترقی کی بنیاد فراہم کرتی ہیں کیونکہ یہ خام مال مہیا کرتی ہیں، قدرتی وسائل والے علاقوں میں صنعتی ترقی کو فروغ دیتی ہی اور روزگار کے بڑے مواقع فراہم کرتی کرتی ہیں، خاص طور پر ترقی پزیر ممالک میں۔

2. ثانوی صنعتیں (Secondary Industries)

یہ صنعتیں ترقی کا مرکزی حصہ ہیں یہ صنعتیں خام مال کو تیار شدہ یا نیم تیار شدہ مصنوعات میں تبدیل کرتی ہیں۔ اس میں بھاری صنعتیں (Heavy Industries) سرمایہ اور مشینری پر زیادہ انحصار کرتی ہیں جیسے فولاد، سیمنٹ، مشین سازی، شپ بلڈنگ، کھادیں، اور پیٹرو کیمکل صنعتیں جیسے ٹاٹا اسٹیل، لارسن اینڈ ٹوبرو، انڈین آئل کارپوریشن۔ ہلکی صنعتیں (Light Industries) یہ صارفین کی ضروریات سے متعلق ہیں جیسے ٹیکسٹائل، کاغذ، خوراک کی پروسیسنگ، جوتے، اور گھریلو اشیا۔ مثالیں: امول، برٹانیا، انڈسٹریز، ریمونڈ۔

اہمیت: یہ قدرتی وسائل میں قدر میں اضافہ کرتی ہیں، بڑے پیمانے پر روزگار کے مواقع پیدا کرتی ہیں، شہری و انفراسٹرکچر کی ترقی کو فروغ دیتی ہیں اور برآمدات اور زرمبادلہ میں نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔

3. ثالثی یا خدماتی صنعتیں (Tertiary or Service Industries)

یہ صنعتیں براہ راست پیداوار نہیں کرتیں بلکہ دیگر صنعتوں کے لیے سہولیتیں فراہم کرتی ہیں جیسے توانائی، نقل و حمل، بینکاری، بیمہ، ذخیرہ، تحقیق اور انفارمیشن ٹیکنالوجی۔ مثالیں: اسٹیٹ بینک آف انڈیا (بینکاری خدمات)، انڈین ریلوے (نقل و حمل)، ریلائنس جیو (ٹیلی کمیونیکیشن)، این ٹی پی سی (بجلی پیداوار)۔

اہمیت: پیداوار اور تقسیم کے عمل کو آسان بناتی ہیں، مالیاتی، حفاظتی اور لاجسٹک سہولیتیں فراہم کرتی ہیں، جدید دور میں نالج بیسڈ معیشت کے باعث ان کی اہمیت میں اضافہ ہوا ہے اور اختراعات اور تکنیکی ترقی کو فروغ دیتی ہیں۔

7.2.2 پیمانے پر مبنی ترکیب (Composition by scale of Operation)

صنعتی حجم، سرمایہ، ٹیکنالوجی اور افرادی قوت کی بنیاد پر بڑی، درمیانی اور چھوٹی صنعتوں میں تقسیم کی جاتی ہیں۔

1. بڑی صنعتیں (Large-scale Industries)

یہ صنعتیں بڑے سرمایہ، جدید ٹیکنالوجی، اور بڑے پیمانے کی پیداوار کے ساتھ کام کرتی ہیں۔ مثالیں: ٹاٹا موٹرز، ماروتی سوزوکی، ایس اے آئی ایل، ریلائنس ریفائنری۔

خصوصیات

- سرمایہ اور ٹیکنالوجی پر انحصار۔
- بڑی تعداد میں ہنر مند و غیر ہنر مند مزدور۔
- صنعتی مراکز میں قائم۔
- ملکی و برآمدی ضروریات پوری کرتی ہیں۔

اہمیت

- قومی آمدنی اور جی ڈی پی میں نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔
- تکنیکی ترقی اور جدیدیت کا باعث
- چھوٹی صنعتوں کے ساتھ مربوط روابط قائم کرتی ہیں۔

2. درمیانی صنعتیں (Medium-scale Industries)

یہ صنعتیں بڑی اور چھوٹی صنعتوں کے درمیان حیثیت رکھتی ہیں، عموماً مخصوص پرزے یا مصنوعات تیار کرتی ہیں۔

خصوصیات

- معتدل سرمایہ کاری۔
- لچک دار اور مارکیٹ کی ضروریات کے مطابق۔
- بڑے و چھوٹے یونٹس کے لیے معاون صنعتوں کے طور پر کام کرتی ہیں۔
- مثالیں: بھارت الیکٹرانکس لمٹیڈ، علاقائی انجینئرنگ ورکشاپس، پیکیجنگ یونٹس۔

اہمیت

- مقامی روزگار کے مواقع فراہم کرتی ہیں۔
- صنعتی تنوع میں اضافہ کرتی ہیں۔

3. **چھوٹی اور دستکاری صنعتیں** (Small-Scale and Cottage Industries)

یہ صنعتیں محنت پر مبنی اور مقامی وسائل پر منحصر ہوتی ہیں۔ ان میں ہنر مندی اور روایتی فنون شامل ہیں۔

مثالیں: کھادی اینڈ ولیج انڈسٹریز، بنارس کی ساڑی، کیرالہ کی ناریل کی رسی (Coir) صنعت، میسور ریشم، راجستھان اور کشمیر کی دستکاریاں۔

اہمیت

- خود روزگاری اور غربت میں کمی۔
- دیہی صنعتی ترقی میں کردار۔
- ثقافتی ورثے کا تحفظ۔
- علاقائی ترقی میں توازن پیدا کرتی ہیں۔

7.2.3 ملکیت پر مبنی ترکیب (Composition by Ownership)

1. **عوامی شعبے کی صنعتیں** (Public Sector Industries)

یہ حکومت کی ملکیت اور انتظام میں ہوتی ہیں۔ مثالیں: انڈین ریلوے، او این جی سی، ایس اے آئی ایل، بی ایچ ای ایل، این ڈی پی سی۔

اہمیت

- بھاری اور اسٹریٹجک صنعتوں میں کردار۔
- علاقائی توازن اور مساوی ترقی۔
- عوامی بہبود کے مقاصد کو ترجیح۔

2. **نجی شعبے کی صنعتیں** (Private Sector Industries)

یہ انفرادی یا کارپوریٹ اداروں کی ملکیت میں ہوتی ہیں۔ مثالیں: ریلائنس انڈسٹریز، انفوسس، وپرو، بجاج آٹو۔

اہمیت

- کارکردگی اور جدت میں ممتاز۔
- روزگار اور جی ڈی پی میں اہم کردار۔
- مارکیٹ کی ضروریات پوری کرتی ہیں۔

3. **مشترکہ شعبے کی صنعتیں** (Joint Sector Industries)

یہ حکومت اور نجی سرمایہ کاروں کی مشترکہ ملکیت میں ہوتی ہیں۔ مثالیں: ماروتی ادوگ لمیٹڈ (Maruti Udyog Ltd) آئل

انڈیالمیڈڈ۔

اہمیت

- سرکاری و نجی تعاون کو فروغ۔
- صنعتی ترقی کے لیے وسائل کا اشتراک۔
- خطرات کی تقسیم۔

7.3 صنعت کے سائز کی اہمیت (Significance of Firm Size)

کسی ملک کی معیشت کی صحت وہاں پر صنعت کی مختلف اقسام اور ان کے مختلف سائز سے طے پاتا ہے۔ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں بڑے پیمانے کی صنعتوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ جبکہ غریب اور ترقی پزیر معیشت دستکاری اور چھوٹی صنعتوں پر منحصر ہوتی ہیں۔ معیشت میں موجود مختلف سائز کی صنعتوں کا تعین ان میں لگائی گئی پونجی یعنی سرمایہ کاری، کامگاروں کی تعداد، سالانہ لین دین turn-over پیداوار ما حصل سے ہوتا ہے۔ صنعت کے سائز کا تعین وقت اور مقام کے مطابق مختلف ہوتا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر ان کے سائز کا تعین الگ الگ ملک میں الگ الگ ہوتا ہے۔ ہمارے ملک ہندوستان میں بھی الگ الگ رہا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ پیمانے میں تبدیلی ہوتی رہی ہے۔ ابھی حال میں وزارت MSMEs نے 26 جون 2020 کو MSMEs کے رجسٹریشن پر اسیس پر نظر ثانی کی اور اس میں پرانے پیمانے میں سرمایہ کاری کے ساتھ Turnover کو بھی شامل ہے۔ اس کے علاوہ مینوفیکچرنگ اور سروسز کے فرق کو ختم کر دیا گیا۔ اسکے علاوہ برآمدات کو بھی Turnover سے باہر سمجھا جائے گا تا کہ چھوٹی و درمیانی صنعتیں زیادہ سے زیادہ برامدات کر سکیں۔

اینٹرپرائز کی قسم	سرمایہ کاری	ٹرن اوور
Micro	1Cr.	5Cr.
Small	10 Cr.	50Cr.
Medium	50Cr.	250Cr.

صنعت کے سائز کو ایک دوسرے نظریے سے دیکھیں تو یہ اصل میں پیداوار کا طریقہ کار ہے جو کہ پیداوار کے عوامل جیسے زمین، محنت، سرمایہ، کاروباری کی مختلف شرح سے ہے۔ بڑی صنعتوں میں سرمایہ کی شرح دوسرے عوامل کے مقابل زیادہ ہوتا ہے جبکہ چھوٹی صنعت اور دستکاری میں محنت کی تعداد پونجی کی شرح سے زیادہ ہوتی ہے۔ غریب اور بڑی آبادی والے معیشت کے لیے دستکاری اور چھوٹی صنعت زیادہ موثر رہے گی کیونکہ کم پونجی اور زیادہ محنت سے پیداوار شروع ہو جاتی ہے۔ اس کا تجزیہ ریگنر نرکس (Ragnar Nurkse) اس طرح سے پیش کرتے ہیں کہ غریب ملک اس لیے غریب ہیں کیونکہ وہ غریب ہیں یعنی غربت کی وجہ غربت ہی ہے۔ اور یہ ایک طرح سے غربت کا ہالہ (Vicious Circle of Poverty) ہے جس کو توڑنا بہت مشکل ہوتا ہے اور اس کے لیے واحد طریقہ ہے کہ سرمایہ کاری کی جائے جبکہ مفلسی اور بدحالی کے ہالے والے معیشت پونجی کے فقدان سے دوچار ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کے لیے کم سے کم پونجی والی چھوٹی صنعت ہی مناسب ہیں۔ ان صنعتوں کو کم سرمایہ کے ساتھ ساتھ مقامی وسائل اور وہاں موجود ہنر مند لوگوں کا بہتر استعمال کرنا

آتا ہے۔ اس کے بر خلاف بڑی صنعتوں کو بہت بڑی مقدار کی سرمایہ کاری کے ساتھ ساتھ جدید ٹکنیک اور اسکل والے کامگار کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو کہ ترقی یافتہ ممالک میں ہی ممکن ہے اور ایسی بڑی صنعتیں انکی ترقی کی راہ کو دوبالہ کر دیتی ہیں۔

1. **مختلف پیمانوں کی اہمیت** (Significance of Different Scale)

ہر ملک کی معیشت میں چھوٹے، درمیانی اور بڑی سائز کی صنعتیں پائی جاتی ہیں۔ آگے مختلف زاویوں سے یہ دیکھیں گے کہ یہ کیوں اور کس طرح سے معیشت، تنظیم اور سیاسی سطح پر مختلف اثرات مرتب کرتی ہے۔

رسد اور پہچان: بڑی صنعتیں پیمانے کی کفایتیں حاصل کرتی ہیں یعنی بڑے پیمانے کی پیداوار کے ذریعے فی یونٹ لاگت کم ہو سکتی ہیں، بڑے پیمانے پر خام مال کی خریداری، بہتر انتظامی اور تکنیکی عمل اور سپلائی چین میں فائدہ حاصل کر سکتی ہیں۔ اس کے بر خلاف چھوٹے ادارے اکثر چھوٹا سائز ہونے کی بنا پر زیادہ لچک دار ہوتے ہیں، فوری فیصلے کر سکتے ہیں، مارکیٹ کی تبدیلیوں پر جلد ردِ عمل دے سکتے ہیں۔ جبکہ درمیانی ادارے ان دونوں صنعتوں کے درمیان پل کا کام کرتے ہیں۔ یہ صنعتیں مسابقت میں اہم رول ادا کرتی ہیں۔ یہ اتنی بڑی نہیں کہ فیصلہ کرنا انتہائی پیچیدہ ہوں یا لچک ختم ہو جائے۔

جدت اور انٹر پرینیورس: چھوٹے اور درمیانی ادارے اکثر جدت کے مراکز ہوتے ہیں کیونکہ ان میں انتظامی سطح چھوٹے ہوتے ہیں اور نئے خیالات آزمائے جاسکتے ہیں۔ جبکہ بڑی صنعتیں تحقیق و ترقی کے بھرپور وسائل سے پر ہوتی ہیں۔ مگر وہ تبدیلی کرنے یا نئے ماڈل اپنانے میں سست ہو سکتی ہیں کیونکہ تنظیمی ڈھانچہ وسیع ہوتا اور فیصلہ سازی پیچیدہ ہوتا ہے۔ اس طرح تحقیقی مطالعے سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ ادارے کے سائز کا اثر تحقیق و ترقی، ٹیکنالوجی اپنانے اور ترقی کی رفتار پر پڑتا ہے۔

مسابقت، مارکیٹ اثر اور رسائی: بڑی صنعتیں مارکیٹ میں زیادہ اثر و رسوخ رکھتی ہیں، وہ قیمتیں طے کر سکتی ہیں۔ سپلائرز اور ڈسٹریبیوشن چین میں بہتر پوزیشن حاصل کر سکتی ہیں۔ بین الاقوامی منڈیوں تک رسائی رکھتی ہیں۔ چھوٹے ادارے زیادہ چست ہیں، مقامی مارکیٹ میں بہتر کام کرتے ہیں اور بڑے اداروں کے تحت معاون صنعت کی حیثیت سے اہم ہو سکتے ہیں۔ درمیانی ادارے مسابقتی میدان میں بہتر مقام حاصل کر سکتے ہیں، انہیں بین الاقوامی سطح پر رسائی حاصل کرنے اور مقامی سطح پر مضبوط جڑیں قائم کرنے کا موقع ملتا ہے۔

روزگار، سماجی اثر اور معاشی سمولیت: چھوٹے اور درمیانی ادارے نوکریاں پیدا کرنے میں موثر ثابت ہوتے ہیں، خاص طور پر ترقی پذیر ممالک میں۔ مثال کے طور پر، ایک مطالعے کے مطابق مائکرو، چھوٹے اور درمیانی ادارے (MSME) ترقی پذیر معیشتوں میں کاروباری روزگار کا تقریباً دو تہائی حصہ فراہم کرتے ہیں۔ دھر اور لیڈال (Dhar & Lydall) نے سرمایہ اور روزگار کے تعلق کو ثابت کیا۔ آر وینکٹ رمن (R. Venkataraman) اور پی سی مہالانوبس (P.C. Mahalanobis) بھی اپنے تحقیق سے دھر اور لیڈال کے نظریے کو آگے بڑھاتے ہوئے کہتے ہیں کہ بڑی صنعتوں کے مقابلے چھوٹی صنعتیں 10، 15 یا 20 گنا زیادہ روزگار پیدا کرتے ہیں۔ یہ چھوٹی صنعتیں مقامی سطح پر سماجی انقلاب، غربت کے خاتمے اور سماجی انضمام میں اہم کردار ادا کرتے ہیں کیونکہ ان میں دیہی یا نچلی طبقے کے افراد کی شمولیت زیادہ ہوتی ہے۔ جبکہ بڑی صنعتیں معاشرتی ترقی اور روزگار کے لحاظ سے ضروری ہیں مگر چھوٹے ادارے معاشی شمولیت (Social Inclusion) کے لیے ضروری ہیں۔

خطرات، مسابقت اور بقا: بہت بڑا ہونا بڑے اداروں کو انتظامی پیچیدگیاں، فیصلے کی سستی، منڈی کے تغیرات کے مطابق ردعمل کم ہونا اور عملی آزادی کا فقدان کا خطرہ ہوتا ہے۔ چھوٹے اداروں کو بقا کے مسئلے کا سامنا ہو سکتا ہے۔ کم وسائل، مارکیٹ رسائی مشکل، مسابقت کا دباؤ اور معاشی جھٹکوں کا زیادہ خطرہ درپیش رہتا ہے۔ درمیانی ادارے بھی اگر وسائل اور نظم نہ رکھیں تو بازار مسابقت میں باہر ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔ یہ نہ بالکل چھوٹے رہ سکتے ہیں نہ بڑے بن سکتے ہیں، اور اس درمیانی حالت میں پھنس سکتے ہیں۔

پالیسی کا زاویہ: سائز کی اہمیت کا ایک اہم پہلو پالیسی سازی اور صنعتی حکمت عملی ہے۔ حکومت کو اپنی پالیسیوں کو چھوٹے، درمیانی اور بڑی صنعتوں کے لیے مختلف انداز سے ترتیب دینا پڑتا ہے۔ چھوٹے اداروں کو مالی معاونت، ٹیکنالوجی اپ گریڈ، تربیت، مارکیٹ رسائی انفراسٹرکچر سہولیات مہیا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ درمیانی اداروں کو بھی مستحکم ہونے کے مرحلے میں معاونت چاہیے یعنی بڑے بننے کی راہ ہموار کرنا۔ جدت و بین الاقوامی مسابقت میں حصہ لینے کا موقع دینا۔ جبکہ بڑی صنعتوں کے لیے حکومتی نگرانی، ٹیکنالوجی اپگریڈیشن، ماحولیاتی و سماجی ذمہ داریوں کی وضاحت ضروری ہے تاکہ وہ معیشت پر مثبت اثر ڈال سکیں۔

اس طرح سے معیشت میں سائز کا تنوع مجموعی طور پر ضروری ہے۔ یعنی صرف بڑی صنعتیں نہیں بلکہ چھوٹے اور درمیانی ادارے بھی مضبوط ہوں، تاکہ معیشت متوازن اور پائیدار رہے۔

7.4 معیشت میں مختلف اقسام کی صنعتوں کی شراکت اور ان کو درپیش مسائل

(Contributions of & Challenges before Different Sized Industries)

چھوٹی، درمیانی اور بڑی صنعتوں کے تعارف اور ان کی اہمیت کے بعد آگے کے صفحات میں ان صنعتوں کا معیشت میں تعاون اور ان کو درپیش مسائل کا تجزیہ پیش کیا جاے ئے گا۔ اس کے لیے پوری معیشت کی صنعتوں کو دو2 حصوں یا ذمروں میں تقسیم کیا جائے گس کیونکہ 2006 میں حکومت ہند درمیانی صنعتوں اور چھوٹی صنعتوں کو (Micro, Small & Medium Enterprises-MSME) میں ملا کر ایک گروپ کر دیا اور اُس وقت 25 لاکھ روپیہ تک کا پلانٹ و مشینری میں سرمایہ کاری والی یونٹ مائکرو یونٹ Micro Enterprises، 25 لاکھ سے 5 کروڑ روپیے والی یونٹ کو چھوٹی صنعت Small Enterprises اور 5 کروڑ سے 10 کروڑ روپے تک کے سرمایہ والی صنعتیں درمیانی صنعتیں Medium Enterprises کہلاتی ہیں۔ جولائی 2020 میں اس میں ترمیم کی گئی جو کہ مذکور بالا جدول میں واضح کیا گیا ہے۔ اس طرح سے معیشت کی سبھی صنعتوں کو دو حصوں: MSME اور Big/Heavy میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں ورلڈ بینک کا نظریہ بھی واضح کر دینا بہتر ہو گا۔ World Bank کے مطابق MSME وہ صنعتی شعبے ہیں جس میں 1 سے 9 ورکرس مائکرو ادارے، 10 سے 49 چھوٹے اور 50 سے 249 ورکرس کے ادارے Medium صنعتی شعبے کہلاتے ہیں۔ 2020 کے اس پیمانے میں ابھی تھوڑی سی تبدیلی کر کے درمیانی صنعت میں کامگار کی تعداد 300 تک کر دی گئی۔ حالانکہ ملکی اور علاقائی سطح پر MSME کی تعریف میں فرق ہے جس میں ورکرس کی تعداد کے علاوہ فرم کی کل Assets اور Sales کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔

7.4.1 چھوٹی و درمیانی صنعتوں کا تعاون (Contributions of MSME)

یہ صنعتیں ملک کی معیشت کے Eco System میں کلیدی رول ادا کرتی ہیں۔ خاص طور سے چھوٹی و مائکرو صنعتیں جو Start-Up اور Young Firm عموماً ہوتی ہی Innovation (جدّت) اور Sustainability کو مضبوط کرنے کے ساتھ نئے نئے روزگار کے مواقع پیدا کرتی ہیں۔ معیشت کی ترقی کے لیے آزادی کے پہلے سے کلیدی رول ادا کرتی رہی ہیں لیکن بڑی صنعتوں سے مقابلہ ہونے اور حکومت کی طرف سے ضروری تعاون نہ ملنے کی وجہ سے وہ رول ادا نہیں کر پا رہی ہیں جو وہ کر سکتی ہیں۔ پھر بھی چھوٹی صنعتیں جو اہم رول ادا کرتی ہیں معیشت کے لیے ان کے تعاون کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

1. روزگار کی پیداوار (Employment Generation)

چھوٹے پیمانے کی صنعتیں (Small Scale Industries) زراعت کے بعد سب سے بڑا شعبہ ہے جو روزگار کا ذریعہ ہے اور بڑے پیمانے پر Wide Variety کا پروڈکٹ / سامان پیدا کرتے ہیں۔ SSI روزگار مہیہ کرانے میں اس لیے کامیاب ہوتے ہیں کیونکہ یہ صنعتیں کم سرمایہ سے مزدور کو زیادہ مواقع فراہم کرتے ہیں۔ کم پونجی سے زیادہ روزگار پیدا کرتی ہیں۔ اس سے دیہی اور شہری دونوں علاقوں میں روزگار کا بہتر مواقع فراہم ہوتے یں۔ Dhar & Lydall، R. Venkataraman اور P.C. Mahalanobis نے اپنی تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ یہ کتنا اثر دار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ MSME زراعت کے بعد سب سے بڑا روزگار مہیہ کرانے والا شعبہ ہے۔ یہ شعبہ ملک کی معیشت کی پیداوار کا 30% اور کل برامدات کا 50% حصہ پیدا کرتے ہیں۔ 73 ویں National Sample Survey کے مطابق ملک میں کل 633.94 لاکھ اینٹرپرائزیز اس میں سے صرف 4000 بڑی صنعت کے زمرے میں آتے ہیں جو کہ MSME کے دائرے سے باہر ہیں۔ اس طرح سے باقی 630.52 لاکھ جو کہ 99% ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ریاستی سطح پر دیکھا جائے تو UP میں سب سے زیادہ MSME کا Units ہے 14.2% اور اس کے بعد مغربی بنگال میں 14% ہے۔

MSME کا ملک کی کل پیداوار یعنی GDP میں 2019 میں 30.48% کا تعاون تھا جو کہ COVID کی وجہ سے 27.24% تک گر گیا۔ اس گراوٹ میں 21-2020 میں تھوڑا سدھار ہوا اور 29.15% ہو گیا۔ اس طرح سے یہ صنعتیں ملک کی معیشت کی ترقی میں اہم رول ادا کرتی ہیں۔ اسی صنعت کو تھوڑا COVID وقت میں جھٹکا لگا تھا مگر پھر سے یہ صنعت سدھار کی طرف بڑھا۔ اس چھوٹی صنعت کا اگر مینو فیکچرنگ میں GVA پر نظر ثانی کی جائے تو یہ 40% کے برابر ہے۔

2. علاقائی ترقی کا حامل (Promotion of Regional Development)

MSME چونکہ علاقائی سطح کے ذرائع اور انسانی وسائل کا استعمال کرتی ہیں اس لیے فوری طور پر یہ علاقائی معیشت کو مضبوتی دے کر ملک کی معیشت کو مضبوط بنانے کا کام کرتی ہیں۔ اس طرح سے علاقائی طور پر نہ صرف پیداوار کو بڑھاوا دے کر روزگار اور ترقی کے راستے کو ہموار کرتی ہیں بلکہ جیسا کہ مذکور بالا ہے کہ یہ ملک کی برآمدات کا بھی تقریباً 50 فی صد حصہ مہیہ کراتی ہیں۔

3. علاقائی تفاوت (Regional Disparities of Industries)

MSMEملک کے وسیع علاقے میں پھیلی ہوئے ہیں اور یہ سبھی لوگوں کے ہاتھ میں روزگار دیتی ہیں۔ جس سے ملک کی معیشت کی مالک ملک کی عام عوام ہوتی ہے نہ کہ بڑے پیمانے کی صنعت کی طرح جو کچھ لوگوں کے ہاتھ میں معیشت کو سونپنے کا کام کرتی ہے۔ اس سے غیر برابری کم ہوتی ہے اور عوام الناس کی بھلائی میں مدد گار ہوتی ہیں۔ اس طرح سے ملک کرونی کیپٹلزم (Crony Capitalism) جس میں معیشت چند بڑے کاروباری گھرانوں کے ہاتھ میں سونپ دی جاتی ہے اور عوام کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جاتا ہے سے چھوٹی صنعتیں نہ صرف ملک کو بلکہ عوام کو بھی بچالیتی ہیں۔

4. غربت میں کمی (Poverty Reduction)

ایک بین الاقوامی جائزے کے مطابق 11 فی صد لوگ دنیا کے پیمانے پر غربت کی شرح کے نیچے زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں اور یہ تعداد 783 کروڑ لوگوں کی ہے۔ زیادہ تر غریب لوگ ترقی پزیر ممالک (Developing Countries) میں رہتے ہیں اور اتنی بھی آمدنی کا ذریعہ انہیں نہیں ملتا کہ وہ ایک اچھی زندگی بسر کر سکیں اور اپنے کو غریبی سے باہر کر سکیں۔ گزشتہ 30 سالوں سے Private Sector نے غریبی کی شرح میں کافی کمی درج کرنے میں مدد کی ہے اور غربت کی شرح 52 فی صد سے 22 فی صد تک درج کی گئی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں 5 میں سے 4 نئی پوزیشن فارمل سیکٹر (Formal Sector) میں پیدا ہوتی ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق 70 فی صد کامگار ترقی پذیر ممالک میں Informal Sector میں کام کرتے ہیں اور خود باروزگار (Self Employed) ہوتے ہیں۔ اس طرح سے نوجوانوں، عورتوں اور دسرے کمزور طبقے کو MSME کام مہیہ کرا کر غریبی کی شرح میں کمی کرنے میں معاون ہوتا ہے۔

5. Micro-Franchising

پرانی فرانچائیزی اور چھوٹے کاروبار کے ذریعے مارکیٹ اور کاروبار کے ثابت طریقوں کو استعمال کرنے سے غرت کی شرح میں کمی ہوتی ہے۔ غریبی میں کمی SDG کا پہلا نیب العین Goal ہے۔ غریبی کی وجہ خوراک درست نہ ہونے کی وجہ سے غذائیت کی کمی (Malnutrition) کے امکان ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے کام کرنے کی طاقت اور صلاحیت میں کمی ہو جاتی ہے۔ FAO-2018 کے مطابق Malnutrition کی وجہ سے بین الاقوامی معیشت میں 5 فی صد کی کمی ہو جاتی ہے جو کہ پیداوایت (Productivity) اور Health-care دواعلاج کے اخراجات شامل ہیں۔ اس طرح سے اگر صحت بہتر ہوتا ہے تو MSME غریبی میں بھی کمی کر سکتی ہے۔

6. سب کے لیے جامع اور مساوی معیاری تعلیم اور زندگی بھر سیکھنے کے مواقع

(Inclusive & Equitable Quality Education & Lifelong Learning for All for all)

MSME عام عوام کو ہنر مند بنا کر کام کرنے والے افراد کی تعداد میں اضافہ کرتے ہیں جس سے کام کرنے کی صلاحیت اور جدت Innovation کے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح سے MSME عام عوام کو تربیت فراہم کر کے ٹیکنکل اور Vocational تعلیم کو بڑھاوا دیتی ہیں۔ جو کہ نوجوانوں، عورتوں کو فارمل تعلیم کو ایک طرح سے تربیت کے ذریعے ہنر Skill پیدا کرتی ہیں اور یہ SDG کا چوتھا گول ہے۔

7. صنفی مساوات اور خواتین کی بااختیارت (Gender Equality & Women Empowerment)

ایک سروے IFS (International Centre for Research)&CRW on Women 2014 کے مطابق عورتیں پانچواں حصہ MSME میں شامل ہوتی ہیں۔ اس Study کے مطابق رجسٹرڈ MSME میں 20.45% اور 13.02% غیر رجسٹرڈ MSME میں عورتیں شامل ہیں۔ اس طرح سے Gender Equality اور Empowerment کو بڑھاوا دینے میں اہم رول ادا کرتا ہے۔

او ای سی ڈی (Organization for Economic Cooperative & Development- OECD) ممالک میں MSME ملک کی معیشت کی پیداوار میں اہم رول ادا کرتے ہیں اور تقریباً 50% فی صد سے 40% فی صد تک سپورٹ کرتے ہیں۔ ترقی پذیر ممالک میں چھوٹی صنعت کا تعاون GDP کی یہ شرح 33% کے ارد گرد رہتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کل روزگار کا 45% بھی اس شعبے سے لوگوں کو ملتا ہے۔

8. مضبوط بنیادی ڈھانچہ، پائیدار صنعت اور جدت

(Resilient Infrastructure, Sustainable Industry & Innovation)

سبھی MSME جدتّ پر مبنی نہیں ہوتی ہیں مگر پھر بھی زیادہ تر یونٹس Units جدتّ کو بڑھاوا دیتی ہیں جو کہ پیداوار، ترقی کو تیزی سے بڑھنے میں مددگار ہوتی ہیں۔ یہ چھوٹے پیمانے کی صنعتیں نئی نئی پیداوار کی ٹیکنیک اور Innovations کرتے رہتے ہیں جو کہ ان کو کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق MSME تقریباً 20 فی صد Patents کی حصہ دار ہیں جو کہ Innovation کا بہتر پیمانہ ہے۔

9. عدم مساوات میں کمی (Reduction in Inequalities)

MSME کی پیدا شدہ اشیا ایسے جغرافیہ، آبادی اور بازار تک پہنچ بناتے ہیں جہاں بڑی صنعتیں اپنی اشیا کو نہیں پہونچا پاتے ہیں۔ رسرچ (تحقیق) سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ چھوٹی صنعتیں اس علاقے میں زیادہ پیسہ خرچ کرتی ہیں جہاں سے ان کو آمدنی ہوتی ہیں جس سے علاقائی معیشت میں طلب و رسد (Demand &Supply) کی طاقت (فورسز) کو مضبوط ہوتی ہے اور Economy مضبوط ہوتی ہے۔

10. پیداوار و صرف کا پائدار پیٹرن (Sustainable Consumption & Production Pattern)

MSMEs معیشت کی Backbone ہے اور Global Supply Chain کا حصہ ہے۔ ان کے ماحولیاتی اور سماجی اثرات بھی ہوتے ہیں۔ یہ مینوفیکچرنگ سیکٹر کو بڑھاوا دیتا ہے۔ یہ ذرائع کو صرف کرتے ہیں، ہوا اور پانی کو آلودہ کرتے ہیں۔

7.4.2 چھوٹی صنعتوں کو درپیش اہم مسائل (Problems of Small Industries)

چھوٹی صنعتیں، جنہیں عموماً مائکرو اور چھوٹے یونٹس کہا جاتا ہے کو متعدد مخصوص نمایاں مسائل درپیش ہیں:

1. مالی وسائل تک رسائی کی کمی: بہت سی چھوٹی صنعتیں بینک قرض یا سرمایہ کاری حاصل کرنے میں دشواری محسوس کرتی ہیں، کیونکہ ان کے پاس مناسب وثائق، کریڈٹ ہسٹری یا مالیاتی شفافیت نہیں ہوتی ہیں۔
2. قرض کی منظوری کا عمل طویل، دستاویزات کا بوجھ زیادہ، اور سود کی شرح بعض اوقات کافی زیادہ ہوتی ہے۔
3. کام کرنے والے سرمائے (Working Capital) کی کمی کی وجہ سے خام مال خریدنے، ترقی کرنے یا پیداوار بڑھانے میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔
4. ٹیکنالوجی اور جدتؔ کی کمی: چھوٹی صنعتیں اکثر پرانی مشینری، کم خودکاری اور روایتی پیداوار کے عمل استعمال کرتی ہیں، جس کی وجہ سے پیداواری لاگت زیادہ اور معیار کم ہو جاتا ہے۔
5. تکنیکی تربیت اور انسانی وسائل کی کمی (مثلاً ماہر مزدور، انجینئرنگ عملہ) بھی اس کمزوری کا حصہ ہے۔
6. انفراسٹرکچر کی کمی: بنیادی سہولیات جیسے مستحکم بجلی، پانی، مناسب سڑکیں، نقل وحمل اور لیبر دستیابی بہت سے علاقوں میں ناقص ہیں۔ خاص طور پر دیہی یا نیم شہری علاقوں میں صنعت قائم کرنے والے چھوٹے یونٹس کو یہ مسائل شدید انداز سے درپیش ہیں۔
7. بازار رسائی ورگولیٹری پیچیدگیاں: چھوٹے یونٹس کے پاس برانڈنگ، بڑے پیمانے پر مارکیٹنگ، مضبوط تقسیم (Distribution) نیٹ ورک یا صارفین تک براہ راست رسائی کم ہوتی ہے۔ وہ مہنگے درمیانی افراد (Middlemen) کی گرفت میں آسکتے ہیں، جن کی وجہ سے اپنی لاگت مناسب نہیں ملتی۔
8. قانونی ورریگولیٹری پیچیدگیاں: مختلف قوانین، لائسینسنگ، ٹیکس، (مثلاً GST)، مزدور قانون، ماحویاتی اجازت نامے وغیرہ کا بوجھ چھوٹے یونٹس کے لیے زیادتی کا باعث ہو سکتا ہے۔ بعض یونٹس نادرج شدہ یا غیر رسمی سیکٹر میں کام کرتی ہیں، جس کی وجہ سے سرکاری حمایت، قرض یا مراعات تک رسائی محدود ہوتی ہے۔
9. مہارت مند لیبر کی کمی: اگرچہ بھارت میں لیبر دستیاب ہے، مگر ماہر اور تربیت یافتہ لیبر کی کمی چھوٹے صنعتوں کی ترقی کا بڑا مسئلہ ہے۔ نئ ٹیکنالوجیز، خودکاری اور معیاری پیداوار کی ضرورت کے پیشِ نظر، ترتیب کا فقدان نقصان دہ ہے۔
10. خطرات اور عدم استحکام: چھوٹے یونٹس مالیاتی جھٹکوں، خام مال کی قیمتوں میں اتار چڑھاو، غیر متوقع مارکیٹ تبدیلیوں کے لیے زیادہ حساس ہوتے ہیں۔ (مثلاً COVID-19) اور بیرونی شاکس ادائیگیوں کی دیر، کیش فلو کی دشواری اور قرض کے بوجھ کا مسئلہ عام ہے۔

اثرات

ان مسائل کے نتیجے میں چھوٹی صنعتیں اپنی پیداوار، مسابقتی صلاحیت، روزگار پیدا کرنے کی قوت اور مستقل ترقی کی راہ میں رکاوٹ محسوس کرتی ہیں۔ وہ بڑے پیمانے پر منصوبہ بندی، خودکاری یا برآمدات میں موثر حصہ نہیں لے پاتی یا پھر ترقی کے مراحل میں رک جاتی ہیں۔

چھوتی صنعتیں بھارتی صنعتی ماحولیاتی نظام کا اہم حصہ ہیں۔ مگر اپنی مکمل صلاحیت سے فائدہ نہیں اٹھا پاتیں کیونکہ انہیں وسائل کی

کمی، مہارت اور سہولت کی کمی کا سامنا کرنا ہوتا ہے۔ ان مسائل کو حل کرنا نہ صرف ان کے لیے بلکہ قوم کی معیشت کے لیے ضروری ہے۔

7.4.3 بڑے پیمانے کی صنعتیں (Big Industries)

بڑے پیمانے کی صنعت کی اہمیت: بڑی صنعت معیشت کی ترقی، GDP کو بڑھانے، روزگار کے پیداوار، زرمبادلہ کی آمد اور بنیادی ڈھانچے کو بنیادی ڈھانچہ کو بڑھاوا دیتی ہے۔ اس کے ساتھ نظام میں جدّت اور ٹیکنالوجی میں بھی نئی جہت کا آغاز ہوتا ہے جو کہ نئے نئے ہنر کو بھی جنم دیتی ہیں۔ جس سے مزدور کو زیادہ آمدنی ہوتی ہے۔ R&D میں بھی زیادہ سرمایہ کاری کا مواقع فراہم ہوتا ہے۔

معاشی ترقی اور خام ملکی پیداوار: بڑے پیمانے کی صنعتیں ملک کی خام ملکی پیداوار کی شرح میں اضافہ کرکے، فروخت کو بڑھاوا دیتی ہیں ملک کی معیشت کی ترقی کی راہ ہموار کرتی ہیں۔

روزگار کی پیداوار: ملازمت کی بڑے پیمانے پر ترقی ہوتی ہے اور مختلف اقسام کے ہنر کو فروغ دیتی ہیں۔ اس سے لوگوں کو روزگار ملتا ہے اور آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے جو کہ غربت کے کم کرنے میں مددگار ہوتی ہے۔

زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ: زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ اشیا کی برامدت میں بڑے پیمانے پر بڑھاوا دیتی ہیں۔ بڑی صنعتیں ملک اور بیرون ملک نئی طرح کی ٹیکنالوجی کا استعمال کرکے مسابقت کا سامنا کرتے ہوئے نئی اشیا پیدا کرتی ہیں اور ملک کی آمدنی میں برآمدات میں اضافہ کرتی ہیں۔ یہ زرمبادلہ ملک کا توازن ادائیگی بہتر کرتا ہے۔

بنیادی ڈھانچے کی ترقی: بڑی صنعت بڑے پیمانے پر بنیادی ڈھانچے جیسے روڈ / سڑک، ریلوے، پاور گرڈ بنک، ہنر مند مزدور اور دوسری ضروری چیزوں کی بڑے پیمانے پر طلب کرتے ہیں جو کہ ان کی پیداوار کی ضرورت ہوتی ہیں، اس کے علاوہ ان بنیادی ڈھانچے کی ترقی میں مددگار ہوتی ہیں۔

ٹیکنالوجی اور ہنر کی ترقی: بڑی صنعتیں جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کرتی ہیں اور R&D کو بڑھاوا دیتی ہیں۔ جدید ٹیکنالوجی کے استعمال سے کامگار کے ہنر میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اس طرح سے ملک میں Skilled Labor Pool تیار ہوتا ہے۔ اس طرح کی ورک فورس معیشت کی ترقی کو تیزی سے بڑھاوا دیتی ہے۔

ذیلی شعبے کی ترقی: بڑے پیمانے کی صنعتیں دوسری چھوٹی اور درمیانی صنعتوں کی ترقی میں معاون ہوتی ہیں۔ اس طرح کے ذیلی شعبوں کو خام مال کی فراہمی اور ان کی پیداوار کی طلب کو بھی بڑھاوا دیتی ہیں۔ اس طرح سے Linkage Effect کو بڑھاوا دے کر ملک کی معیشت کی Inclusive اور Sustainable ترقی میں مددگار ہوتی ہیں۔

7.4.4 بھارت کی جی ڈی پی میں بڑی صنعتوں کی شراکت

(Contribution of Large Industries in GDP of India)

بڑی صنعتیں بھارت کی صنعتی معیشت کی بنیاد ہیں۔ یہ منظم، سرمایہ کثیر، اور ٹیکنالوجی پر مبنی صنعتیں ہیں جیسے فولاد، آٹوموبائل، کیمیکل، پیٹرولیم، سیمنٹ، فارماسیوٹیکل، اور انجینئرنگ سامان۔ ان کی کارکردگی صنعتی ترقی اور ٹیکنالوجی کے معیار کی عکاس ہے۔ بڑی صنعتوں

کی مثالوں میں شامل ہیں: سیل (SAIL)، ٹسکو (TISCO)، ٹاٹا موٹرز، ماروتی سوزوکی، آئی او سی ایل (IOCL)، الٹراٹیک، سن فارما، ریلائنس انڈسٹریز۔

1. خصوصیات

- بھاری سرمایہ کاری (₹10 کروڑ یا اس سے زیادہ)
- منظم انتظام اور بڑی افرادی قوت
- جدید اور خودکار مشینری کا استعمال
- گھریلو اور برآمدی دونوں منڈیوں کے لیے بڑے پیمانے پر پیداوار

سال	مینوفیکچرنگ GVA (₹ لاکھ کروڑ)	شرح نمو	GDP میں حصہ (%)
2020–21	18.39 GVA	–0.6 (کووِڈ اثر)	14.7
2021–22	22.22	20.6	15.8
2022–23	22.72	2.2	15.6
2023–24	24.58	11.9	16.4

یہ ظاہر کرتا ہے کہ بڑی صنعتوں نے وبا کے بعد نمایاں بحالی دکھائی اور مجموعی GDP میں 16-17% حصہ حاصل کیا۔

2. روزگار اور پیداواریت میں شراکت

- 2023-24 میں منظم مینوفیکچرنگ سیکٹر میں 1.95 کروڑ مزدور کام کر رہے تھے۔
- روزگار میں 6% اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔
- خودکاری (Automation) کے باعث پیداواریت میں نمایاں بہتری آئی۔

3. بڑی صنعتوں کا کردار

- قومی آمدنی میں حصہ: 16-17%
- صنعتی پیداوار میں حصہ: کل صنعتی پیداوار کا دو تہائی
- برآمدات میں حصہ: 70% سے زیادہ
- بنیادی ڈھانچے کی ترقی: سڑکیں، بجلی، رہائشی کالونیاں، بندرگاہیں
- ٹیکنالوجی اور اختراع: آٹومیشن، AI، اور گرین انرجی کی اپنائیت

4. حکومتی اہداف اور پالیسیاں

- 2047 تک مینوفیکچرنگ کا GDP میں حصہ 25% تک بڑھانے کا ہدف
- PLI اسکیم، میک ان انڈیا 2.0، صنعتی راہداریاں، اور ڈیجیٹل مینوفیکچرنگ پر زور
- سرمایہ کاری اور عالمی سپلائی چین میں بھارت کا کردار مضبوط بنانا

5. چھوٹی صنعتوں سے موازنہ

پہلو	بڑی صنعتیں	چھوٹی صنعتیں (MSME)
سرمایہ کاری	بہت زیادہ	کم تا معتدل
ٹیکنالوجی	جدید	محنت پر مبنی
GDP میں حصہ	16–17%	30%
روزگار	2 کروڑ	11+ کروڑ
برآمدات	70%+	45%
مثالیں	فولاد، آٹو، سیمنٹ	دستکاری، ٹیکسٹائل، خوراک

دونوں شعبے ایک دوسرے کے تکملہ ہیں—بڑی صنعتیں جدیدیت لاتی ہیں، جبکہ چھوٹی صنعتیں روزگار اور سماجی توازن کو یقینی بناتی ہیں۔

6. مستقبل کے امکانات

حکومت کی پالیسیوں اور عالمی سپلائی چین کی تبدیلیوں کے ساتھ، توقع ہے کہ 2030 تک مینوفیکچرنگ کا حصہ 20% اور 2047 تک 25% ہو جائے گا۔

7.4.5 بڑی صنعتیں کو درپیش مسائل (Problems Faced by Large-scale Industries)

بڑی صنعتیں بھی اگرچہ وسائل، حجم اور رسائی کے اعتبار سے مضبوط ہو سکتی ہیں، مگر ان کے اپنے اندر مخصوص اور پیچیدہ چیلنجز ہوتے ہیں:

1. ماحولیاتی و عالمی معیار کا دباو

بڑی صنعتیں عالمی منڈی، ماحولیاتی ضوابط، کاربن ٹیکس، اور دیگر بین الاقوامی تقاضوں سے دوچار ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر، یورپی یونین کی جانب سے وضع کی گئی کاربن بارڈر ایڈجسٹمینٹ میکانزم (CABM) نے بھارت کی بھاری صنعتوں کو تشویش میں ڈال دیا ہے۔

بڑی صنعتوں پر ماحولیاتی ماحولیاتی معیارات پر پورا اترنے کا دباؤ بڑھتا جا رہا ہے (جیسے آلودگی، فضلہ، اور اخراج کا کنٹرول)۔ قومی و بین الاقوامی قوانین کی پاسداری مہنگی اور وقت طلب ہوتی ہے۔ مثالیں: اسٹیل کا سیمنٹ کارخانوں پر گرد و غبار، پانی کے استعمال اور اخراج کے صوابط کا اطلاق ہوتا ہے۔ کیمکل صنعتوں کو خطرناک فضلے کے انتظام سے متعلق قوانین پر عمل کرنا پڑتا ہے۔

2. مزدور اور افرادی قوت کے مسائل (Labour and Workforce Challenges)

بڑی صنعتوں میں ہزاروں مزدور کام کرتے ہیں، جو اکثر یونیٹائزڈ ہوتے ہیں۔ ہڑتالیں، تنازعات، یا ہنر مند افرادی قوت کی کمی پیداوار متاثر کر سکتی ہے۔ مثالیں: اسٹیل یا آٹو موبائل پلانٹس میں ہڑتال سے پیداوار رک جاتی ہے۔

3. **مارکیٹ میں مسابقت اور عالمی دباؤ** (Market Competition and Global Pressures)

بڑی صنعتوں کو ملکی اور غیر ملکی دونوں سطح پر سخت مسابقت کا سامنا ہے۔ گلوبلائزیشن نے انہیں جدید ٹیکنالوجی رکھنے والی غیر ملکی کمپنیوں کے سامنے کھڑا کر دیا ہے۔ مثالیں: بھارتی آٹوموبائل کمپنیاں Toyota, Hyundai, Volkswagen جیسے برانڈز سے مسابقت کرتی ہیں۔ اسٹیل پیدا کرنے والی کمپنیاں چین، جاپان، اور یورپ سے سخت مسابقت کا سامنا کرتی ہیں۔

4. **انفراسٹرکچر اور لاجسٹک رکاوٹیں** (Infrastructure and Logistic Constraints)

بڑی صنعتوں کے لیے مضبوط ٹرانسپورٹ، توانائی، اور رابطہ ڈھانچہ ناگزیر ہے۔ ناقص سہولیات خام مال اور مصنوعات کی تاخیر پیدا کرتی ہیں۔ مثالیں: کان کنی علاقوں تک ناقص سڑک یا ریل رابطہ اسٹیل پیداوار میں تاخیر کا سبب بنتا ہے۔ بجلی کی بندش آٹوموبائل یا کیمیکل صنعتوں کی پیداوار متاثر کرتی ہے۔

5. **مالیاتی خطرات اور عالمی معاشی اتار چڑھاؤ** (Financial Risks and Global Fluctuations)

بڑی صنعتیں عالمی معاشی رجحانات سے براہِ راست متاثر ہوتی ہیں۔ اشیا کی قیمتوں، زرمبادلہ کی شرح، اور طلب میں تبدیلی منافع پر اثر ڈالتی ہے۔ مثالیں: خام تیل کی قیمتوں میں اضافہ پیٹرو کیمیکل صنعت کو متاثر کرتا ہے۔ معاشی مندی کے دوران گاڑیوں کی فروخت میں کمی آتی ہے۔

6. **حکومتی پالیسیوں پر انحصار** (Dependence on Government Policies)

بڑی صنعتیں اکثر سبسڈی، درآمدی محصولات، یا ٹیکس چھوٹ پر انحصار کرتی ہیں۔ پالیسی میں تبدیلی یا تاخیر مسابقت اور سرمایہ کاری کے فیصلوں کو متاثر کر سکتی ہے۔ مثالیں: اسٹیل پر درآمدی محصولات میں تبدیلی سے مقامی صنعت متاثر ہوتی ہے۔ قابلِ تجدید توانائی کے آلات پر سبسڈی ختم ہونے سے لاگت بڑھ جاتی ہے۔

7.4.6 درمیانی صنعتوں کے مسائل (Problems of Medium Enterprises)

درمیانی درجے کی صنعتیں وہ ہیں جو چھوٹی سے بڑھکر بڑی صنعت کی طرف جانے کا سفر کر رہی ہوں۔ ان صنعتوں کو بھی مخصوص مسائل درپیش ہیں۔

1. **مالی رسائی اور ترقیاتی وسائل**

درمیانی صنعتیں ترقی کی راہ میں کامیابی کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے۔ پھر بھی قرض، سرمایہ اور بڑے منصوبوں کے لیے وسائل کم ہونے کا مسئلہ محسوس کرتی ہیں۔ ایک جائزے مطابق صرف 37% درمیانی صنعتیں قرض حاصل کر پاتی ہیں۔

2. **تربیت وانسانی وسائل**

تقریباً 88% درمیانی صنعتیں حکومت کی تربیتی اسکیموں میں حصہ نہیں لے پاتی اور کئی اسکیم ان کی ضرورت کے مطابق بھی نہیں ہوتی ہیں۔ ورک فورس کی تیاری لیبر کا مسئلہ، ہنر مند ملازمین کا حصول اور ٹکنالوجی اپنانے کے لیے درمیانی صنعتوں کے لیے

3. ریگولیٹری اور کاغذی بوجھ

درمیانی یونٹس کو لیبر، صحت و حفاظت، ماحولیاتی اور ٹیکس کے متعدد معائنوں کا سامنا ہے، جنہیں انتظام کرنا ان کے لیے وقت طلب اور خرچ والا ہو سکتا ہے۔

4. ٹیکنالوجی اور تحقیق و ترقی

درمیانی صنعتوں کا R&D میں حصہ کم ہے، صرف 22 نے R&D میں سرمایہ کاری کی ہے، جبکہ بڑی صنعتوں کی شرح 60 ہے۔ ٹیکنالوجی اپنانے، خودکاری، ڈیجیٹلائزیشن اور بین الاقوامی معیارات پر پورا اترنے میں درمیانی صنعتیں بڑھ سکتی ہیں۔

5. مارکیٹ اور مسابقت

درمیانی صنعتیں بڑی صنعتوں اور چھوٹی صنعتوں دونوں کی دو جانب سے دباو میں ہوتی ہیں بڑی صنعتوں کے وسائل اور مسابقت کی وجہ سے اور چھوٹی صنعتوں کی لچک کی وجہ سے۔ برآمدات، عالمی منڈی میں رسائی، معیار بندی اور برانڈنگ کا چیلنج ان کو درپیش ہوتا ہے۔

درمیانی صنعتیں ترقی کی راہ کے اہم سنگم پر ہوتی ہیں، اگر وہ مسائل حل نہ کریں تو ان کی ترقی رک سکتی ہے، اور وہ چھوٹے درجے پر ہی پھنس سکتی ہیں۔ اس کا اثر اس صنعت کی بڑھتی ہوئی صلاحیت، روزگار کی تخلیق اور معاشی شمولیت پر بھی پڑ سکتا ہے۔

درمیانی صنعتوں کو مضبوط بنانے کے لیے لازمی ہے کہ انہیں مالی، تکنیکی، انتظامی اور انسانی وسائل فراہم کیے جائیں تاکہ وہ ترقی کے اگلے درجے یعنی بڑی صنعت کی طرف منتقلی کر سکیں اور مسابقت میں بہتر مقام حاصل کریں۔

7.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

- اس اکائی میں صنعت کے مختلف سائز اور ان کا معیشت کی ترقی، پیداوار، روزگار اور بہتر سماجی نظام قائم کرنے میں اہمت کو واضح کیا گیا ہے۔
- ہندوستانی معیشت میں مائیکرو، چھوٹی اور درمیانی صنعتوں کو درپیش مسائل اور ان کے تعاون کا خاص طور سے تفصیل سے جائزہ پیش کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ بڑی صنعتوں کے رول کو بھی واضح کیا گیا ہے اور ان کی ترقی کرنے کے لیے ضروری عوامل مہیا کرنے کی حکومت کی طرف سے کاوشوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

7.6 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

7.6.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. درج ذیل میں سے کون سا صنعتی شعبے کا ایک اہم جزو ہے؟

(a) زراعت (b) جنگلات

(c) مینوفیکچرنگ (پیداواری عمل) (d) ماہی گیری

2. صنعتی شعبے میں بنیادی طور پر شامل ہیں:

(a) صرف بنیادی سرگرمیاں (b) زراعت اور ماہی گیری

(c) مینوفیکچرنگ، کان کنی، تعمیرات (d) بینکاری اور انشورنس

3. کان کنی کو عام طور پر کس شعبے کے تحت درجہ بندی کیا جاتا ہے؟

(a) شعبہ خدمات (b) زرعی شعبہ

(c) صنعتی شعبہ (d) مالیاتی شعبہ

4. MSMEکا مطلب ہے:

(a) Medium Scale Manufacturing Enterprise

(b) Micro, Small and Medium Enterprises

(c) Major Small and Medium Enterprises

(d) Micro Service and Manufacturing Enterprises

5. ہندوستانی صنعت کا کون سا شعبہ عام طور پر نسبتاً کم سرمایہ کاری اور زیادہ افرادی قوت پر مبنی پیداوار کی خصوصیت رکھتا ہے؟

(a) بڑے پیمانے کی صنعتیں (b) بھاری صنعتیں

(c) چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری ادارے (d) سرکاری شعبے کے ادارے

6. بھارت میں بڑے پیمانے کی صنعتوں کی خصوصیات میں شامل ہے:

(a) کم سرمایہ کاری اور گھریلو سطح پر پیداوار (b) صرف مقامی منڈیوں کے لیے پیداوار

(c) بھاری سرمایہ کاری اور پیمانے کی کفایتیں (d) مشینری کا فقدان

7. ہندوستانی معیشت میں MSMEsکا ایک اہم کردار کون سا ہے؟

(a) روزگار کی فراہمی (b) برآمدات میں کمی

(c) زراعت کا خاتمہ (d) بڑی صنعتوں کا مکمل متبادل

8. ہندوستانی صنعتوں کا ایک بڑا مسئلہ یہ ہے:

(a) بنیادی ڈھانچے کی لامحدود دستیابی (b) ہر جگہ ہنر مند افرادی قوت کی وافر دستیابی

(c) ناکافی بنیادی ڈھانچہ اور لاجسٹکس (d) مسابقت کا فقدان

9. صنعتی شعبہ بنیادی طور پر درج ذیل کے ذریعے معاشی ترقی میں حصہ ڈالتا ہے:

(a) روزگار، پیداوار، سرمایہ کاری اور برآمدات (b) تشکیل سرمایہ میں کمی

(c) پیداوار میں کمی (d) خدمات کا خاتمہ

10. درج ذیل میں سے کون سی صنعت ہندوستان میں بڑے پیمانے کی صنعت کی مثال ہے؟

(a) ہینڈلوم (ہاتھ سے کپڑا بننے کی صنعت)　　(b) دیہی مٹی کے برتن سازی

(c) لوہا اور فولاد　　(d) دستکاری

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
c	a	c	a	c	c	b	c	c	c	

7.6.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. صنعتی شعبے کی ساخت سے کیا مراد ہے۔
2. صنعتی ساخت کی افعال پر مبنی ترکیب کو واضح کریں۔
3. پیمانے پر مبنی صنعتوں کی درجہ بندی بیان کریں۔
4. صنعتی ساخت کا ملکیت پر مبنی ترکیب بیان کریں ا۔
5. بڑی صنعتوں کو ترقی پذیر ملک میں درپیش مسائل کو نقاط میں پیش کریں۔

7.6.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. صنعت کے سائز کی اہمیت کی مثال کے ساتھ وضاحت کریں۔
2. چھوئی صنعتوں کو ہمارے ملک ہندوستان میں درپیش مسائل کا تجزیہ کریں۔
3. چھوٹی صنعتوں کا بڑی صنعتوں سے ملک کی معیشت میں تعاون کا تقابلی جائزہ پیش کریں۔

7.7 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Ahluwalia, I. J. (1985). *Industrial growth in India: Stagnation since the mid-sixties*. Oxford University Press.
2. Barthwal, R. R. (2007). *Industrial economics: An introductory textbook*. New Age International.
3. Bhalerao, N., & Desai, S. S. M. (2010). *Industrial economy of India* (5th ed.). Himalaya Publishing House.
4. Cherunilam, F. (1994). *Industrial economics: Indian perspective* (3rd ed.). Himalaya Publishing House.
5. Datt, G., & Mahajan, A. (2023). *Indian economy*. S. Chand & Company.
6. Mishra, S. K., & Puri, V. K. (2024). *Indian economy* (42nd ed.). Himalaya Publishing House.

اکائی 8: ہندوستان کی صنعتی پالیسیاں

(Industrial Policies in India)

اکائی کے اجزا:

8.0 تمہید (Introduction)

8.1 مقاصد (Objectives)

8.2 اصلاحات سے پہلے کی صنعتی پالیسیاں (Pre-Reform Industrial Policies)

8.3 اصلاحات کے بعد صنعتی پالیسیاں (Post Reform Industrial Policies)

8.4 ہندوستان میں صنعتی پالیسیوں کی اہم خصوصیات
(Features of Industrial Polices of India)

8.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

8.6 فرہنگ (Glossary)

8.6.1 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

8.6.2 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

8.6.3 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

8.6.4 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

8.7 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

8.0 تمہید (Introduction)

آزادی کے بعد سے ہندوستان نے قابل ذکر معاشی ترقی حاصل کی ہے۔ اگرچہ اسے کچھ چیلنجوں کا سامنا ہے، لیکن اس نے متعدد سماجی اشارے پر پیش رفت کی ہے۔ معاشی ترقی کی وجہ زرعی، صنعتی سے لے کر بینکاری اور مالیاتی پالیسیوں کا مرکب ہے۔ صنعتی پالیسی قومی معاشی مقاصد کے حصول کے لیے صنعتوں کی ساخت، ترقی اور سمت کو متاثر کرنے کے لیے حکومت کی طرف سے پالیسی مداخلت ہوتی ہے۔ یہ پالیساں معاشی ضرورتوں کو مد نظر رکھ کر تشکیل دی جاتیں ہیں۔ ہندوستان کی صنعتی پالیسیاں مختلف ادوار میں ملک کی ضروریات اور عالمی رجحانات کے مطابق تبدیل ہوتی رہی ہیں۔ آزادی سے لے کر آج تک ہندوستان میں متعدد صنعتی پالیساں متعارف کروائیں گئی جن میں 1991 کی نئی صنعتی پالیسی (Liberalization, Privatization, Globalization) قابل ذکر ہے۔ اکثر یہ دلیل دی جاتی ہے کہ آزادی

کے بعد اور اصلاحات سے قبل کی صنعتی پالیسیاں بنیادی طور پر بڑے صنعتی کھلاڑی کے طور پر حکومت کی شمولیت پر مرکوز تھیں، جہاں زیادہ تر شعبے صرف حکومت کے لیے مخصوص تھے۔ اس دور کی خصوصیت بڑھتی ہوئی ریاستی مداخلت ہے۔ ریاستی مداخلت نے لائسنس راج، قیمتوں پر قابو، سرکاری شعبے کے لیے مختص سیکٹر اور سخت پابندی کی شکل اختیار کی۔ اگرچہ 1970 کی دہائی کے آخر میں صنعتی اصلاحات کا تجربہ شروع ہوا۔ مثال کے طور پر 1970 اور 1980 کی دہائیوں کے دوران خود کار صلاحیت میں توسیع کی اجازت دی گئی تھی اور 1975 میں کچھ صنعتوں کو لائسنس سے محروم کر دیا گیا تھا۔ معمولی اصلاحات کے علاوہ، نظام کو ڈی ریگولیٹ کرنا، اور لائسنس راج کا خاتمہ صرف 1991 میں ہوا تھا۔ 1991ء کی اصلاحات جسے (ایل پی جی) آزاد کاری، نجکاری اور گلوبلائزیشن کے نام سے جانا جاتا ہے، نئ معاشی پالیسی (این آئی پی) وجود میں آئی۔ 1991 کی نئ معاشی پالیسی کے پہلے اور بعد چند بہت نمایاں فرق نجی سرمایہ کاری، لائسنس سسٹم کو ختم کرنا اور غیر ملکی سرمایہ کاری کے لیے دروازے کھولنا قابل ذکر ہیں۔ اس اکائی میں، ہم ہندوستان میں صنعتی پالیسیوں پر تبادلہ خیال کریں گے۔

8.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- 1991 کی معاشی اصطلاح سے پہلے و بعد ہندوستان کی صنعتی پالیسیوں پر بحث کرنا۔
- دور حاضرہ کی صنعتی پالیسیوں کی بیان کرنا۔

8.2 اصلاحات سے پہلے کی صنعتی پالیسیاں (Pre-Reform Industrial Policies)

1947 اور 1990 کے درمیان کا عرصہ ریاست کے زیر قیادت صنعت کاری، خود انحصاری کے لیے گہری وابستگی، اور نجی کاروبار اور غیر ملکی سرمایہ کاری کے لیے محتاط نقطہ نظر سے نشان زد تھا۔ ہندوستانی صنعتی پالیسی کا یہ مرحلہ بڑی حد تک سوشلسٹ نظریات اور گھریلو معیشت کو عالمی سرمایہ داری کے اتار چڑھاؤ اور استحصالی رجحانات سے الگ رکھنے کی خواہش پر مبنی تھا۔ نتیجتاً، اس عرصے کے دوران صنعتی پالیسی ریاستی منصوبہ بندی، ریگولیشن اور تحفظ پسندی کے ایک پیچیدہ مرکب سے تشکیل پائی، جس میں حکومت نے صنعتی ترقی کے راستے کا تعین کرنے میں مرکزی کردار ادا کیا۔

1947 میں آزادی کے بعد وزیر اعظم جواہر لال نہرو کی قیادت میں ہندوستانی حکومت نے بنیادی طور پر زرعی معیشت کو جدید صنعتی معیشت میں تبدیل کرنے کی کوشش کی۔ 1948 کی صنعتی پالیسی قرارداد نے اس تبدیلی کی بنیاد رکھی۔ اس نے سرکاری اور نجی دونوں شعبوں کی اہمیت کو تسلیم کیا لیکن اس بات پر زور دیا کہ ریاست صنعتی سرگرمی کے اہم شعبوں میں غالب کردار ادا کرے گی۔ قرارداد میں صنعتوں کو چار وسیع شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

- وہ جو خاص طور پر ریاست کے زیر کنٹرول ہیں،
- وہ جہاں ریاست کا اہم کردار ہو گا،
- جو نجی انٹرپرائز پر چھوڑ دیا جائے گا،
- اور صنعتیں جو ریاستی اجارہ داری کے تحت ہوں گی۔

مرکزی مقصد اس بات کو یقینی بنانا تھا کہ دفاع، بنیادی ڈھانچے اور بھاری صنعتوں جیسے کلیدی شعبے عوامی کنٹرول میں رہیں تاکہ معاشی طاقت کے ارتکاز سے بچا جاسکے اور صنعتی ترقی کو قومی اہداف کے ساتھ ہم آہنگ کیا جاسکے۔

1948 کی صنعتی پالیسی کے وژن کو 1956 کی صنعتی پالیسی قرارداد میں مزید تقویت اور ادارہ جاتی شکل دی گئی۔ 1956 کی صنعتی پالیسی کو آزادی کے بعد ہندوستان کی صنعتی حکمت عملی کا سنگ بنیاد سمجھا جاتا ہے۔ اس قرارداد کا دوسرے پانچ سالہ منصوبے (1956-61) کے ساتھ گہرا تعلق تھا جو سوویت ماڈل (مرکزی منصوبہ بندی) سے بہت زیادہ متاثر تھی۔ 1956 کی قرارداد میں صنعتوں کی تین زمروں میں بہترین منظم درجہ بندی متعارف کرائی گئی:

- شیڈول اے، جس میں خصوصی طور پر ریاست کی ملکیت اور چلائے جانے والی صنعتیں شامل ہیں۔
- شیڈول بی، ان صنعتوں پر مشتمل ہے جہاں ریاست نئے یونٹ قائم کرے گی لیکن جہاں نجی انٹرپرائز بھی حصہ لے سکتے ہیں۔
- اور شیڈول سی، جس میں دیگر تمام صنعتیں شامل ہیں جو نجی شعبے کے لیے کھلی رہیں گی، لائسنسنگ سے مشروط ہوں گی۔

اس سہ فریقی ڈھانچے نے "لائسنس راج" کی بنیاد رکھی۔

اس پالیسی کے تحت صنعتی لائسنسنگ ہندوستان کے ریگولیٹری نظام کی ایک مرکزی خصوصیت بن گئی۔ کوئی بھی کاروباری شخص جو ایک نیا صنعتی یونٹ قائم کرنا چاہتا ہو، موجودہ یونٹ کو توسیع دینا چاہتا ہو یا یہاں تک کہ فیکٹری کا مقام بھی تبدیل کرنا چاہتا ہو، اسے سرکاری حکام سے متعدد منظوریاں حاصل کرنا پڑتی تھیں۔ اس نظام کا مقصد خطوں میں صنعتوں کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنانا، اجارہ داریوں کو روکنا اور صنعتی ترقی کو قومی ترجیحات کے ساتھ ہم آہنگ کرنا تھا۔ تاہم وقت کے ساتھ لائسنسنگ کا نظام انتہائی افسر شاہی، محدود اور غیر موثر ہو گیا۔ اس کی وجہ سے اکثر تاخیر، اجارہ یابی (Rent Seeking) اور مسابقت اور جدت طرازی کی حوصلہ شکنی ہوتی تھی۔ ان مسائل کے باوجود تین دہائیوں سے زیادہ عرصے تک صنعتیں ایسے ضابطوں سے دوچار ہوتی رہیں۔

اصلاحات سے پہلے کے اس دور کے دوران، ہندوستان نے درآمدی بدل صنعت کاری (Import Substitution Industrialization) کی حکمت عملی بھی اپنائی، جس کا مقصد ملکی پیداوار کو فروغ دے کر غیر ملکی اشیا پر انحصار کو کم کرنا تھا۔ نوزائیدہ ہندوستانی صنعتوں کو بیرونی مسابقت سے بچانے کے لیے زیادہ ٹیرف (High Tariff)، درآمدی کوٹہ (Import Quota) اور غیر ملکی زرمبادلہ کے سخت کنٹرول والے نظام کو نافذ کیا گیا تھا۔ دلیل یہ تھی کہ ترقی پذیر ممالک میں نوزائیدہ صنعتوں کو بین الاقوامی مارکیٹ کی طاقتوں سے پناہ کی ضرورت ہے جب تک کہ وہ عالمی سطح پر مقابلہ کرنے کے لیے قابل نہ ہو جائیں۔ اگرچہ یہ نقطہ نظر متنوع صنعتی بنیاد کی ترقی کا باعث بنا لیکن اس کے نتیجے میں معیشت نااہلی، مسابقت کی کمی اور تکنیکی جمود کا شکار ہوئی۔

1969 کا اجارہ داری اور محدود تجارتی طریقہ کار (Monopolies and Restrictive Trade Practices) ایکٹ ہندوستان کی صنعتی پالیسی کے منظر نامے میں ایک اور اہم پیش رفت تھی۔ اس قانون کا مقصد چند ہاتھوں میں معاشی طاقت کے ارتکاز کو روکنا اور اجارہ داری اور غیر منصفانہ تجارتی طریقوں کو روکنا تھا۔ اس نے بڑے کاروباری گھرانوں پر پابندیاں عائد کیں اور انہیں توسیع، انضمام یا حصول کے لیے حکومت کی منظوری لینے کی ضرورت تھی۔ اگرچہ اس کا مقصد صارفین کو تحفظ فراہم کرنا اور مساوی صنعتی ترقی کو فروغ دینا تھا لیکن ایم آر ٹی پی ایکٹ نے بڑی کمپنیوں کے آپریشنز کو مزید محدود کر دیا، پیمانے کی کفایتوں (Economies of Scale) کو کم کیا جس سے

جدید ٹکنالوجیوں میں سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی ہوئی۔

1991 سے پہلے کی صنعتی پالیسی کی ایک اور اہم خصوصیت سرکاری شعبے پر زور دینا تھا۔ پبلک سیکٹر انٹر پرائزز (پی ایس ایز) کو تیزی سے صنعت کاری کے حصول، روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور علاقائی عدم مساوات کو کم کرنے کے لیے بنیادی آلات کے طور پر دیکھا جاتا تھا۔ ریاست نے اسٹیل، کوئلہ، بجلی، بھاری مشینری، پیٹرولیم اور ٹیلی مواصلات جیسی بنیادی صنعتوں میں بھاری سرمایہ کاری کی۔ ان کاروباری اداروں سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ نہ صرف منافع پیدا کریں گے بلکہ وسیع تر سماجی اور معاشی مقاصد کو بھی پورا کریں گے۔ تاہم 1980 کی دہائی تک عوامی شعبہ کے بہت سے یونٹ غیر فعال، ضرورت سے زیادہ عملے اور نقصانات کے بوجھ تلے دب گئے تھے۔ خود مختاری کی کمی، سیاسی مداخلت اور سخت ضابطہ پرستی نے ان کی خراب کارکردگی میں کردار ادا کیا۔

اس عرصے کے دوران چھوٹے پیمانے کی صنعتوں (Small Scale Industries-SSIs) نے بھی کافی پالیسی توجہ حاصل کی۔ چونکہ SSIs روزگار پیدا کرنے، انٹر پرینیورشپ کو فروغ دینے اور مساوی علاقائی ترقی کے لیے اہم سمجھے جاتے ہیں اس لیے اس شعبے کے فروغ کے لیے حکومت نے کچھ مصنوعات کو خاص طور پر چھوٹے پیمانے کے یونٹوں کے کے لیے محفوظ کیا اور رعایتی شرحوں پر قرض فراہم کرنے کے علاوہ ٹیکس مراعات اور بنیادی ڈھانچے کو بڑھایا۔ اگرچہ ان اقدامات نے چھوٹے کاروباری اداروں کو فروغ دینے میں مدد کی، لیکن ان فرموں کی بڑے پیمانے پر کفایتوں کو بڑھانے اور حاصل کرنے کی صلاحیت کو بھی محدود کر دیا۔ نقاد دلیل دیتے ہیں کہ ریزرویشن کی پالیسی ختم ہونے کے بعد ان شعبوں نے نمایا ترقی کی ہے۔

ان ساختی حدود نے آزادی کے بعد ابتدائی دہائیوں کے دوران صنعتی شعبے میں کچھ تبدلیاں دیکھنے کو ملی۔ 1970 اور 1980 کی دہائی تک ہندوستان نے کافی متنوع صنعتی بنیاد تیار کی جس میں بھاری صنعتوں کے علاوہ کیپٹل گڈز اور انٹر میڈیٹ مصنوعات شامل ہیں۔ تاہم مجموعی ترقی کی شرح معمولی رہی اور پیداواری بہتری محدود تھی۔ مسابقت کی کمی، عالمی منڈیوں میں محدود رسائی اور تکنیکی پسماندگی کی وجہ سے ہندوستانی صنعت اکثر معیار اور لاگت کے لحاظ سے بین الاقوامی معیاروں کو پورا کرنے میں ناکام رہی۔

1990-91 کے معاشی بحران نے ہندوستان کی صنعتی اور معاشی پالیسیوں کی ساختی کمزوریوں کو بے نقاب کیا۔ جس میں ادائیگیوں کے توازن کا شدید بحران، بڑھتے ہوئے مالیاتی خسارے اور افراط زر شامل تھے، نے ہندوستان کی صنعتی اور معاشی پالیسیوں کی ساختی کمزوریوں کو بے نقاب کیا۔ یہ واضح ہو گیا کہ تحفظ پسند اور ریاستی غلبہ والا ماڈل اپنی حدود تک پہنچ چکا ہے۔ صنعتی لائسنسنگ نظام، حد سے زیادہ ریگولیشن اور عوامی شعبے کی ناقص کارکردگی کی وجہ سے صنعتی شعبہ جمود کا شکار رہا۔ اس احساس نے معاشی حکمت عملی میں ایک بنیادی تبدیلی کی راہ ہموار کی، جس کے نتیجے میں 1991 میں نئی صنعتی پالیسی متعارف کروائی گئی، جس نے لبرلائزیشن، نجکاری اور گلوبلائزیشن کی طرف پیش قدمی کا آغاز کیا۔

8.3 اصلاحات کے بعد صنعتی پالیسیاں (Post Reform Industrial Policies)

سال 1991 ہندوستان کی معاشی تاریخ میں ایک اہم لمحہ تھا۔ ادائیگیوں کے توازن کے شدید بحران، غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی اور بڑھتے افراط زر کا سامنا کرتے ہوئے، ہندوستانی حکومت آزادی کے بعد سے معیشت کی رہنمائی کرنے والے ترقیاتی ماڈل کا بنیادی طور

پر از سر نو جائزہ لینے پر مجبور ہوئی۔ اس بحران نے وسیع پیمانے پر ڈھانچہ جاتی اصلاحات (Structural Changes) متعارف کرانے کے لیے سیاق و سباق اور فوری ضرورت فراہم کی جس میں صنعتی پالیسی ایک اہم جزو تھی۔ 1991 کی نئی صنعتی پالیسی (این آئی پی) نے پچھلی چار دہائیوں کی تحفظ پسند، ریاستی قیادت اور انتہائی دستوری صنعتی نظام سے فیصلہ کن علیحدگی کی نمائندگی کی۔ اس کی جگہ حکومت نے ایک آزاد (Liberalized)، مارکیٹ پر مبنی نقطہ نظر اپنایا جس کا مقصد نجی شعبے کی پیداواری توانائیوں کو بروئے کار لانا, غیر ملکی سرمایہ کاری کو راغب کرنا، کارکردگی کو بہتر بنانا اور ہندوستان کو عالمی معیشت کے ساتھ جوڑنا تھا۔

نئی صنعتی پالیسی کا باضابطہ اعلان 24 جولائی 1991 کو وزیر اعظم پی وی نرسمہاراؤ اور وزیر خزانہ ڈاکٹر منموہن سنگھ کی قیادت میں کیا گیا تھا۔ اس کا بنیادی مقصد لائسنسنگ، کنٹرول اور پابندیوں کی موجودہ ساخت کو ختم کرنا تھا جو نام نہاد "لائسنس راج" کی نمائندگی کرتا تھا۔ یہ تبدیلی صرف طریق عمل نہیں تھی بلکہ یہ اصلاحات نظریاتی تھے۔ اس پالیسی میں ڈی ریگولیشن، مسابقت اور نجکاری پر زور دیا گیا تھا-یہ وہ ستون تھے جو پہلے کے صنعتی انداز ترتیب و تنظیم سے اجنبی تھے۔ 1991 کی پالیسی کے ذریعہ متعارف کرائی جانے والی سب سے فوری اور مؤثر اصلاحات میں سے ایک چند شعبوں کو چھوڑ کر تمام شعبوں کے لیے صنعتی لائسنسنگ کا خاتمہ تھا۔ لائسنس کی ضروریات صرف دفاع، جوہری توانائی، خطرناک کیمیکلز اور ماحولیاتی مضمرات سے متعلق صنعتوں کے لیے برقرار رکھی گئیں۔ اس اقدام نے افسر شاہی ضابطہ پرستی کو بہت کم کیا اور ہندوستانی سرمایہ کاروں کو سرمایہ کاری، توسیع اور جدت طرازی کی آزادی دی۔

1991 کے بعد کے صنعتی منظر نامے میں ایک اور بڑی تبدیلی سرکاری شعبے کے لیے مخصوص صنعتوں کی تعداد میں کمی تھی۔ اصلاحات سے پہلے سترہ صنعتیں خاص طور پر سرکاری ملکیت اور آپریشن کے لیے مخصوص تھیں۔ 1991 کی پالیسی نے اس تعداد کو کم کر کے صرف آٹھ کر دیا اور وقت گزرنے کے ساتھ یہ فہرست مزید مختصر ہو گئی۔ اسٹیل، کان کنی، بجلی کی پیداوار، ہوائی نقل و حمل اور ٹیلی کمیونیکیشن جیسے شعبے، جو کبھی سرکاری شعبے کا واحد تحفظ سمجھا جاتا تھا کو نجی سرمایہ کاری کے لیے کھول دیا گیا۔ یہ ریاست کے زیر کنٹرول معیشت کی Commanding Heights سے ایک اہم انحراف تھا۔ اس کے ساتھ ہی حکومت نے عوامی شعبوں کے اداروں (پی ایس یو) میں غیر سرمایہ کاری (Divestment) کی پالیسی پر عمل کرنا شروع کیا جس کا مقصد ان کی کارکردگی کو بہتر بنانا، مالی بوجھ کو کم کرنا اور وسیع تر ملکیت کو فروغ دینا تھا۔

اصلاحاتی ایجنڈے میں براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری (ایف ڈی آئی) کی آمد پر زور دیا گیا۔ صنعتی پالیسی نے تسلیم کیا کہ ہندوستانی صنعت کو جدید بنانے اور اس کی عالمی مسابقت کو بڑھانے کے لیے غیر ملکی سرمائے، ٹیکنالوجی اور انتظامی مہارت تک رسائی ضروری ہے۔ نتیجتا حکومت نے بہت سے شعبوں میں ایف ڈی آئی کے لیے خودکار منظوری کے راستے متعارف کرائے، جس میں غیر ملکی ایکویٹی شراکت داری کی حد میں بتدریج اضافہ ہوا۔ اس تبدیلی کے نتیجے میں آٹوموبائلز، انفارمیشن ٹیکنالوجی، ٹیلی کمیونیکیشنز اور کنزیومر گڈز (Consumer Goods) جیسی صنعتوں میں غیر ملکی سرمایہ کاری کا اضافہ ہوا۔ ہندوستان نے خود کو ایک بڑی اور بڑھتی ہوئی مارکیٹ تک رسائی حاصل کرنے والی ملٹی نیشنل کارپوریشنوں کے لیے ایک پرکشش مقام کے طور پر پیش کرنا شروع کیا۔

اجارہ داری اور محدود تجارتی طریقوں (ایم آر ٹی پی) کا خاتمہ 1991 کے بعد کی صنعتی اصلاحات کی ایک اور اہم خصوصیت تھی۔ 1989 کے ایم آر ٹی پی ایکٹ میں ترمیم کی گئی تاکہ منظوری کے لیے اثاثوں کی بنیاد asset-based thresholds پر حدود کو ختم کیا

جاسکے۔ اس نے ہندوستانی کمپنیوں کو بڑے پیمانے پر بڑھنے اور عالمی مارکیٹ میں زیادہ مؤثر طریقے سے مقابلہ کرنے کی اجازت دی۔ آخر کار ایم آر ٹی پی ایکٹ کی جگہ 2002 کے مسابقتی ایکٹ نے لے لی۔ مسابقتی ایکٹ نے فرم کے سائز کو روکنے پر توجہ مرکوز نہیں کی بلکہ منصفانہ مسابقت کو فروغ دینے اور مسابقت مخالف طریقوں کو کم کرنے پر توجہ دی۔

تجارتی آزادکاری نئی صنعتی پالیسی کا ایک لازمی حصہ تھا۔ حکومت نے درآمدی محصولات کو کم کرنا، مقداری پابندیوں کو ختم کرنا اور کسٹم ڈیوٹی کے ڈھانچے کو معقول بنانا شروع کیا۔ اس کے نتیجے میں عالمی سپلائی چین کے ساتھ ہندوستانی صنعت کا زیادہ سے زیادہ انضمام ہوا اور بین الاقوامی مسابقت میں اضافہ ہوا۔ پالیسی کی تبدیلی نے ہندوستانی مینوفیکچررز کے معیار کو بہتر بنانے، لاگت کو کم کرنے اور کھلی مارکیٹ کے ماحول میں زندہ رہنے کے لیے جدید ٹیکنالوجی کو اپنانے پر مجبور کیا۔

ان اصلاحات کے چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں (ایس ایم ایز) پر بھی نمایاں اثرات مرتب ہوئے۔ اگرچہ چھوٹی صنعتوں کے لیے مصنوعات کے ریزرویشن اور ترجیحی سلوک کا حفاظتی نظام ایک وقت تک جاری رہا، لیکن پالیسیوں کا ماحول آہستہ آہستہ مسابقت کی حوصلہ افزائی، ٹیکنالوجی کی اپ گریڈیشن، اور بڑی کمپنیوں اور عالمی مارکیٹوں کے ساتھ انضمام کی طرف منتقل ہو گیا۔ چھوٹی صنعتوں کی استعداد کار کو بہتر بنانے کے لیے کریڈٹ سہولیات، بنیادی ڈھانچہ اور کلسٹر ڈویلپمنٹ پروگرام متعارف کرائے گئے۔

اصلاحات کے بعد کی صنعتی پالیسی کے سب سے قابل ذکر نتائج میں سے ایک خدمات اور اعلیٰ ٹیکنالوجی کے شعبوں، خاص طور پر انفارمیشن ٹیکنالوجی (آئی ٹی)، سافٹ ویئر اور ٹیلی مواصلات کی تیز رفتار ترقی ہے۔ اگرچہ روایتی مینوفیکچرنگ پر مبنی صنعتوں کا حصہ نہیں ہیں، لیکن یہ شعبے معاشی ترقی، برآمدات اور روزگار کے کلیدی انجن بن گئے۔ بنگلورو، حیدرآباد، پونے اور گڑگاؤں جیسے شہر عالمی آئی ٹی اور بزنس پروسیس آؤٹ سورسنگ (BPO) مراکز کے طور پر ابھرے۔ ان ابھرتے ہوئے شعبوں کو مزید فروغ دینے کے لیے حکومت نے سافٹ ویئر ٹیکنالوجی پارکس قائم کرنے کے ساتھ، ریگولیٹری رکاوٹوں کو کم کیا۔

اگرچہ 1991 کے اصلاحات نے صنعتی ترقی اور جدیدکاری کو فروغ دیا ہے۔ تاہم ان پالیسیوں کے نتیجے میں نئے مسائل پیدا ہوئے ہیں۔۔ مہاراشٹر، تمل ناڈو، کرناٹک اور گجرات جیسی ترقی یافتہ ریاستوں میں صنعتی ترقی تیزی سے مرکوز ہونے کے ساتھ علاقائی عدم مساوات میں اضافہ ہوا۔ ماحولیاتی خدشات بھی بڑھنے لگے کیونکہ صنعتی سرگرمی کم قانونی رکاوٹوں کے ساتھ پھیل گئی۔ اس کے علاوہ، آزادکاری کی طرف تیزی سے منتقلی نے غیر منظم شعبوں میں کام کرنے والے مزدوروں، نااہل پبلک سیکٹر یونٹ اور چھوٹے پیمانے کے یونٹوں کے لیے نئے مسائل پیدا کئے۔

8.4 ہندوستان میں صنعتی پالیسیوں کی اہم خصوصیات (Features of Industrial Polices of India)

جیسا کہ ہم نے اسی اکائی کے آغاز میں پڑھا تاریخی طور پر ہندوستان میں صنعتی پالیسی منصوبہ بندی، تحفظ پسندی اور ریاستی غلبے سے وابستہ تھی۔ تاہم، آزادکاری کے بعد کے دور میں، خاص طور پر 2000 کی دہائی کے اوائل سے صنعتی پالیسی کا کام سہولت کاری، حوصلہ افزائی اور عالمی منڈیوں کے ساتھ مسابقتی انضمام کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔ ریاست اب صنعتی پیداوار میں براہ راست حصہ لینے کے بجائے ریگولیٹر اور معاون کے طور پر کام کرتی ہے۔ ہندوستان میں موجودہ صنعتی پالیسیاں کسی ایک متفقہ دستاویز پر مبنی نہیں ہیں بلکہ یہ پالیسیاں مختلف فلیگ

شپ پروگرام، سیکٹر کی مخصوص حکمت عملی، کاروبار کرنے میں آسانی، بنیادی ڈھانچے کی ترقی، ڈیجیٹلائزیشن اور مخصوص شعبوں کے لیے اہدافی ترغیبات پر مبنی ہے۔ جس کا مقصد ہندوستان کو عالمی مینوفیکچرنگ مرکز میں تبدیل کرنا، خود انحصاری کو فروغ دینا، روزگار پیدا کرنا اور جامع اور پائیدار صنعتی ترقی کے ہیں۔ اس ضمن میں حکومت ہند نے متعدد سکمیں متعارف کروائیں ہیں جن میں نیشنل مینوفیکچرنگ پالیسی (2011)، میک ان انڈیا، پروڈکشن لنکڈ انویسٹمنٹس (PIL)، اسٹارٹ اپ انڈیا، اور اسکل انڈیا وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ درج ذیل حصے میں ان اسکیموں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

1. میک ان انڈیا (Make in India)

میک ان انڈیا اسکیم ستمبر 2014 میں شروع کی گئی۔ اس اسکیم کے اہداف میں ملکی مینوفیکچرنگ کو فروغ دینا، درآمدات پر انحصار کو کم کرنا اور براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری (ایف ڈی آئی) کو راغب کرنا ہے۔ اس کے ابتدائی دور میں آٹو موبائل، فارماسیوٹیکل، ٹیکسٹائل، الیکٹرانکس، دفاع اور ریلوے سمیت 25 اہم شعبے شامل تھے۔ یہ پروگرام گھریلو اور بین الاقوامی فرموں دونوں کو ہندوستان کی سرحدوں کے اندر اپنی مصنوعات تیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

کاروباری طریقہ کار کو آسان بنانا، سرکاری انٹرفیس کو ڈیجیٹل بنانے کے ساتھ ساتھ لیبر قوانین کو معقول بنانا میک ان انڈیا اسکیم کے اہم اجزا میں سے ہیں۔ میک ان انڈیا کے تحت ایز آف ڈوئنگ بزنس انڈیکس (Ease of Doing Business index) میں ہندوستان کی عالمی رینک کو بہتر بنانے میں اہم پیش رفت ہوئی ہے جہاں ہندوستان 2014 میں 142 سے بڑھ کر 2020 میں 63 ہو گیا ہے۔ اس پروگرام نے علاقائی مینوفیکچرنگ نظام کو متحرک کرنے کے لیے صنعتی راہداریوں، صنعتی کلسٹروں اور اسمارٹ سٹی منصوبوں کی سہولت فراہم کی ہے۔ اگرچہ ملک کی کل جی ڈی پی میں مینوفیکچرنگ کا حصہ متناسب طور پر نہیں بڑھا ہے تاہم میک ان انڈیا نے ہندوستان کی صنعتی بنیاد کو متنوع بنانے، بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانے اور خاص طور پر دفاعی اور الیکٹرانکس مینوفیکچرنگ کے شعبوں کو تقویت دینے میں مدد کی ہے۔

2. خود انحصار بھارت اور اسٹریٹجک خود انحصاری (Atmanirbhar Bharat and Strategic Self-Reliance)

کووڈ 19 وبائی مرض نے فارماسیوٹیکل، الیکٹرانکس اور طبی سامان جیسے اہم شعبوں میں ضرورت سے زیادہ درآمد پر انحصار کی وجہ سے ہندوستان کی کمزوریوں کو اجاگر کیا۔ اس کے جواب میں حکومت ہند نے 2020 میں خود انحصار بھارت ابھیان (خود انحصار بھارت مشن) کا آغاز کیا جس کا مقصد لچک دار سپلائی چین کی تعمیر، دیسی صنعتوں کو فروغ دینا اور ہندوستان کی عالمی صنعتی مسابقت کو بڑھانا ہے۔

یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ خود انحصار بھارت کا ہدف تحفظ پسندی نہیں ہے بلکہ عالمی اقدار کا حصہ بننے کے لیے ملکی صلاحیتوں کو مضبوط کرنا ہے۔ اس میں مالی پیکیجز، پالیسی اصلاحات اور سرمایہ کاری کی ترغیبات شامل ہیں۔ دفاعی مینوفیکچرنگ، سیمی کنڈکٹر، طبی آلات، شمسی توانائی کے سازوسامان، اور کیپٹل گڈز جیسے شعبوں نے خاص پالیسی توجہ حاصل کی ہے۔ اس تناظر میں معیشت نے عوامی حصول پالیسیوں (Public Procurement Policies) میں ترمیم کی ہے جس میں سرکاری ٹینڈروں میں کچھ مصنوعات کی درآمد پر پابندی کے علاوہ مقامی بہم پہنچانے والے (Suppliers) کے لیے ترجیح متعارف کرائی ہے۔ یہ حکمت عملی تحقیق اور ترقی، ڈیجیٹل انفراسٹرکچر اور مہارت کی اہمیت و ترقی کے کردار کو بھی اجاگر کرتی ہے۔

3. پیداوار سے منسلک ترغیب (پی ایل آئی) اسکیمیں (Productive Linked Incentive-PIL Schemes)

پیداوار سے منسلک ترغیب (پی ایل آئی) اسکیم 2020 میں متعارف کرائی گئی۔ یہ اسکیم مقامی طور پر تیار کردہ سامان زیادہ فروخت کی بنیاد پر کمپنیوں کو مالی مراعات فراہم کرتی ہیں۔ اس کا مقصد ملکی پیداوار کو فروغ دینا، ابھرتے ہوئے شعبوں میں سرمایہ کاری کو راغب کرنا، برآمدات کو فروغ دینا اور درآمدات پر انحصار کو کم کرنا ہے۔ پی ایل آئی اسکیم نے ابتدائی طور پر تین شعبوں کو ہدف بنایا - موبائل مینوفیکچرنگ اور الیکٹرانکس، فارماسیوٹیکل اجزا اور طبی آلات۔ اس کی کامیابی کے نتیجے میں آٹوموبائل اور آٹو اجزا، جدید کیمسٹری سیل (بیٹریاں)، وائٹ گڈز (ایئر کنڈیشنر اور ایل ای ڈی لائٹس)، فوڈ پروسیسنگ، ٹیلی کمیونیکیشن، ٹیکسٹائل، اور شمسی فوٹو وولٹک ماڈیولز سمیت 14 شعبوں میں توسیع ہوئی۔ اس اسکیم کا مقصد لاگت کو کم کرنا، پیمانے کی کفایتوں کو بڑھانا اور ٹیکنالوجی کو اپنانے میں سہولت فراہم کرنا ہے۔ مثال کے طور پر، الیکٹرانکس کے شعبے میں پی ایل آئی پروگرام نے ایپل کے کنٹریکٹ مینوفیکچررز اور سام سنگ جیسے بڑے اداروں کو ہندوستان میں اپنے آپریشنز قائم کرنے یا توسیع کرنے کے لیے آمادہ کیا ہے۔ پی ایل آئی اسکیم ان پٹ سبسڈی (Input Subsidy) سے کارکردگی پر مبنی حمایت کی طرف منتقلی کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ پالیسی کی ترغیبات کو سرمایہ کاری، روزگار پیدا کرنے اور پیداواری صلاحیت جیسے قابل پیمائش نتائج سے جوڑتا ہے۔

4. ڈیجیٹل انڈیا اور صنعت 4.0 (Digital India and Industry4.0)

موجودہ صنعتی پالیسی کی ایک اور نمایاں خصوصیت صنعتی ترقی کے ساتھ ٹیکنالوجی کا انضمام ہے۔ ڈیجیٹل انڈیا مشن 2015 میں شروع کیا گیا۔ ڈیجیٹل انڈیا مشن کاروباری عملیہ، انتظامیہ اور جدت طرازی کے لیے ریڑھ کی ہڈی فراہم کرکے صنعتی ترقی کی تکمیل کرتا ہے۔ یہ براڈ بینڈ کنیکٹیوٹی، ای گورننس، ڈیجیٹل ادائیگی کو فروغ دینے کے علاوہ ڈیجیٹل شناختی نظام (آدھار) فراہم کراتا ہے جو صنعتوں کی ترقی میں سہولت فراہم کرتے ہیں۔

عالمی رجحانات کے مطابق ہندوستان انڈسٹری 4.0 یعنی آٹومیشن، مصنوعی ذہانت (اے آئی)، روبوٹکس، بگ ڈیٹا اور انٹرنیٹ آف تھنگز (آئی او ٹی) کی طرف بھی بڑھ رہا ہے۔ حکومت نے قومی مصنوعی ذہانت کی حکمت عملی، اسمارٹ مینوفیکچرنگ پلیٹ فارم، اور ڈیجیٹل اسکلز ٹریننگ پروگراموں جیسے اقدامات کے ذریعے اس منتقلی کی حمایت کی ہے۔ اس کا مقصد ہندوستانی صنعتوں کو جدید بنانا، پیداواری صلاحیت میں اضافہ کرنا اور مستقبل کے لیے تیار افرادی قوت تیار کرنا ہے۔

5. اسٹارٹ اپ انڈیا (Start-up India)

اسٹارٹ اپ انڈیا سال 2016 میں شروع کی گئی تھی۔ اس کا مقصد کاروباری افراد اور جدت طرازی پر مبنی کاروباروں کے لیے ایک خوش حال ماحول پیدا کرنا ہے۔ اس میں ٹیکس مراعات، لیبر اور ماحولیاتی قوانین کے تحت خود سرٹیفکیشن، آسان پیٹنٹ فائلنگ، اور ابتدائی مرحلے کے اسٹارٹ اپس کی حمایت کے لیے وقف فنڈ بھی شامل ہے۔ اسٹارٹ اپ انڈیا نے ہندوستان میں ایک متحرک کاروباری ثقافت کو فروغ دیا ہے جس سے ملک عالمی سطح پر سب سے بڑے اسٹارٹ اپ ماحولیاتی نظام میں سے ایک بن گیا ہے۔ اسٹارٹ اپس فن ٹیک، ایڈ ٹیک، ہیلتھ ٹیک، ایگری ٹیک، لاجسٹکس اور توانائی جیسے شعبوں میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ پالیسی نئے کاروباری و کاروباری طریقوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے جو صنعتی ترقی اور روزگار کے اہم محرک بن رہے ہیں۔ ان کے علاوہ صنعتوں کو فروغ دینے کے لیے حکومت نے متعدد پالیسیاں

اپنائی ہیں۔

6. کاروبار کرنے میں آسانی (Ease of Doing Business)

ہندوستان نے صنعت کاری کو فروغ دینے کے لیے قواعد وضوابط کو آسان بنانے، شفافیت کو بہتر بنانے اور منظوریوں کو ہموار کرنے کے لیے سرکار نے متعدد پالیسیاں اپنائی ہیں۔ کلیدی اقدامات میں فوری کلیئرنس کے لیے نیشنل سنگل ونڈو سسٹم (NSWS) کا تعارف، لیبر قوانین کو چار لیبر کوڈز میں معقول بنانا، اور تعمیل کے عمل کو ڈیجیٹائز کرنا شامل ہے۔ کئی سالوں سے مسلسل کوششوں کے نتیجے میں ہندوستان نے عالمی بینک کے کاروبار کرنے میں آسانی کے انڈیکس (اس انڈیکس کی جگہ اب بی-ریڈی انڈیکس عالمی بینک کی ہی جانب سے شائع ہوتا ہے) میں اپنی درجہ بندی کو 2014 میں 142 ویں سے 2020 میں 63 ویں نمبر پر پہنچا دیا۔ ان اصلاحات نے سرمایہ کاری کے ماحول میں نمایاں اضافہ کیا ہے دفتری طوالت کو کم کیا ہے اور ہندوستان کو ملکی اور غیر ملکی صنعتی سرمایہ کاروں کے لیے ایک زیادہ پرکشش مقام بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

7. پی ایم گتی شکتی نیشنل ماسٹر پلان (PM Gati Shakti National Master Plan)

پی ایم گتی شکتی نیشنل ماسٹر پلان اکتوبر 2021 میں شروع کیا گیا۔ اس کا مقصد مربوط بنیادی ڈھانچے کی ترقی کے ذریعے ہندوستان میں صنعت کاری کو فروغ دینا ہے۔ ایک متحد ڈیجیٹل پلیٹ فارم پر 16 وزارتوں کو اکٹھا کرکے یہ ملٹی ماڈل ٹرانسپورٹ اور لاجسٹکس پروجیکٹس کی مربوط منصوبہ بندی اور عمل درآمد میں سہولت فراہم کرتا ہے۔ یہ رسد کے اخراجات کو کم کرتا ہے اور سپلائی چین کی کارکردگی کو بہتر بناتا ہے۔ جس سے ہندوستانی صنعتیں عالمی سطح پر زیادہ مسابقتی بنی گئیں۔ نیتی آیوگ کے مطابق اس منصوبے سے لاجسٹک لاگت جی ڈی پی کے 13-14 فی صد سے کم ہوکر 9-8 فی صد ہونے کا امکان ہے جس سے صنعتی شعبوں کو براہ راست فائدہ پہنچے گا۔ عالمی بینک (2023) کے ذریعہ عالمی لاجسٹکس کارکردگی کی درجہ بندی میں، ہندوستان 139 ممالک میں 38 ویں نمبر ہے جو گتی شکتی اور متعلقہ اصلاحات کی ابتدائی کامیابی کو ظاہر کرتا ہے۔

8. نیشنل انڈسٹریل کوریڈور ڈویلپمنٹ پروگرام (National Industrial Corridor Development Programme)

نیشنل انڈسٹریل کوریڈور ڈیولپمنٹ پروگرام (این آئی سی ڈی پی) کا مقصد عالمی معیار کi صنعتی راہداریوں یا Industrial Corridor کو ترقی یافتہ بنانا ہے۔ اس کے دو اہم پہلو ہیں، تیز رفتار و اصلیت اور بنیادی ڈھانچہ۔ دہلی– ممبئی انڈسٹریل کوریڈور (DMIC) اور چنئی–بنگلورو انڈسٹریل کوریڈور (CBIC) جیسے 11 بڑے کوریڈور کا احاطہ کرتے ہوئے اس پروگرام کا مقصد مینوفیکچرنگ زون بنانا، برآمدات کو بڑھانا اور ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاری کو راغب کرنا ہے۔ یہ کوریڈورز اسٹریٹجک طور پر بندرگاہوں، ریلوے اور لاجسٹکس مرکز کے ساتھ منسلک ہیں تاکہ ہموار سپلائی چین کو یقینی بنایا جاسکے۔ اس طرح کی کوششوں کے نتیجے میں ہندوستان کا عالمی مینوفیکچرنگ رسک انڈیکس (2023) میں تیسرا نمبر ہے۔ پہلا چین کا جب کہ دوسرا امریکہ کا ہے۔

9. نیشنل لاجسٹک پالیسی (National Logistic Policy-NLP)

قومی لاجسٹک پالیسی کو ستمبر 2022 میں متعارف کرایا گیا۔ قومی لاجسٹک پالیسی (NLP) کا مقصد لاگت کو کم کرکے، کارکردگی میں

اضافہ کرنا، اور صنعت کاری کو فروغ دے کر ملک کے لاجسٹکس سیکٹر کو تبدیل کرنا ہے۔ ایک اہم مقصد عالمی معیارات کے مطابق لاجسٹکس کی لاگت کو GDP کے موجودہ 14-13 فی صد سے 9-8 فی صد تک کم کرنا ہے۔ NLP پالیسی عملیہ کو ہموار کرنے کے لیے ڈیجیٹائزیشن، ملٹی ماڈل ٹرانسپورٹیشن، اور پروسیس ری-انجینئرنگ پر زور دیتی ہے۔ ہندوستان نے عالمی بینک کے لاجسٹکس پرفارمنس انڈیکس 2023 میں اپنے درجہ کو بہتر کیا۔ اس رپورٹ کے مطابق 139 ممالک میں ہندوستان 38 ویں نمبر پر ہے جو لاجسٹک کارکردگی میں نمایاں پیش رفت کی عکاسی کرتا ہے۔

8.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کو متعدد حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے ہندوستان میں 1991 کے اصلاحات سے پہلے صنعتی پالیسیوں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کے بعد 1991 کے اصلاحات کے بعد کی صنعتی پالیسیوں کو تفصیل سے پیش کیا گیا ہے۔ چونکہ حالیہ سالوں میں صنعتی ترقی کے لیے مختلف پالیسیاں و اقدام کئے گئے ہیں اس لیے اکائی کا تیسرا حصہ کئی ذیلی حصوں پر مشتمل ہے۔

8.6 فرہنگ (Glossary)

اسٹریٹجک سیکٹر :Strategic Sector- صنعتیں یا شعبے جو قومی سلامتی، معاشی استحکام اور ملک کی مجموعی ترقی کے لیے اہم ہیں مثلاً دفاع، ایٹمی توانائی، خلائی اور سیٹلائٹ ٹیکنالوجی وغیرہ۔

ایل پی جی :LPG-لبرلائزیشن، پرائیویٹائزیشن اور گلوبلائزیشن اصلاحات جو 1991 میں ملک کے معاشی بحران سے نمٹنے اور ترقی کو فروغ دینے کے لیے متعارف کروائی گئی تھیں۔

پانچ سالہ منصوبہ :Five Year Plan-ہندوستان میں پانچ سالہ منصوبہ سے مراد منظم معاشی اور ترقیاتی منصوبوں کی ایک سیریز ہے جو ہندوستان کے پلاننگ کمیشن نے ملک کی ترقی کی ترجیحات کی وضاحت کرنے، وسائل مختص کرنے اور پانچ سالہ مدت کے لیے معاشی اہداف مقرر کرنے کے لیے وضع کیے تھے۔

ڈائیوسٹمنٹ :Divestment- عمل جس میں حکومت یا کوئی ادارہ اپنے سرکاری اثاثوں یا عوامی شعبے کے اداروں میں ملکیت کا حصہ جزوی یا مکمل طور پر فروخت کرتا ہے۔

کمانڈنگ ہائٹس :Commanding Heights-اصطلاح جس کا استعمال پنڈت جواہر لال نہرو نے معیشت کے ان اہم شعبوں کے لیے کیا تھا جو ملک کی معاشی ترقی کی سمت کا تعین کرتے ہیں۔

8.6.1 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

8.6.2 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. حکومت ہند نے میک ان انڈیا اسکیم کب متعارف کرائی؟

(a) 2014 (b) 2015

(c) 2016 (d) ان میں سے کوئی نہیں

2. صنعتی پالیسی کے تناظر میں ایل پی جی کا کیا مطلب ہے:

(a) Liquid Petroleum Gas

(b) Liberalization, Privatization and Globalization

(c) Land Privatization Scheme

(d) ان میں سے کوئی نہیں

3. حکومت ہند نے پی ایل آئی اسکیم، یا پروڈکشن لنکڈ انسینٹیو اسکیم کب متعارف کرائی

(a) 2020 (b) 2022

(c) 2025 (d) ان میں سے کوئی نہیں

4. درج ذیل میں کس ادارے نے پلاننگ کمیشن کی جگہ لی؟

(a) نیتی آیوگ (b) آر بی آئی

(c) وزارت خزانہ (d) ایس بی آئی

5. MRTP کا مطلب۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے:

(a) Monopsony and Restrictive Trade Practices

(b) Monopolist and Regional Trade Practices

(c) Monopolist and Restrictive Trade Practices

(d) ان میں سے کوئی نہیں

6. پہلا پانچ سالہ منصوبہ کس ماڈل پر مبنی تھا؟

(a) Solow Model (b) P.C Mahalanobis

(c) Harrod-Domar Model (d) Kaldor Model

7. دوسرا پانچ سالہ منصوبہ کس ماڈل پر مبنی تھا؟

(a) Solow Model (b) Primary/زراعت

(c) P.C Mahalanobis (d) ان میں سے کوئی نہیں

8. 1991 کی اصلاحات کے وقت وزیر خزانہ تھے؟

(a) پرنب مکھرجی (b) آرون جیٹلی

(c) ڈاکٹر منموہن سنگھ (d) ان میں سے کوئی نہیں

9. B-Ready انڈیکس کون شائع کرتا ہے؟

(a) عالمی بینک (b) ائی ایم ایف

(c) پی این بی (d) ان میں سے کوئی نہیں

جوابات	1	2	3	4	5	6	7	8	9
	a	b	a	a	c	c	c	c	a

8.6.3 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. 1991 کے معاشی اصطلاحات سے پہلے کی صنعتی پالیسوں کے اہم نکات قلم بند کریں۔
2. نئ صنعتی پالیسی کی اہم خصوصیات کیا ہیں۔
3. ہندوستان میں صنعتی پسماندگی کی وجوہات پر نوٹ لکھیں۔
4. Make in India اسکیم پر تبصرہ کریں۔
5. PLI سکیم پر نوٹ لکھیں۔

8.6.4 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. نئ صنعتی پالیسی پر تفصیل سے نوٹ تحریر کریں۔
2. 2014 کے بعد کی صنعتی پالیسی میں رونما ہوئے بدلاو پر تبصرہ کریں۔
3. صنعت 4.0 کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

8.7 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Bhattacharjea, A. (2022). Industrial policy in India since independence. *Indian Economic Review, 57*(2), 565–598. https://doi.org/10.1007/s41775-022-00154-9
2. Puri, V. K., Misra, S. K., & Garg, B. (2023). *Indian economy* (41st ed.). Himalaya Publishing House.
3. Savills. (2024). *India's manufacturing revolution: Key facts and data insights*. Savills.
4. World Bank. (2018). *Connecting to compete 2018: Trade logistics in the global economy—The logistics performance index and its indicators*. World Bank. https://doi.org/10.1596/29971

نمونہ امتحانی پرچہ

(Model Examination Paper)
Maulana Azad National Urdu University
B.A. III Semester Examination
Fundamental of Industrial Economics
Paper Code: BNEC301DET

Time: 2 hrs. Marks: 35

ہدایات:

یہ پرچہ سوالات تین حصوں پر مشتمل ہے: حصہ اول، حصہ دوم، حصہ سوم۔ ہر جواب کے لیے لفظوں کی تعداد اشارۃً ہے۔ تمام حصوں سے سوالوں کا جواب دینالازمی ہے۔

1. حصہ اول میں 05 سوالات ہیں جو معروضی جواب والے سوالات ہیں۔ ہر سوال کا جواب لازمی ہے۔ ہر سوال کے لیے 01 نمبر مختص ہے۔ $(5 \times 1 = 05 \text{ marks})$
2. حصہ دوم میں 06 سوالات ہیں۔ ان میں سے طالب علم کو کوئی چار سوالوں کے جواب دینے ہیں۔ ہر سوال کا تقریباً 100 لفظوں پر مشتمل ہو۔ ہر سوال کے لیے 05 نمبرات مختص ہیں۔ $(5 \times 4 = 20 \text{ marks})$
3. حصہ دوم میں 02 سوالات ہیں۔ اس میں سے طالب علم کو کوئی ایک سوال کا جواب دینا ہے۔ ہر سوال تقریباً 250 لفظوں پر مشتمل ہو۔ سوال کے لیے 10 نمبرات مختص ہیں۔ $(1 \times 10 = 10 \text{ marks})$

حصہ اول

سوال 1.

I. صنعتی انقلاب کے بعد سب سے نمایاں سماجی تبدیلی کیا رونما ہوئی؟

(a) خاندانی نظام مکمل طور پر ختم ہو گیا
(b) شہروں کی طرف بڑے پیمانے پر نقل مکانی ہوئی
(c) مذہبی رسومات میں تیزی سے اضافہ ہوا
(d) دیہی علاقوں کی اہمیت مزید بڑھ گئی

II. ہندوستان کی جی ڈی پی میں سب سے زیادہ حصہ داری کس کی ہے؟

(a) خدمات
(b) صنعت
(c) زراعت
(d) درج بالا سبھی

III. عوامی شعبے کا بنیادی مقصد ہوتا ہے:

(a) زیادہ سے زیادہ منافع
(b) فلاح و بہبود اور ترقی

(c) (a)اور(b)دونوں (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

IV. ترقی پذیر ممالک میں تیز شہر کاری کا بنیادی ماحولیاتی اثر کیا ہے؟

(a) ہوا کے معیار میں بہتری (b) زرعی پیداوار میں اضافہ

(c) رش اور آلودگی میں اضافہ (d) توانائی کے استعمال میں کمی

V. MRTPکا مطلب ہے:

(a) Monopsony and Restrictive Trade Practices

(b) Monopolist and Regional Trade Practices

(c) Monopolist and Restrictive Trade Practices

(d) ان میں سے کوئی نہیں

حصہ دوم

سوال 2. صنعت کاری کی اہم خصوصیات بیان کریں۔

سوال 3. غیر معاشی عوامل صنعتی نمو کو کیسے متاثر کرتے ہیں؟ واضح کریں۔

سوال 4. نجی شعبے اور عوامی شعبے میں فرق واضح کریں۔

سوال 5. MNCs کی کوئی تین اہم خصوصیات مع مثال لکھیں۔

سوال 6. صنعتوں کی پیمانے پر مبنی درجہ بندی کریں۔

سوال 7. ہندوستان میں صنعتی پسماندگی کی وجوہات پر نوٹ لکھیں۔

حصہ سوم

سوال 8. جدید صنعتوں اور روایتی صنعتوں میں فرق واضح کریں۔

سوال 9. نئی صنعتی پالیسی پر تفصیل سے نوٹ تحریر کریں۔